فاللہ خیر حافظاً وھو ارحم الراحمین
کتاب لاجواب
دیوان حافظ
شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور
مالک و مہتمم احمد علی شیخ

الحافظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ اردو فارسی کتابون مین غالباً یہ پہلی کتاب ہے جسکا دیباچہ اردو مین لکھا گیا ہے۔ گو ہندوستان مین ابتک یہ طرز اجنبی معلوم ہوتا ہو لیکن ممالک یورپ مین جسقدر عربی و فارسی کتابین چھپکر مہمک کے مطبع سے شائع ہوتی ہین اُس ملک کی زبان مین (گو وہ کیسی ہی محدود ہو) اُسکا دیباچہ بھی ہوتا ہی۔ اس دیوان مین نامی پریس نے یورپ کی تقلید کی ہے اور دیوان حافظ کے دیباچہ کو ہندوستان کی سبسے وسیع زبان اُردو مین تحریر کیا ہے تاکہ جو لوگ اس طرز کو مناسب سمجھین وہ اسکی تقلید پر آئندہ اور کتابین شائع کرین۔

اگر پرانے خیالات کے حضرات اس جدت کو پسند نفرمائین تو اُنکے مذاق کے موافق پرانا دیباچہ فارسی زبان مین ہے وہ بھی شامل کتاب کر دیا گیا ہی جسمین خواجہ حافظ رحمۃ اللہ کے حالات اور اُن کے کلام معجز نظام کی خوبیان دکھائی

گئی ہین۔ مگر یہ دیباچہ خاصکر اُن حضرات کی دلچسپی اور معلومات کے لیے لکھا جاتا
ہے جنکو یا تو اُردو زبان سے خاص مناسبت ہے یا فارسی سے کم ماہر ہین اور دیوان
حافظ کے اسی قدر قدردان ہین کہ اُسکو جزدان مین ملفوف کرکے گھر مین رکھتے
ہین اور عند الضرورت اُس سے اپنے مطلب کی فال تلاش کرتے ہین۔

حافظ کے ابتدائی حالات

حافظ کا اصلی نام شمس الدین محمد اور والد کا نام شیخ
کمال الدین تھا جنکا اصلی وطن تو می وسرکان[1] تھا کسی وجہ سے ترک وطن کرکے
شیراز مین آباد ہوے اور یہین حافظ کی ولادت ہوئی سنہ پیدائش کا پتہ کہین
نہین لگتا۔ اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمانہ آل مظفر کی حکومت کا تھا عموماً دیکھا
گیا ہے کہ ممالک ایشیا مین ذاتی ترقی اور شہرت حاصل کرنے والون کے ابتدائی
حالات نہین ملتے ہین اسلیے حافظ کے حالات کا تلاش کرنا کوہ کندن سے کم نہین
ہے تاہم اسقدر معلوم ہوگیا ہے کہ حافظ نے ابتدا مین مولانا شمس الدین عبد اللہ
شیرازی اور علامہ سید شریف سے تحصیل علوم کی علم قرآن اور تفسیر القرآن کے
ماہر ہوگئے کلام اللہ برزبان یاد کیا اور حافظ کے لقب سے مشہور ہوگئے۔ حاجی

---

[1] تو می وسرکان اُس وقت ایک مختصر آبادی کا نام تھا جو شہر نہاوند سے شمال کی جانب واقع تھی
[illegible]

قوام الدین وزیر کو حافظ کی سرپرستی منظور ہوئی۔ ایک دینی مدرسہ شیراز مین قائم کرکے حافظ کو اسکا مدرس مقرر کردیا۔ حافظ مدت تک اسمین تفسیر القرآن کا درس دیتے رہے۔ ہر پنجشنبہ کو بعد نماز عشا کے صبح تک نہایت خوش الحانی اور قرات سے قرآن پاک کو ختم کرتے رہے اور عالمون، فاضلون، اور درویشون کی صحبت سے عرصے تک اکتساب کمالات کرتے رہے۔

شاعری حافظ کی طبیعت مین فطرۃً شاعرانہ حرارت مخفی تھی جس سے شعلے نکلنے کا وقت قریب آگیا تھا بالآخر وہ زور سے بھڑکی اور جو حافظ کہ حافظ قرآن ہونیکی وجہ سے حافظ کہلاتے تھے تھوڑا عرصہ نگذرنے پایا کہ وہ اپنے تخلص کی وجہ سے خواجہ حافظ ہوگئے۔ شاعری کا رنگ ایسی تیزی سے چڑھا کہ انکے پند و نصائح پھیکے پڑ گئے۔ مقدس صحبتون سے گریز کرنے لگے اور خفیہ خفیہ مستان الست اور رندان بادہ پرست کے جگھٹون مین شریک ہونے لگے۔ آخر تابکے۔ ایک روز اعلان کرنا ہی پڑا۔

تا ز میخانہ و مے نام و نشان خواہد بود   سر ما خاک رہ پیر مغان خواہد بود

حافظ کا رنگ بدلا تو فقرا و درویشون نے لعنت، ملامت کی بوچھار اور علما و واعظین نے کفر کے فتوون کی بوچھار شروع کی۔ حافظ نے بھی اپنی نوک زبان سے پیکان تیر کا کام لیا اور جدھر نشانہ تاکا کبھی خطا نہ کیا۔ حافظ کا دیوان انھی تیرون کا ترکش ہے

جس کے بعض نمونے درج ذیل ہین۔

واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر میکنند ۔ چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند

حافظا کن ملامت رندان کہ از ازل ۔ مارا خدا ز زہد ریا بے نیاز کرد

بادہ نوشی کہ درو ہیچ ریائے نبود ۔ بہتر از زہد فروشی کہ درو روے و ریاست

زیر دلق مرقع کمندہا دارند ۔ دراز دستی این کوتہ آستینان بین

غرضکہ اُدھر سے نثر مین طولانی ارشادات ادھر سے نظم مین چٹپٹے اور رسیلے خیالات اُدھر سے اوچھے اور جگمگاتے ہوے حربے۔ ادھر سے مشتی اور منجھی ہوئی چوٹین ایک عرصے تک چلتی رہنے سے زمانے نے حافظ کا لوہا مان لیا اور وہ تمام اسلامی دُنیا مین اس قدر مشہور ہو گئے کہ دور دور از مقامات سے جلیل القدر بادشاہون اور امیرون کے تحائف اور دعوت کے اشتیاق نامے آنا شروع ہوگئے۔

شہرت تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ میرزا فضل اللہ شیرازی جو علامہ تفتازانی کے شاگرد تھے اور اس زمانے مین سلطان محمود شاہ بہمنی والی جنوبی ہند کے وزیر تھے۔ حافظ کا شہرہ سُنکر اپنے بادشاہ کی طرف سے حافظ کو دکن مین طلب کیا۔ حافظ آمادۂ سفر ہو گئے مگر ابھی کشتی مین سوار ہو کر جزیرۂ ہرمز (جزیرۂ فارس) تک ہی پہنچے تھے کہ بادِ مخالف کا سامنا ہو گیا۔ اس قدر گھبرا گئے کہ کشتی کنارے پر

پہونچائی گئی حافظ نے اُسی حالت مین ایک غزل لکھکر بغرض فضل اللہ کو بھیجدی جس کے دو شعر یہ ہین۔

[1] دمی با غم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد	بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد
بس آسان می نمود اول غم دریا ببوی سود	غلط گفتم کہ ہر موجش بصد گوہر نمی ارزد

اور آپ کشتی سے اُتر کر سیدھے شیراز کو پلٹے ہوئے اور تمام عمر دریائی سفر سے حذر کیا۔ خشکی مین بھی حافظ کا دائرہ سیاحت شیراز سے یزد و کرمان اور اصفہان تک تھا۔ دارالسلام بغداد شیراز سے بہت زیادہ دور نہ تھا مگر جب وہان کے حاکم سلطان احمد جلائر نے حافظ کو طلب کیا تو صاف انکار کر دیا۔ صرف ایک غزل اُسکی مدح مین لکھکر بھیجدی جسکے بعض اشعار درج ذیل ہین۔

[2] احمد اللہ علی معدلۃ السلطانی	احمد شیخ اویس حسن ایلخانی
گرچہ دوریم بیاد تو قدح می نوشیم	بُعد منزل نبود در سفر روحانی
از گل پارسیم غنچہ عیشی نشگفت	حبذا دجلہ بغداد و می ریحانی

صاحب مفتاح التواریخ لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ حافظ نے اپنے ایک مربی اور دوست

---

[1] پوری غزل دیوان ہذا کے صفحہ ۱۵۰ مین درج ہے ۱۲

[2] پوری غزل دیوان ہذا کے صفحہ ۴۱۸ مین درج ہے ۱۲

خواجہ امین الدین حسن وزیر سلطان ابو اسحاق سے ملنے کے لیے اصفہان کا سفر کیا
ہنوز اُن کے پاس تک نہ پہونچنے پائے تھے کہ ملازمان امین الدین حسن نے
اُنکو ایک شرابی سمجھکر علّتِ بدمستی مین گرفتار کر لیا اور شہر مین تشہیر کرایا[1]
یہ خبر خواجہ امین الدین حسن کو پہونچی فوراً حافظ کو اپنے پاس بلوایا اور جو شخص
اس تشہیر کا بانی ہوا تھا اُسکی نسبت حکم نافذ کر دیا کہ باقی حصّۂ شہر مین وہ شخص بھی
کے تشہیر کیا جائے۔ حافظ نے اپنے دوست کی شکر گذاری مین اُسی وقت ایک
غزل لکھی جسکے تین شعر درج ذیل کیے جاتے ہین۔

مرا عہدیست با جانان کہ تا جان در بدن دارم | ہواداران کویش را چو جان خویشتن دارم
الا ای پیر فرزانہ مکن عیبم ز میخانہ | کہ من در ترک پیمانہ دلی پیمان شکن دارم
بہ رندی شہرہ شد حافظ پس از چندین ورع لیکن | چہ غم دارم کہ در عالم امین الدین حسن دارم

حافظ و ایلی تذکرہ دولت شاہ سمرقندی مین لکھا ہے کہ جب امیر تیمور گورگان صاحبقران
نے فارس فتح کیا اُس وقت تک حافظ شیراز زندہ تھے امیر نے اپنے روبرو طلب
فرما کر پوچھا کیا یہ مطلع تمھارا ہے؟

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را | بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

---
[1] پوری غزل دیوان حافظ کے صفحہ ۲۱۲ مین درج ہے

حافظ نے دست بستہ عرض کیا کہ ہان فرمایا کہ مین نے بزور شمشیر ربع مسکون کے
ایک بڑے حصے کو تسخیر اور ہزاران ولایات کو ویران کر ڈالا تو صرف اسلیئے کہ یہ دو
شہر سمرقند و بخارا جو کہ میرے وطن مالوف اور تختگاہ مشہور ہین آباد ہون - تمنے
جو اپنے معشوق کے ایک خال ہندو کے معاوضہ مین دے ڈالا تو وجہ؟ حافظ نے
زمین بوس ہوکر عرض کیا کہ "اے سلطان عالم یہ اسی غلط بخشی کا نتیجہ ہے جو
مین اس حالت کو پہنچ گیا ہون کہ اب آپکی فیاضی کا محتاج ہون" امیر (اس لطیفہ
پر پھڑک گیا اور حافظ پر مہربان ہوا اور ایک معقول انعام دیکر رخصت کیا۔

خانگی زندگی حافظ کی پرایویٹ لائف یعنی خانگی زندگی کے حالات کا پتہ بہت کم لگتا ہے
اور جو کچھ ملتا ہو وہ جا بجا انھین کی نظمون سے ملتا ہے۔ مثلاً ایک جگہ انھون نے
اپنی زوجہ کے انتقال کا ذکر کیا ہے۔ ایک جگہ اپنے ناکتخدا فرزند کی وفات پر افسوس

لہ [illegible] ایک مولف کو اس واقعہ سے انکار ہے اُنکے خیال مین اس تیمور سے
دو سال قبل حافظ کا انتقال ہو گیا تھا۔ لیکن [illegible] مین مشہور ہوئے لکھتے ہین کہ تیمور نے
۷۸۱ھ مین خوارزم اور اُسکے دو برس بعد ہرات فتح کیا ۷۸۹ھ مین اصفہان مین قتل عام کیا
اور اسی زمانہ مین شیراز پر قابض ہو گیا۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ حافظ نے حملۂ تیمور سے
دو برس بعد وفات پائی نہ کہ دو برس قبل ۱۲۔

ظاہر کیا ہے۔ شیراز میں کوئی عورت شاخ نبات کے نام ۔ القصہ یہ مشہور تھی جس
نے اپنے عشق کا اسیر جا بجا اظہار کیا ہے۔ کتاب خزانہ عامرہ میں بحوالہ مرآۃ الصفا
منقول ہے کہ خواجہ حافظ کا ایک بیٹا جسنے بہ شاہ نعمان ہندوستان میں آیا تھا
مگر برہان پور میں اسنے انتقال کیا جسکے مزار کا نشان ابتک موجود ہے؟

وفات

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حافظ نے ضعیف العمری میں انتقال کیا
مگر تاریخ ایران مسمی بہ آثار عجم مرتبہ میرزا فرصت شیرازی میں حافظ کی کل عمر ۴۷
برس کی قرار دی ہے۔

معتبر تاریخوں میں لکھا ہے کہ حافظ نے سنہ ۷۹۱ھ میں اسی رندانہ حالت میں
جو انھوں نے اختیار کی تھی وفات پائی۔ تجہیز و تکفین کے بعد نماز جنازہ پر بحث
چھڑ گئی۔ بعض دینداروں نے انکی ظاہری حالت اور آزاد خیال ہونے کی وجہ
سے شرکت میں تامل کیا مگر حافظ اپنے کلام کی وجہ سے مقبول عام ہو چکے تھے
اسلیے اکثر حضرات حافظ کی تائید کرنے لگے جن مقدس بزرگوں کو عذر تھا انھوں نے
زور دیا کہ وہ حافظ کے دیوان سے اکثر ایسے اشعار دکھا سکتے ہیں جو ملحدانہ ہیں
اور اس کے ثبوت میں دیوان طلب کیا گیا اور اوراق کھولتے ہی جو شعر سب سے
پہلے نکلا وہ یہ تھا۔

قدم دریغ مدار از جنازۂ حافظ که گرچہ غرق گناہست میرود بہشت

شعر کے پڑھتے ہی تمام بحث کا خاتمہ ہوگیا اور نماز جنازہ خاموشی سے بالاتفاق ادا ہوگئی اور جو حافظ کہ چند منٹ پہلے بے دین اور ملحد ثابت کیے جاتے تھے اب لسان الغیب قرار پاگئے۔

حافظ کو خاک مصلیٰ[۱] بہت پیاری تھی جسکا اُنھون نے جابجا اپنے اشعار مین نہایت محبت کے الفاظ مین ذکر کیا ہے۔ مثلاً۔

بدہ ساقی مے باقی کہ در جنت نخواہی یافت کنار آب رکنا باد و گلگشت مصلیٰ را

نمیدہند اجازت مرا بسیر و سفر نسیم باد مصلیٰ و آب رکنا باد

غرضکہ حافظ شیراز اسی خاک مصلیٰ مین بلا کسی اختلاف کے دفن ہوئے۔ عجب اتفاق ہے کہ تاریخ وفات بھی "خاک مصلیٰ" کے اعداد سے برآمد ہوئی جو ایک قطعہ مین تضمین ہوکر اُنکے لوح مزار پر کندہ ہے۔ وہو ہذا۔

چراغ اہل معنی خواجہ حافظ کہ شمعے بود از نور تجلی

چو در خاک مصلیٰ ساخت منزل بجو تاریخش از خاک مصلیٰ

---

[۱] خاک مصلیٰ جس کو گلگشت مصلیٰ بھی کہا گیا ہے شیراز مین ایک سبزہ زار کا نام ہے جسمین نہر رکنا باد جاری ہے اور شہر سے شمالی سمت واقع ہے اصفہانی دروازے سے ایک ہزار سات سو قدم کے فاصلے پر ہے۔۱۲

کلامِ حافظ حافظ کو اپنی سحر بیانی کی بدولت تمام شعرائے عصر اور اکثر متقدمین
و متاخرین پر سبقت حاصل ہے وہ تمام اصنافِ شاعری پر قادر تھے اُنھوں نے
قطعات، رباعیات، مثنویات، قصائد اور مخمس وغیرہ لکھے اور نہایت خوب لکھے۔
مگر جو خداداد قدرت اُنکو غزل گوئی پر تھی وہ اور کسی دوسری صنعت پر نہ تھی۔
سوز و گداز، درد و جوش حافظ کی غزلوں میں ہے وہ ہر شعر و اُنکا ہمیشہ کا کلام
دیتا ہے۔ اس وقت پانچ سو برس سے زیادہ زمانہ گذر گیا اور باوجود اسکے ہزاروں مرتبہ
سننے کے بعد بھی جب کسی خاص موقع پر کوئی شعر پڑھا جاتا ہے تو ایک سماں بندھ
ہو جاتا ہے اور وہی شعر جبکہ خود حافظ کی زبان سے پہلی مرتبہ ادا ہوتا ہوگا تو
اکثر سامعین یقیناً کلیجہ پکڑ کے بیٹھ جاتے ہونگے۔ افسوس ہے کہ ان مختصر اوراق
میں گنجائش نہیں ہے ورنہ ضرور بتاتی کہ حافظ کے اشعار کی تاثیروں سے معرفت
کرائی جاتی۔ مگر خیر اسی قدر معلوم ہو جانا کافی ہے کہ جن مطالب کے ادا کرنے
کے لیے کسی بڑے منشی کو عمدہ الفاظ تحریر میں بیشتر دقتیں آتی ہوں حافظ اُنکو سادہ
اور مختصر الفاظ میں بے تکلف نظم کر دیتے تھے۔ مثلاً۔

آسائشِ دو گیتی تفسیر این دو حرف است ‌‌ ‌ با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

تضمینِ مصرع حافظ کو کسی مصرع پر دوسرا مصرع لگانے کی بہت بڑی مہارت حاصل

تھی چنانچہ مشہور ہے ایک مرتبہ سلطان غیاث الدین (۱) والی بنگالہ بیمار ہوا حکیمون
نے علاج خارجی مین غسل بھی تجویز کیا۔ بادشاہ نے یہ خدمت اپنی تین پرستارون کو
جنکے نام سرو، گل اور لالہ تھے سپرد کی۔ ان پرستارون نے دوران علالت مین
اپنی خدمتون کو نہایت خوبی سے انجام دیا حتی کہ بادشاہ کو شفائے کلی حاصل ہوگئی
بادشاہ نے اس خدمت کے صلے مین تینون پرستارون کے مراتب اعلیٰ کیے اور التفات
محبت بھی زیادہ کرنے لگا۔ اسپر اور حرمون کو حسد ہوا انھون نے حقارتاً انکو غسالہ
کے لقب سے پکارنا شروع کیا۔ شدہ شدہ یہ خبر بادشاہ کو پہونچی۔ وہ ہنسا اور اسی حالت
مین بیساختہ اسکی زبان سے یہ مصرع نکل گیا۔

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ میرود

مضمون دلپسند تھا چاہا کہ دوسرا مصرع لگائے مگر نہ لگا سکا۔ شعرائے دربار سے مخاطب
ہوکے دوسرے مصرع کی فرمائش کی مگر سب کا مضمون کوتاہ اور قافیہ تنگ ہوگیا۔
ناچار عرض کی کہ اس مصرع پر بجز حافظ شیراز کے دوسرا شخص مصرع نہین لگا سکتا
ہے۔ شخصی سلطنت تھی کسی فنڈ دل خرچ پر پارلیمنٹ سے منظوری کی ضرورت نہ تھی
فوراً سامان سفر طیار ہوا اور چند خدام بنگالہ سے شیراز کو روانہ ہوگئے۔ حافظ

---

(۱) بنگال مین اس بادشاہ کی مدت سلطنت [illegible] سے [illegible] تک ہے۔

نے اُنکی اور اُن کے بادشاہ کی تمام سرگذشت سُنی اور مصرع پر مصرع لگا کر مطلع کر دیا

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ میرود (۱)   وین بحث با ثلاثۂ غسالہ میرود

"ثلاثۂ غسالہ" میخوارونکی اصطلاح مین اُن تین پیالہاے شراب کا نام ہے جن کو بادہ خوار علی الصباح نوش کرکے شب کی کدورت دور کرتے ہین۔ واقعات کے اعتبار سے لالہ کا قافیہ غسالہ بالکل معمولی تھا جو شعراے بنگالہ کے سامنے موجود تھا مگر چونکہ وہ حافظ کی طرح اصلی اور حقیقی بادہ خوار نہ تھے اسلیے دماغ اور خیال مین تمام اسباب بادہ خواری حاضر اور مجتمع نہونے کی وجہ سے اس قافیہ کو نہ اپنے لفظون مین ترتیب دیسکے اور نہ بامعنی منظوم کرسکے۔ حافظ نے اسی ردیف و قافیہ مین پوری غزل لکھکر بادشاہ کی خدمت مین روانہ کر دی جس کے دو شعر اور درج ذیل کیے جاتے ہین۔

شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند   زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود

حافظ ز شوقِ مجلسِ سلطان غیاث دین   خامش مشو کہ کار تو از نالہ میرود

مفتاح التواریخ مین ایک حکایت درج ہے کہ خواجہ حافظ زمانۂ شاہ شجاع مین ایک نوجوان مفتی زادہ پر عاشق ہوگئے۔ کچھ دنون تو اپنی حالت کو پوشیدہ رکھا

---

[1] یہی غزل دیوان حافظ نسخہ ۱۲۹۹ مین ص ۱۲۴ -

مگر ایک عرصے کے بعد معاملہ طشت از بام ہوگیا۔ ایک روز حافظ مفتی زادہ کو ساتھ لے کر ایوان شاہی کے پچھواڑے مینوشی مین مشغول ہوئے۔ وہ اپنے نزدیک تخلیہ مین تھے مگر بادشاہ جھروکے سے نظارہ کر رہا تھا۔ خواجہ نے جام کو شراب سے لبریز کر کے مفتی زادے کو دیا اور جیسے ہی اُسنے منھ سے لگایا تھا کہ بادشاہ نے آواز دی۔

حافظ قرابہ کش شد و مفتی پیالہ نوش

حافظ نے ساتھ ہی جواب دیا۔

در عہد بادشاہ خطا بخش و جرم پوش[1]

ایک مخفی کام مین مشغول ہونیکے وقت کسی ایسی آواز کا دفعتاً کانون مین آجانا جس سے نہ صرف افشائے راز کا خوف ہو بلکہ اُس آواز سے زیادہ کوئی دوسری آواز خوفناک نہو سکتی ہو تو اُس سراسیمگی اور بدحواسی مین مصرع پر دفعتاً مصرع لگا دینا، حافظ کے خیالات کی تیزی اور طبیعت کی برجستگی کی ایک ایسی مثال ہی جس سے زیادہ کسی دوسرے شاعر مین ہو نہین سکتی۔

سرقہ مضمون | شاعرونکی اصطلاح مین کسی اُستاد کے مضمون کو کچھ ردّ و بدل کر کے

[1] پوری غزل دیوان ہذا کے صفحہ ۲۹۶ مین درج ہے ۱۲۰

اپنے شعر مین لے آتے اسکا نام سرقۂ مضمون ہے اور اس سے اکثر شاعر خالی نہین ہین
لیکن ادنی اور اعلی شاعر مین فرق ہے۔ ادنی شاعر سے نہ الفاظ ہی زیادہ تبدیل
ہو سکتے ہین اور نہ معانی کے تیور بدلے جا سکتے ہین اس لیے شاعرون مین وہ
مضمون چور کہلاتا ہے مگر اعلی شاعر حتی الامکان الفاظ کو بدل کر اور معانی مین
ترقی اور اصلاح دیکر کسی قدیم شعر کو اپنے سانچے مین ڈھال لیتا ہے اور شعرا کی سوسائٹی
مین یہ عادت معیوب نہین مانی گئی ہے۔ حافظ نے بھی متعدد جگہ اسی دوسری
عادت سے کام لیا ہے۔ حافظ نے جس استاد کے شعر کو اپنے ڈھب کا تاکا پہلے
اُسکے دونون مصرعون پر غور کیا جو مصرع اعلی درجہ کا ہوا اُسکو تو فقط لفظون کے
اُلٹ پھیر سے اپنی حالت پر برقرار رہنے دیا اور دوسرے ادنی مصرع مین اپنے
پرزور الفاظ سے ترقی دیکر اُسکی حالت مین ایسی تبدیلی کردی جس سے وہ ادنی
سے اعلی اور اعلی سے اعلی تر ہو کر حافظ کی ملکیت مین آگیا چنانچہ اس جگہ عدم
گنجائش کی وجہ سے صرف دو مثالون پر اکتفا کیجاتی ہے پہلی مثال مین یزید
کا مطلع جو بحر ہزج سالم مین ہے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

اَنَا المَسمُومُ مَا عِندِی بِتِریَاقٍ وَلَا رَاقِی   ادِر کَاساً وَنَاوِلہَا اَلَا یَا اَیُّہَا السَّاقِی

اس شعر کا دوسرا مصرع مباحثہ ہے لیکن "حرف ندا" جسکی فصاحت شعری کیجیہ

اول مین ضرورت تھی قافیہ کی مجبوری سے آخر مین پڑگیا۔ شاعر کی اس کمزوری
سے حافظ نے فائدہ اٹھایا یعنی اُس مصرع کو حرف ندائیہ سے شروع کرکے اپنی حالت
پر چھوڑ دیا اور دوسرا مصرع زبان فارسی مین نظم کرکے اُس کے ساتھ تضمین کردیا
جس سے تمام مضمون ایک نئی روح کے ساتھ دوسرے قالب مین اسطرح آگیا۔

اَلَا یَا اَیُّھَا السَّاقِیْ اَدِرْ کَاْساً وَّ نَاوِلْھَا
کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

اس جگہ ناظرین کو دونون شعرون کے موازنہ کرنے کا موقع ہے۔ مثلاً یزید نے اپنے مطلع
مین یہ نشا ظاہر کیا ہے کہ متکلم ایک ایسا زہر خوردہ شخص ہے نہ جسکے پاس تریاق ہے
اور نہ جھاڑنے والا۔ "تو کہان ہے اے ساقی (تو ہی) اپنا جام بھر اُسکو گردش مین لا"
(یعنی شراب نوش کرنے سے شاید طبیعت کو کچھ فائدہ پہونچے) لیکن حافظ اپنا مطلب ان
الفاظ مین ادا کرتے ہین "کہ ہر ہے اے ساقی اپنا جام بھر اور اُسکو گردش مین
لا۔ کیونکہ عشق جسکو مین پہلے آسان سمجھا تھا اب اُسنے مجکو بڑی مصیبتون مین مبتلا
کردیا۔" دونون مطلعون کے پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ گویا دونون شاعر زبان حال
سے شراب کے طالب ہین۔ مگر پہلا اس لیے کہ اُس کے زہر کا تریاق ہو اور دوسرا اسلیے
کہ اسکی طبیعت سے مصیبت اور کوفت دفع ہو۔ پہلے شاعر کی طلب بھی بیجا نہین ہے
کیونکہ شراب کی تعریف مین بہت بہت مبالغہ کیا گیا ہے اور جبکہ وہ یہان تک تسلیم

کرلی گئی کہ مردہ کو زندہ کر سکتی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے جو اسکو زہر کا تریاق نہ مانا
جائے مگر دوسرے شاعر کی خواہش اس سے غم غلط کرنے کی ہے جو شراب کی اصلی
اور سچی اور حقیقی خاصیت ہے اس لیے حافظ کا مضمون نیچرل یعنی فطرت کے
موافق ہو جانے سے کا مذاق عام میں مقبول ہو گیا اور حافظ نے اگر اسکو انتخاب کر کے اپنا
مطلع سر دیوان بنایا تو کچھ شک نہیں کہ وہ اسی قابل تھا۔

اسکے بعد دوسری مثال میں سعدیؒ کا مطلع کہ وہ بھی بحر ہزج سالم میں ہے درج
ذیل کیا جاتا ہے۔

اگر دشنام فرمائی وگر نفرین دعا گویم   لب لعل شکر خارا جواب تلخ می زیبد

حافظ نے اس شعر پر بھی قریب قریب وہی تصرف کیا ہے جو یزید کے شعر پر کیا تھا
یعنی دوسرے مصرع کے زحافات سوم و چہارم کو بجائے اول و دوم کے لا کر اسکے
لفظوں میں سلاست اور روانی پیدا کر دی اور پھر اسپر اپنا ایک بلیغ مصرع لگا کر
اسکی صورت یوں کر دی۔

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی   جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

سعدیؒ اور حافظؒ دونوں کے شعر کا آخری مصرع تو ایک ہی ہے مگر پہلے مصرع کا گو منشا
ایک ہے مگر تمام الفاظ اور اسکے مطلب میں فرق ہے اور یہی بات قابل غور ہے۔ دونوں

اشعار کا آپس میں اگر موازنہ کیا جائے اور ہر لفظ کو تول کر دیکھا جائے تو ہر ناقد یہی کہے گا کہ حافظ کا شعر سعدی کے شعر سے بہت اونچا نکل گیا ہے۔

حافظ کے جتنے شعر اپنے ہمعصروں اور متقدمین کے اشعار سے ٹکراتے ہیں، ان کے متعلق بغیر کسی رو رعایت کے ہماری اور دوسرے تذکرہ نگاروں کی متفقہ رائے یہ ہے کہ حافظ نے ان کے مفہوم کا درجہ بہت بلند بلکہ بہت زیادہ دلچسپ اور دلاویز کر دیا ہے۔

حقیقت امر یہ ہے کہ خواجہ صاحب کے کلام میں اتنی ایسی خوبیاں جمع ہو گئی ہیں جن کا مجموعہ اعجاز کا درجہ رکھتا ہے ان میں سے اگر ایک ایک کو الگ الگ لیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ اوروں کے ہاں بھی نکل آئیں لیکن ؏

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حافظ کا دیوان قریب قریب اُنکی زندگی ہی مین مرتب ہوچکا تھا۔ کیونکہ حروف تہجی کے اعتبار سے کل ردیفون مین غزلین موجود ہین۔ یہ مشہور ہو گرنا کہ حافظ شعر بنانے مین ہر وقت بدمست پڑے رہتے تھے اور اپنے اشعار ٹھیکرون پر لکھ لکھکر مٹکے مین بھرتے جاتے تھے اور اُنکی وفات کے بعد نماز جنازہ کی بحث سے پہلے کسی کو خبر تک نہ تھی محض غلط اور یارون کا حاشیہ ہے جو واقعات اوپر بیان ہوچکے ہین اُن سے صاف پایا جاتا ہے کہ حافظ کا کلام تمام دنیاے اسلام مین اُن کے سامنے مشہور ہوچکا تھا چنانچہ ایک شعر مین خود بھی اسکا اظہار فرماتے ہین۔

فگندہ زمزمۂ عشق در عراق و حجاز — نوای بانگ غزلہای حافظ شیراز

دیوان مین غزلیات کا حصہ سب سے زیادہ ہے ہر غزل ۵ سے ۱۲ اشعار تک کی ہے اور ردیفون کی ترتیب حروف تہجی کے اُسی پُرانے قاعدہ سے ہے جس پر کہ تمام ایشیائی شعرا کے دیوان مرتب ہین۔ صاحب برٹانیکا انسائکلوپیڈیا اس ترتیب کو ناپسند کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ شاعر کا کلام اسطرح مدون ہوا کرے جس سے اُنکی طبیعت کی تدریجی ترقیات اور واقعات زندگی کے روز افزون تجربات کا یکے بعد دیگرے سُراغ لگ سکے۔ بیشک اُسکی رائے معقول ہے اور یورپ

مین اسکا لحاظ کیا جاتا ہے۔ اگر ایشیا مین بھی یہ طریقہ جاری کیا جائے تو بجز اس
وقت کے کسی شعر کے تلاش کرنے مین دیر ہو مطالعہ کرنے والے کے حق مین
زیادہ مفید ہے۔ مگر حافظ کا دیوان سخت حیرت مین ڈالتا ہے کہ باوجود اسی
پرانی ترتیب کے وہ اول سے آخر تک ایک سانچے مین ڈھلا ہوا اور اُس کے تمام
مضامین ایک وقت مین باہم لکھے ہوئے معلوم ہوتے ہین۔ غزل اکثر اوقات
متناقض اور متضاد مضامین کا ذخیرہ ہوتی ہے جس مین بجز قطعہ بند مضامین کے تمام
بے ربط اور غیر مسلسل ہوتے ہین چنانچہ حافظ کے اشعار بھی مثل گہرہائے آبدار
چھوٹے اور بڑے قد کے بظاہر بکھرے ہوئے نظر آتے ہین مگر جو لوگ باریک بین
ہین انکو غور کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ سب ایک ہی رشتۂ تفکر
مین پروئے ہوئے ہین۔ حافظ کا دیوان گویا ایک ذی روح کا جسم ہے جس کے
اُس کے رنگ برنگ کے اشعار بمنزلۂ مختلف رگون اور پٹھون کے پھیلے ہوئے
نظر آتے ہین لیکن سب کے اندر ایک ہی خون کا دوران ہے جو اول سے آخر تک
کمالات روحانی سے فیض یاب ہے۔

اشاعت دیوان دیوان حافظ کے مدون ہونے کی تاریخ سے چھاپے کی ایجاد
تک غالباً ہزارہا جلدین ایک دوسری سے نقل ہو کر اطراف عالم مین شائع

ہوئین اور چھاپہ ایجاد ہونیکے بعد سب سے پہلے یورپ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اُسنے
حافظ کے کلام کو چھاپ کر شتہر کیا سنہ ۱۷۹۱ء مین سر ولیم اوسلی نے ایک رسالہ موسومہ
"آرتکل بنام حافظ" لکھکر لندن کے ایک مطبع سے شائع کرایا۔ اور پھر سنہ ۱۸۰۲ء مین
سر جان رچرڈسن نے اپنے سپیمن آف پرشین پوئٹری (نمونۂ نظم فارسی) کے نام سے
حافظ کی غزلون کا انتخاب چھپوایا۔ اسکے علاوہ مختلف انتخابات وقتاً فوقتاً برلن
اور وانا مین شائع ہوتے رہے اور سنہ ۱۸۵۴ء مین پورا دیوان ایک جرمن کے شہر لیپزگ
مین لاثری ہو کر چھاپا گیا۔ حال مین قسطنطنیہ سے چھوٹی تقطیع پر شائع ہوا ہے جو اپنی
صحت چھپائی اور صفائی کے اعتبار سے قابل قدر ہے۔ عجم مین طہران تبریز اور
شیراز سے بکثرت جلدین چھپکر شائع ہو چکی ہین اور ہند مین دہلی کلکتہ بمبئی
اور لکھنؤ وغیرہ سے بار بار چھپکر جسقدر جلدین اشاعت پا چکی ہین غالباً انکی تعداد
ایک لاکھ سے زیادہ ہو چکی ہوگی۔ شہرکا ن پور باقی رگیا تھا جس کو اب
دوسری مرتبہ اُسکے چھاپنے کا افتخار حاصل ہوا ہے۔

دیوان بے حاشی کسی کتاب کے کل یا جز مقامات پر نوٹ دینے یا حاشیہ چڑھانے
سے یہ غرض ہوتی ہے کہ اُسکے اجمال کی تفصیل اور مشکلات مین آسانی پیدا
ہو مگر جس قدر دیوان حافظ ہندوستان مین محشی چھپے ہین وہ اسکے برعکس

ہین۔ ایک معمولی استعداد کا آدمی حافظ کے مطالب کو بلا امدادِ حاشیہ جس قدر
سمجھ سکتا ہے موجودہ حواشی پڑھنے کے بعد اُس قدر بھی ذہن مین باقی نہین
رہتا اور یہ اسلیے ہے کہ حاشیہ نگار صاحب نہ اُس کیفیت سے متاثر اور نہ اُس
مذاق سے آشنا اور نہ اُن واقعات سے باخبر ہین جنکی بنیاد پر حافظ کے اشعار اپنے
اپنے موقع سے تصنیف ہوئے ہین یہی وجہ ہے کہ ایران و ترکی [illegible] جب کبھی دیوان
حافظ زیادہ اہتمام اور خوبی سے چھاپا گیا تو اُس سے حواشی خارج کر دیے گئے
ہین۔ لہذا اُسی تقلید پر یہ دیوان نامی پریس کانپور سے چھپکر نکلا ہے جسکا
حاشیہ بالکل سادہ اور نہایت صاف چھوڑ دیا گیا ہے تاکہ اُسپر یہ الزام نہ عائد
ہو سکے کہ "من چہ می سرایم و طنبورۂ من چہ ــــــ سراید"

محمد رحمت اللہ رعد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بی حد و ثنای بی عد و سپاس بی قیاس خداوندی را که جمیع دیوان حافظان اسرار قدم
پروانهٔ سلطان ارادت اوست. بی مانندی که رفع بنیان ایمان سبع سموات
طباقا شاهد عرفان حکمت بی علت اوست. حکیمی که طوطی شکر خای ناطقهٔ انسانی را در زوایای
آینهٔ تامل عرایس معانی بادای دلگشای ان من البیان لسحرا گویا کرده علیمی
که بلبل دستان سرای خوش نوای زبان را در قفس تنگ دهان بقوت اذهان
مستقیم در ترنم و تفقه ان من الشعر لحکمة آورد نظم

آن بنده پروری که زبان در دهان نهاد ‏ دُرّ کلام در صدف ترجمان نهاد

جان را ز راه عذب بیانی لطیفه داد ‏ دل را مفرحی ز سخن بیکران نهاد

در گنج سینه دُرّ معانی بپرورید ‏ در کان طبع لعل سخن بیکران نهاد

فی الجمله صنایع جواهر منظوم صلوات بی نهایات و زواهر منثور تحیات بی منتها و غایات
نثار رشح پر فتوح و مسند رفعت زبان آوری که ندای جانفزای انا افصح العرب

بمسامع مجامع عالیان و آدمیان رسانید و از نسیم شمیم روح پرور نفخت فیه من
روحی مشام جان زنده دلان هر دو جهان را معطر و مروح گردانید و گوش هوش
دلها را بدرر فوائد بالفراد و غرر فرائد معجز نمای اوتیت بجوامع الکلم گهربار و درر نثار
ساخت و صدای صدق فحوای وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی
در آفاق و انفس انداخت یعنی خاتم رسالت و ناظم مناظم براعت و بلاغت
صادق برهان ص والقرآن ذی الذکر صاحب دیوان وما علمناه الشعر
صدر جریدهٔ انبیا بیت القصیدهٔ اصفیا محمد مصطفی علیه افضل الصلوات و اکمل
التحیات بیت

محمد کاز ازل تا ابد هر چه هست	بآرایش نام او نقش بست

و درود بیکران و تحیات بی پایان بر ارواح طیبه و اشباح طاهره جماهیر آل
علی النوال جلی الافضال و مشاهیر رجال و اصحاب او باد شعر

هزار آفرین از جهان آفرین	بر اولاد و اصحاب او اجمعین

که سمند خوش خرام عبارت و رخش تیز گام مجاز و استعارت را زین تزیین به
نهاده در میدان بیان جولان نموده اند و بچوگان فصاحت و بلاغت گوی
هنرمندی و سخندانی از فضلا و ادبای اقاصی و ادانی در ربوده تا صدای

صیت رسالت و ندای صوت جلالت محمد رسول الله والذین معه اشداء
علی الکفار بگوش فصحای اطراف عالم و بلغای اکناف امم رسانیدند سنان لسان
و تیغ بیان الشعراء یتبعهم الغاوون از هیبت جلال در غمد کلال و ربقه بماند و
مشاهیر کالسیف القتال هنگام تعدی و جدال در معارضه و مقابله ایشان سپر
عجز و ابتهال بر روی قیل و قال کشیدند که لا یاتون بمثله و لو کان بعضهم لبعض
ظهیرا۔ بیت

مستغرق درود و ثنا باد جان شان — تا روز را فروغ بود شمع را ضیا

خصوصا امام المشارق و المغارب و جامع اصناف المعارف و الحقایق قال
کلمه انا کلام الله الناطق اسد الله الغالب علی بن ابی طالب علیه الصلوة
والسلام و التحیة و الاکرام۔ اشعار

شهنشهی که سحرگاه روز فطرت بود — غرض وجود شریفش ز خلقت انسان
نگارشی که ز لوح قدیم لم یزلی — حاشیه منقبتش گشته زیور قرآن
امیر ملک ولایت که شد ز مبدا حال — برای مدحت او مستعد بنطق زبان

بر نقادان رشته بلاغت و جوهریان روز بازار فضل و براعت نامداران
خوان سخن و شهسواران ذکا و فطن سالکان مسالک نظم و نثر و مالکان ممالک

دقائق شعر پوشیده نیست که گوهر سخن در اصل خویش بسیار قیمتی و باصفا و کلام منظوم
نفیس در نفس خود عظیم و گران بهاست در دکان امکان هیچ متاعی ازان گرانمایه
نتوان خرید و در بازار ادوار هیچ بضاعت ازان بارفعت تر نتوان دید صیرفی
نقد را نقدی عزیزتر ازان بدست دل در نیامده و نقشبند فکرت را زیباتر ازان
در پردهٔ خیال رخ ننموده، وزن و مقدار این در شهوار ندانند الا خردمند کامل و قدر و
اعتبار این نقد تمام عیار نشناسد جز بصیر فی عاقل و فی الحقیقة بیت

گر بدست گوهری در دانهٔ سخن　　آن فرود آید بجای سخن

و هو میدان لا یقطعه الا سوابق الاذهان و میزان لا یرفع الا بایدی البصائر و الالباب
اما تفنن اسالیب و تنوع تراکیب نظم و نثر بسیار و بشمار است و تفاوت حالات سخنوران و
تباین درجات هنرپروران بحسب مناسبت نفوس و طبائع و رعایت موافقت رسوم و
اوضاع بود و تقبیح و تحسین و تحریر و تقریر و نفرین و آفرین باعتبار مقتضیات مقام و
اقتضاء و استحکام شان اغراض و اهتمام هنگام ایراد کلام و فصل و وصل و تعریف و
تنکیر و تقدیم و تاخیر و ابهام و توضیح و کنایت و تصریح و ایجاز و اطناب و
خواص افاده در هر باب جمله برین مسئله مبتنی و متکلم علی الحقیقة برعایت این
دقیقه متین و متسم قیل لیس البلاغة ان یطال عنان القلم و استانه و یبسط

برهان ما انزل و منها التمثیل بین ان تشیخ المراد بالفاظ الغیان و امثال الافراد

شاعر ماهر چون بکنه این نکته برسد و بر حیثیت این قضیه واقف گردد رخسار

عبارتش از نضارت گیرد و جمال مقال از طراوت پذیرد چندانکه یک بیت

او نایب مناب قصیده باشد و یک غزلش قایم مقام دیوانی گردد و در الفاظ

مملکتی اقلیم باید و بیک ماه باجی از ربع مسکون خراج ستاند نظم

قافیه سنجان که علم بر کشند ‏ ‏ ‏ ‏ گنج دو عالم بقلم درکشند

خاصه کلیدی که در گنج راست ‏ ‏ ‏ ‏ زیر زبان مرد سخن سنج راست

مخلص این کلمات و ملخص این مقدمات ذات شریف ملکی صفات مولانا الاعظم

المرحوم المبرور افضل العلماء استاذ نحاریر الادبا معدن اللطائف الروحانیة مخزن

معارف السبحانیة شمس الملة والدین محمد الحافظ الشیرازی طیب الله

تربته و رفع فی عالم القدس رتبته که اشعار آبدارش رشک چشمهٔ حیوان و بنات

ابکارش غیرت حور و غلمان ابیات دلاویزش ناسخ سخنان سحبان و نشات

سحر لطف آمیزش نفس احسان حسان بود و نظم اکمال در روض الجنان آمن

الفؤاد و طیب الرقاد و مذاق عوام را بالفاظ متین شیرین کرده و دهان جان

خواص را بمعنی مبین نمکین داشته هم اصحاب ظاهر را بر رخ ابواب نشان

گشوده دیدهٔ ارباب باطن را از سواد روشنائی افزوده و در هر واقعه مناسب
حال گفته و برای هر کس در معنی غریب لطیف سفته و معانی بسیار در لفظ اندک
خرج کرده و انواع بدائع را در درج انشا درج نموده گاه سرخوشان کوی محبت
را بر سر جادهٔ معاشقت و نظربازی داشته و شیشهٔ صبر ایشان را بر سنگ
بی ثباتی زده گوید بیت —

بشو اوراق اگر همدرس مائی   که علم عشق در دفتر نباشد

و گاه دردی کشان مصطبهٔ ارادت را بملازمت پیر مغان و مجاورت بیت الحرام
خرابات ترکیب کرده بیت —

تا ز میخانه و می نام و نشان خواهد بود   سر ما خاک ره پیر مغان خواهد بود

افاضت سلسبیل طبع لطیفه اش حکم عیناً فیها تسمی سلسبیلا دارد خاص و عام
را شامل و شمائم نسیم افادت آثار فیض فائضش اقاصی و ادانی را لائح و
ساطع نظم نثر سحر حلالش عقده در زبان ناطقه افکنده عقد منظوم فکرتش
وزن متاع بحر و کان برده و رشحات ینابیع ذهن وقادش حدائق مجلس انس
را بزلال معین و من الماء کل شیء حی صفت نضارت بخشیده و نفحات گلزار
فکرتش در ریاض جانها معنی آیهٔ و نفخت فیه من روحی فاش کرده کلمات

فصیحش چون انفاس مسیح دلِ مرده را حیات تازه داده و کلیم کلام معجز
نظامش در طور سخنوری ید بیضا نموده که گویی که هوای ربیع کسب لطافت
از اخلاق او کرده و عذار گل و نسرین زیب و طراوت از شعر آبدار او گرفته و قد
شمشاد و قامت دلجوی سرو آزاد اعتدال و اهتزاز از استقامت
رای او پذیرفته بیت

حسد چه میبری ای سست نظم بر حافظ — قبول خاطر و لطف سخن خداداد است

بی تکلف هر در و گوهری که جوهری طبیعت را موجود بود از بهر زینت دوشیزگان
خلوتسرای ضمیرش در سلک نظم کشیده لاجرم چون خود را بلباس و کسوت
عبارات و حلیهٔ استعارات آراسته دید زبان بدعوی گشاده گفت شعر

دور مجنون گذشت و نوبت ماست — هر کسی پنج روزه نوبت اوست

و بجلالت و ملاحت بطنازی و رعنائی در آویخته و در مجلس خاص و عام ذکرش
خاص پادشاه و گدا و عالم و عاشق در هر مقامی شنها و شورها انگیخته و گفته بیت

حافظا خلوت نشین دوش بمیخانه شد — از سر پیمان گذشت بر سر پیمانه شد

و چون از شائبهٔ شبهت و غائلهٔ شهوت مصون و محروس بود دست تصرف
بیگانه بدامن عصمت شان نرسید و دامن چادر عفت شان را کسی بسر انگشت

خیانت فرو نگشید و رخسار احوال شان از خجلت عار و ضجرت طعن در صون عصمت و حرز عفت محفوظ ماند بیت

گر من آلوده دامنم چه عجب — همه عالم گواه عصمت اوست

بنا برین غزلهای جهانگیرش با دنی مدتی بحدود اقالیم خراسان و ترکستان و هند و ستان رسیده و قوافل سخنهای دلپذیرش در اقل زمان باطراف و اکناف عراقین و آذربیجان سرکشیده قد ذهب الشیخ و ذهب الشیخ سماع صوفیان بی غزل شورانگیز او گرم نشدی و بزم پادشاهان بی نقل سخنان ذوق آمیزش زیب و زینت نیافتی بلکه اهی و هوی مشتاقان بی ولولهٔ شوق او نبودی و سرود و رود می پرستان بی غلغلهٔ ذوق او رونق نگرفتی چنانچه در تقبل این مثل گوید نظم

غزل سرائی حافظ بدان رسید که چرخ — نوای نغمهٔ ناهید را ببرد از یاد

چو شعر عذب روانش ز بر کنی گوئی — هزار رحمت حق بر روان حافظ باد

ولی محافظت درس قرآن و ملازمت شغل سلطان و تحشیهٔ کشاف و مصباح و مطالعهٔ مطالع و مفتاح و تحصیل قوانین ادب و تجسس دواوین عرب از جمع ابیات و غزلیاتش مانع آمدی و از تدوین و اثبات ابیاتش وازع گشتی

مسوّد این اوراق عفی الله عنه ما سبق اقل الانام محمد گلندام در درس گاه
مولانا و سیدنا استاد البشر قوام الملة والدین عبدالله اعلی الله تعالی درجاته
فی اعلی علیین بکرّات و مرّات که بمذاکره رفتی در اثنای محاوره گفتی که این فوائد
فرائد را همه در یک عقد می باید کشید و این غرر دُرر را در یک سلک می باید پیوست
تا قلادهٔ جید وجود اهل زمان شود و تمیمهٔ وشاح عروسان دوران گردد و آن
جناب حوالت رفع این ترفیع بنا راستی روزگار کردی و نقص اهل عصر را عذر
آوردی تا در تاریخ سنه ۷۹۱ احدی و تسعین و سبع مائه هجری ودیعت حیات بموکلان
قضا و قدر سپرد و رخت وجود از دهلیز تنگ این جهان بیرون برد و روح
پاکش با ساکنان عالم علوی قرین شد و پس از مفارقت بدن هم خوابهٔ پاکیزه
رویان حور العین گشت نظم

بسال با و صاد و ذال ابجد — ز روز هجرت میمون احمد
بسوی جنت اعلی روان شد — فرید عهد شمس الدین محمد
بخاک پاک او چون برگذشتم — نگه کردم صفا و نور مرقد

مبانی حقوق صحبت و لوازم عهود محبت و ترغیب عزیزان با صفا و تحریض
دوستان صاحب وفا که صفحهٔ حال از فروغ نور ایشان جمال گیرد و بضاعت

افضال بحسن تربیت ایشان کمال پذیرد باعث بر ترتیب این کتاب و تبویب این ابواب گشته امید بکرم واهب الوجود و مفیض الخیر والجود آنست که قائل و ناقل و سامع و جامع را در خلال این احوال و اثنای این اشتغال نشاطی تازه و مسرتی بی اندازه کرامت گرداناد و هفوات زلات را بفیض کامل و لطف شامل درگذراناد و انه علی ما یشاء قدیر و بالاجابة جدیر والله الموفق والمستعان والحمد لله رب العالمین و صلی الله علی محمد خاتم النبیین و عترته الطاهرین تم

و هو مجلس [illegible] اللطیف فی القصائد فی مدح خواجه محمد

ز دلبری نتوان لاف زد بآسانی | هزار نکته درین کار هست تا دانی
بجز شکر دهنی مایه‌هاست خوبی را | بخاتمی نتوان زد دم سلیمانی
هزار سلطنت دلبری بدان نرسد | که در دلی بهنر خویش را بگنجانی
چه گردها که برانگیختی ز هستی ما | مباد خسته سمندت که تیز میرانی
به همنشینی رندان سری فرود آور | که گنجهاست درین بی‌سری و سامانی
بیار باده رنگین که صد حکایت خوش | بگویم و بکنم رخنه در مسلمانی
بخاک پای صبوحی کشان که تا من مست | بکوی میکده استاده‌ام بدربانی
بهیچ زاهد ظاهرپرست نشستم | که زیر خرقه نه زنار داشت پنهانی

بیا که دولت فرخنده همیشه خیر سکن | که تا خدا نش نگه دارد از پریشانی
نگیرد چشم عنایت ز حال حافظ باز | دگر نه حال بگویم به آصف ثانی
وزیر شاه نشان خواجه زمین و زمان | که خرم است با و حال انسی و جانی
قوام دولت و دنیا محمد بن علی | که میدرخشد از چهره اش فر یزدانی
شنیده ام که تعالی الله اگر دعوی | ترا رسد که کنی دعوی سلیمانی
طراز دولت باقی ترا همی زیبد | که همتت ببرد نام عالم فانی
اگر نه گنج عطای تو دستگیر شود | همه ز بیم زمین رو نهد به ویرانی
تو آن کسی که صدور تعظیم ترا نیست | چه جوهری ملکی در لباس انسانی
کدام پایه تعظیم نصب شاید کرد | که در ممالک فطرت نه برتر از آنی
درون خلوت کروبیان عالم قدس | سریر کلک تو با نغمه رحمانی
سوانح کرمت را چگونه شرح دهم | تبارک الله از آن کارساز رحمانی
صواعق سطوت را نیفتد اگر گذری | نعوذ بالله از آن فتنه های طوفانی
کنون که شاهد گل را بجلوه گاه چمن | بجز نسیم صبا نیست همدم جانی
شقایق از پی سلطان گل بسازد باغ | بباد پای صبا لاله های نعمانی
دوان رسید ز سعی نسیم باد بهار | که لاله بر دمد از روح و رایت یمانی

دیوان

حافظ

بسم الله الرحمن الرحیم

الا یا ایها الساقی ادر کأسا و ناولها	که عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلها
ببوی نافه‌ای کاخر صبا زان طره بگشاید	ز تاب جعد مشکینش چه خون افتاد در دلها
بمی سجاده رنگین کن گرت پیر مغان گوید	که سالک بیخبر نبود ز راه و رسم منزلها
مرا در منزل جانان چه امن عیش چون هر دم	جرس فریاد میدارد که بربندید محملها
شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین هایل	کجا دانند حال ما سبکباران ساحلها
همه کارم ز خودکامی به بدنامی کشید آخر	نهان کی ماند آن رازی کزو سازند محفلها

حضوری گر همی خواهی ازو غایب مشو حافظ
متی ما تلق من تهوی دع الدنیا و اهملها

ای فروغ ماه حسن از روی رخشان شما	آبروی خوبی از چاه زنخدان شما

کشتی شکستگانیم ای باد شرطه برخیز — باشد که باز بینیم آن یار آشنا را

در حلقه گل و مل خوش خواند دوش بلبل — هات الصبوح هبوا یا ایها السکارا

ای صاحب کرامت شکرانه سلامت — روزی تفقدی کن درویش بینوا را

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرفست — با دوستان مروت با دشمنان مدارا

در کوی نیکنامی ما را گذر ندادند — گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

آئینه سکندر جام جم است بنگر — تا بر تو عرضه دارد احوال ملک دارا

سرکش مشو که چون شمع از غیرتت بسوزد — دلبر که در کف او موم است سنگ خارا

گر مطرب حریفان این پارسی بخواند — در رقص و حالت آرد پیران پارسا را

آن تلخوش که صوفی ام الخبائثش خواند — اشهی لنا و احلی من قبلة العذارا

هنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی — کاین کیمیای هستی قارون کند گدا را

خوبان پارسی گو بخشندگان عمرند — ساقی بده بشارت پیران پارسا را

حافظ بخود نپوشید این خرقه می آلود
ای شیخ پاکدامن معذور دار ما را

ساقی بنور باده برافروز جام ما — مطرب بگو که کار جهان شد بکام ما

ما در پیاله عکس رخ یار دیده ایم — ای بیخبر ز لذت شرب مدام ما

چندان بود کرشمه و ناز سهی قدان ... کاید بجلوه سرو صنوبر خرام ما

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق ... ثبتست بر جریدهٔ عالم دوام ما

مستی بچشم شاهد دلبند ما خوشست ... زان رو سپرده‌اند بمستی زمام ما

ترسم که صرفهٔ نبرد روز بازخواست ... نان حلال شیخ ز آب حرام ما

ای باد اگر بگلشن احباب بگذری ... زنهار عرضه ده بر جانان پیام ما

گو نام ما ز یاد بعمدا چه می‌بری ... خود آید آنکه یاد نیاری ز نام ما

بگرفت همچو لاله دلم در هوای سرو ... ای مرغ بخت کی شوی آخر تو رام ما

دریای اخضر فلک و کشتی هلال ... هستند غرق نعمت حاجی قوام ما

حافظ ز دیده دانهٔ اشکی همی فشان ... باشد که مرغ وصل کند قصد دام ما

صلاح کار کجا و من خراب کجا ... ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا

چه نسبتست برندی صلاح و تقوی را ... سماع وعظ کجا نغمهٔ رباب کجا

دلم ز صومعه بگرفت و خرقهٔ سالوس ... کجاست دیر مغان و شراب ناب کجا

بشد که یاد خوشش باد روزگار وصال ... خود آن کرشمه کجا رفت و آن عتاب کجا

ز روی دوست دل دشمنان چه دریابد ... چراغ مرده کجا شمع آفتاب کجا

ببین بسیب زنخدان که چاه در راه است
کجا همی روی ای دل بدین شتاب کجا

چو کحل بینش ما خاک آستان شماست
کجا رویم بفرما ازین جناب کجا

قرار و خواب ز حافظ طمع مدار ای دوست
قرار چیست صبوری کدام و خواب کجا

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را
بخال هندویش بخشم سمرقند و بخارا را

بده ساقی می باقی که در جنت نخواهی یافت
کنار آب رکناباد و گلگشت مصلی را

فغان کاین لولیان شوخ شیرین کار شهرآشوب
چنان بردند صبر از دل که ترکان خوان یغما را

ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنیست
با آب و رنگ و خال و خط چه حاجت روی زیبا را

من از آن حسن روزافزون که یوسف داشت دانستم
که عشق از پرده عصمت برون آرد زلیخا را

حدیث از مطرب و می گو و راز دهر کمتر جو
که کس نگشود و نگشاید بحکمت این معما را

نصیحت گوش کن جانا که از جان دوستتر دارند
جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

بدم گفتی و خرسندم عفاک الله نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخا را

غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ
که بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

دوش از مسجد سوی میخانه آمد پیر ما
چیست یاران طریقت بعد ازین تدبیر ما

هناک الله فی حسن شرب النوائب | جزاک ربک فی القادمین خیرا

۱۶

چو پنجه در گشت حافظ کی سشعار دو
ببیک جو ملکت کاوس و کی را

صوفی بیا که آئینه صاف ست جام را | تا بنگری صفای می لعل فام را
راز درون پرده ز رندان مست پرس | کین حال نیست صوفی عالی مقام را
عنقا شکار کس نشود دام باز چین | کانجا همیشه باد بدست ست دام را
من آن زمان طمع ببریدم ز عافیت | کاین دل نهاد در کف عشقت زمام را
ما را بر آستان تو بس حق خدمت ست | ای خواجه باز بین بترحم غلام را
در عیش نقد کوش که چون آبخور نماند | آدم بهشت روضهٔ دار السلام را
در بزم دور یک دو قدح درکش و برو | یعنی طمع مدار وصال دوام را
ای دل شباب رفت و نچیدی گلی ز عمر | پیرانه سر مکن هنری ننگ و نام را

حافظ مرید جام می است ای صبا برو
وز بنده بندگی برسان شیخ جام را

رونق عهد شباب ست دگر بستان را | میرسد مژدهٔ گل بلبل خوش الحان را
ای صبا گر بجوانان چمن باز رسی | خدمت ما برسان سرو و گل و ریحان را

دل عالمی بسوزی چو عذار برفروزی ... تو ازین چه سود داری که نمیکنی مدارا

مژه سیاهت ار کرد بخون ما اشارت ... ز فریب او بیندیش و غلط مکن نگارا

همه شب درین امیدم که نسیم صبحگاهی ... به پیام آشنایان بنوازد آشنا را

بخدا که جرعهٔ ده تو بحافظ سحرخیز
که دعای صبحگاهی اثری کند شما را

صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را ... که سر بکوه و بیابان تو دادهٔ ما را

شکرفروش که عمرش دراز باد چرا ... تفقدی نکند طوطی شکرخا را

غرور حسن اجازت مگر نداد ای گل ... که پرسشی نکنی عندلیب شیدا را

بخلق و لطف توان کرد صید اهل نظر ... ببند و دام نگیرند مرغ دانا را

چو با حبیب نشینی و باده پیمائی ... بیاد دار محبان باده پیما را

ندانم از چه سبب رنگ آشنائی نیست ... سهی قدان سیه چشم ماه سیما را

جز این قدر نتوان گفت در جمال تو عیب ... که خال مهر و وفا نیست روی زیبا را

در آسمان چه عجب گر ز گفتهٔ حافظ
سماع زهره برقص آورد مسیحا را

ساقیا برخیز و درده جام را ... خاک بر سر کن غم ایام را

ساغر می بر کفم نه تا ز بر — برکشم این دلق ازرق فام را

گرچه بدنامیست نزد عاقلان — ما نمی‌خواهیم ننگ و نام را

باده درده چند ازین باد غرور — خاک بر سر نفس نافرجام را

دود آه سینهٔ نالان من — سوخت این افسردگان خام را

محرم راز دل شیدای خود — کس نمی‌بینم ز خاص و عام را

با دلارامی مرا خاطر خوش است — کز دلم یکباره برد آرام را

ننگرد دیگر بسرو اندر چمن — هر که دید آن سرو سیم اندام را

از سر دنیا گذشتی غم مخور — خوش بخور زانم ز دشمن الام را

صبر کن حافظ بسختی روز و شب — عاقبت روزی بیابی کام را

ما برفتیم تو دانی و دل غمخور ما — بخت بد تا بکجا میبرد آبشخور ما

از نثار مژه چون زلف تو در گیرم — قاصدی کز تو سلامی بیارد بر ما

بدعا آمده ام هم بدعا دست برآر — که وفا با تو قرین باد و خدا یاور ما

گر همه خلق جهان بر من و تو غم خورند — بکشد از همه انصاف ستم داور ما

بسرت گر همه عالم بسرم بخروشند — نتوان برد هوای تو برون از سر ما

بزم عیش و موسم شادی و هنگام طرب — کنج رو تا ایام عشرت را غنیمت دان بیا

حافظا گر پای بوس شاه دستت میدهد
یافتی در هر دو عالم زینت عز و علا

سپیده صبح کله بسته سحاب — الصبوح الصبوح یا اصحاب
میچکد ژاله بر رخ لاله — المدام المدام یا احباب
می وزد از چمن نسیم بهشت — خوش بنوشید دمادمی ناب
تخت زرین زدست گل بچمن — راح چون لعل آتشین دریاب
لب و دندان تو حقوق نمک — داشته بر جان [?] سینه‌های کباب
در میخانه بسته اند دگر — افتتح یا مفتح الابواب
در چنین موسمی عجب باشد — که ببندند میکده بشتاب
زاهدا می بنوش رندانه — فاتقوا الله یا اولی الالباب
گر نشان تا بزندگی جوئی — می بنوشید به بانگ رباب
چون سکندر حیات اگر طلبی — لب لعل نگار را دریاب
بر رخ ساقی پری پیکر — موسم گل بنوش باده ناب
حافظا محو گشت شاه بخت [?] — عاقبت بر کشید ز چهره نقاب

در پیاله باده باید زدن — محتسب را حد دهید و حساب
سوز مستان گر بیاید محتسب — در دو مهدی نشان عنبر آتش آب

حافظا وعظ نصیحت گو مکن
ترکِ ترکان خطا نبود صواب

تعالی الله چه دولت دارم امشب — که آمد ناگهان دلدارم امشب
چو دیدم روی خوبش سجده کردم — بحمد الله نکو کردارم امشب
نهال عشقم از وصلش برآورد — ز بختِ خویش برخوردارم امشب
کشد نقش انا الحق بر زمین خون — چو منصور ار کشی بر دارم امشب
براتِ لیلة القدری بدستم — رسید از طالعِ بیدارم امشب
بران عزمم که گر خود میرود سر — که سر از شوق او در دارم امشب
تو صاحب نعمتی من مستحقم — زکاتِ حسن ده که عشق دارم امشب

همی ترسم که حافظ خون گردد
از این شوقی که در سر دارم امشب

صبح دولت میدمد کو جام همچون آفتاب — فرصتی زین به کجا باشد بده جام شراب
خانه بی تشویش و ساقی یار و مطرب بذله گو — موسم عیش است و دور ساغر و عهد شباب

بیا که قصر امل سخت سست بنیاد است | بیار باده که بنیاد عمر بر باد است
غلام همت آنم که زیر چرخ کبود | ز هر چه رنگ تعلق پذیرد آزاد است
نصیحتی کنمت یاد گیر و در عمل آر | که این حدیث ز پیر طریقتم یاد است
مجو درستی عهد از جهان سست نهاد | که این عجوزه عروس هزار داماد است
چه گویمت که بمیخانه دوش مست خراب | سروش عالم غیبم چه مژده‌ها داد است
که ای بلند نظر شاهباز سدره نشین | نشیمن تو نه این کنج محنت آباد است
ترا ز کنگره عرش میزنند صفیر | ندانمت که درین دامگه چه افتاد است
غم جهان مخور و پند من مبر از یاد | که این لطیفهٔ نغزم ز رهروی یاد است
رضا بداده بده وز جبین گره بگشای | که بر من و تو در اختیار نگشاد است
نشان مهر و وفا نیست در تبسم گل | بنال بلبل مسکین که جای فریاد است

۵۹

حسد چه می‌بری ای سست نظم بر حافظ
قبول خاطر و لطف سخن خداداد است

برو بکار خود ای واعظ این چه فریاد است | مرا فتاد دل از کف ترا چه افتاد است
بکام تا نرساند مرا لبش چون نای | نصیحت همه عالم بگوش من باد است
میان او که خدا آفریده است از هیچ | دقیقه‌ایست که هیچ آفریده نگشاد است

گدایی کوی تو از هشت خلد مستغنیست — اسیر بند تو از هر دو عالم آزادست

اگرچه مستی عشقم خراب کرد ولی — اساس هستی من زان خراب آبادست

دلا منال ز بیداد و جور یار که یار — ترا نصیب همین کرده است این ز ادست

[illegible]

برو فسانه مخوان و فسون مدم حافظ
کزین فسانه و افسون مرا بسی یادست

روزه یکسو شد و عید آمد و دلها برخاست — می بخمخانه بجوش آمد و می باید خواست

نوبت زهدفروشان گران جان بگذشت — وقت شادی و طرب کردن رندان پیداست

چه ملامت بود آن را که چنین باده خورد — این نه عیب است بر عاشق رند و نه خطاست

باده نوشی که درو هیچ ریایی نبود — بهتر از زهدفروشی که درو روی و ریاست

ما نه مردان ریاییم و حریفان نفاق — آنکه او عالم سر است بدین حال گواست

فرض ایزد بگذاریم و بکس بد نکنیم — وانچه گویند روا نیست نگوییم رواست

چه شود گر من و تو چند قدح باده خوریم — باده از خون رزانست نه از خون شماست

این چه عیب است کزین عیب خلل خواهد بود — ور بود نیز چه شد مردم بی عیب کجاست

حافظا از عشق خط و خال تو سرگردانست
همچو پرگار روی نقطهٔ دل پا برجاست

چو بشنوی سخن اهل دل مگو که خطاست — سخن شناس نه دلبرا خطا اینجاست

سرم به دنیی و عقبی فرو نمی آید — تبارک الله ازین فتنها که در سر ماست

در اندرون من خسته دل ندانم کیست — که من خموشم و او در فغان و در غوغاست

دلم ز پرده برون شد کجایی ای مطرب — بنال هان که ازین پرده کار ما بنواست

مرا بکار جهان هرگز التفات نبود — رخ تو در نظر من چنین خوشش آراست

نخفته ام ز خیالی که می پزم شبها — خمار صد شبه دارم شرابخانه کجاست

چنین که صومعه آلوده شد بخون دلم — گرم بباده بشویید حق بدست شماست

از آن بدیر مغانم عزیز میدارند — که آتشی که نمیرد همیشه در دل ماست

چه ساز بود که بنواخت مطرب عشاق — که رفت عمر و هنوزم دماغ پر ز هواست

نگار عشق تو دیشب در اندرونم بود — کجاست [illegible]

ندای عشق تو دوشم در اندرون دادند — فضای سینهٔ حافظ هنوز پر ز صداست

روضهٔ خلد برین خلوت درویشان ست — مایهٔ محتشمی خدمت درویشان ست

گنج عزلت که طلسمات عجائب دارد — فتح آن در نظر رحمت درویشان ست

قصر فردوس که رضوانش بدربانی رفت — منظری از چمن نزهت درویشان ست

آنچه زر میشود از پرتو آن قلب سیاه / کیمیائیست که در صحبت درویشان ست

آنکه پیشش بنهد تاج تکبر خورشید / کبریائیست که در حشمت درویشان ست

دولتی را که نباشد غم از آسیب زوال / بی تکلف بشنو دولت درویشان ست

خسروان قبلهٔ حاجات جهان اند ولی / از ازل تا با بد فرصت درویشان ست

روی مقصود که شاهان بدعا میطلبند / مظهرش آینهٔ طلعت درویشان ست

ای توانگر مفروش اینهمه نخوت که ترا / سر و زر در کنف همت درویشان ست

گنج قارون که فرو میرود از قهر هنوز / خوانده باشی تو که از غیرت درویشان ست

بندهٔ آصف عهدیم که در سلطنتش / صورت خواجگی و سیرت درویشان ست

حافظا اینجا بادب باش که سلطانی و ملک / همه در بندگی حضرت درویشان ست

مطلب طاعت و پیمان درست از من مست / که به پیمانه کشی شهره شدم روز الست

من همان دم که وضو ساختم از چشمهٔ عشق / چار تکبیر زدم یکسره بر هر چه که هست

می بده تا دهمت آگهی از سر قضا / که بروی که شدم عاشق و از بوی که مست

کمر کوه کمست از کمر مور اینجا / ناامید از در رحمت مشو ای باده پرست

جان فدای دهنت باد که در باغ نظر / چمن آرای جهان خوشتر ازین غنچه نبست

بجز آن نرگس مستانه که چشمش مرساد | زیر این طارم فیروزه کسی خوش ننشست

حافظ از دولت عشق تو سلیمانی یافت
یعنی از وصل تواش نیست بجز باد بدست

سر ارادت ما و آستان حضرت دوست | که هر چه بر سر ما میرود ارادت اوست

نظیر دوست ندیدم اگرچه از مه و مهر | نهادم آینه‌ها در مقابل رخ دوست

شمار روی تو هر برگ گل که در چمن است | فدای قد تو هر سروبن که بر لب جوست

مگر تو شانه زدی زلف عنبرافشان را | که باد غالیه سا گشت و خاک عنبربوست

رخ تو در نظر آمد مراد خواهم یافت | چرا که حال نکو در قفای فال نکوست

صبا ز حال دل تنگ ما چه شرح دهد | که چون شکنج ورقهای غنچه تو بر توست

نه من سبوکش این دیر رندسوزم و بس | بسا سری که درین آستانه سنگ و سبوست

زبان ناطقه در وصف حسن او لال است | چه جای کلک بریده زبان بیهده گوست

نه این زمان دل حافظ در آتش طلب است
که داغدار ازل همچو لاله خودروست

دل سراپرده محبت اوست | دیده آیینه‌دار طلعت اوست

من که سر در نیاورم به دو کون | گردنم زیر بار منت اوست

تو و طوبی و ما و قامت یار ‌ ‌ ‌ فکر هر کس بقدر همت اوست
دور مجنون گذشت و نوبت ماست ‌ ‌ ‌ هر کسی پنج روزه نوبت اوست
من که باشم دران حرم که صبا ‌ ‌ ‌ پرده دار حریم حرمت اوست
ملکت عاشقی و گنج طرب ‌ ‌ ‌ هرچه دارم ز یمن همت اوست
من و دل گر فدا شدیم چه باک ‌ ‌ ‌ غرض اندر میان سلامت اوست
بی خیالش مباد منظر چشم ‌ ‌ ‌ ذانکه این گوشه خاص دولت اوست
گر من آلوده دامنم چه عجب ‌ ‌ ‌ همه عالم گواه عصمت اوست
هر گل نو که شد چمن آرایے ‌ ‌ ‌ اثر رنگ و بوی صحبت اوست

فقر ظاهر مبین که حافظ را
سینه گنجینهٔ محبت اوست

آن سیه چرده که شیرینی عالم با اوست ‌ ‌ ‌ چشم میگون لب خندان دل خرم با اوست
گرچه شیرین دهنان پادشهانند ولے ‌ ‌ ‌ آن سلیمان زمان ست که خاتم با اوست
روی خوبست و کمال هنر و دامن پاک ‌ ‌ ‌ لاجرم همت پاکان دو عالم با اوست
خال مشکین که بدان عارض گندمگونست ‌ ‌ ‌ سر آن دانه که شد رهزن آدم با اوست
دلبرم عزم سفر کرد خدا را یاران ‌ ‌ ‌ چه کنم با دل مجروح که مرهم با اوست

با که این نکته توان گفت که آن سنگین دل ‌ ‌ ‌ کشت ما را و دم عیسی مریم با اوست

حافظ از معتقدانست گرامی دارش
زانکه بخشایش بس روح مکرم با اوست

دارم امید عاطفتی از جناب دوست ‌ ‌ ‌ کردم جنایتی و امیدم بعفو اوست

دانم که بگذرد ز سر جرم من که او ‌ ‌ ‌ گرچه پریوش است ولیکن فرشته خوست

بی گفتگوی زلف تو دل را همی برد ‌ ‌ ‌ با روی دلکش تو کرا روی گفتگوست

عمریست تا ز زلف تو بوئی شنیده‌ام ‌ ‌ ‌ زان بوی در مشام دل ما هنوز بوست

رمزیست آن دهان که ندیدم ازو نشان ‌ ‌ ‌ موئیست آن میان و ندانم که آن چه موست

دارم عجب ز نقش خیالش که چون نرفت ‌ ‌ ‌ از دیده‌ام که دمبدمش کار شست‌وشوست

چندان گریستم که هر آنکس که برگذشت ‌ ‌ ‌ در دیده‌ام چو دید روان گفت این چه جوست

امروز چو گوی که سر کوی تو بنشستیم ‌ ‌ ‌ واقف نشد کسیکه چه گویست و اینچه کوست

حافظ بدست حال پریشان تو ولی
بر بوی زلف یار پریشانیت نکوست

آن شب قدری که گویند اهل خلوت امشبست ‌ ‌ ‌ یا رب این تأثیر دولت در کدامین کوکبست

تا بگیسوی تو دست ناسزایان کم رسد ‌ ‌ ‌ هر دلی در حلقهٔ در ذکر یا رب یاربست

تشنه چاه زنخدان تو ام کز هر طرف / صد هزارش گردن جان زیر طوق غبغب است

تا بپوشی بر عارضش مشکین نقاب ای ماه رو / در هوای کین عرق تا هست گردونش شب است

اندران موکب که بر پشت صبا بندند زین / با سلیمان چون برانم من که مورم مرکب است

شهسوار من که مه آیینه دار روی اوست / تاج خورشید بلندش خاک نعل مرکب است

آب حیوانش ز منقار بلاغت میچکد / زاغ کلک من بنام ایزد چه عالی مشرب است

من نخواهم کرد ترک لعل یار و جام می / زاهدان معذور داریدم که اینم مذهب است

آنکه ناوک بر دلم از زیر چشمی میزند / قوت جان حافظش در خنده زیر لب است

سینه‌ام ز آتش دل در غم جانانه بسوخت / آتشی بود درین خانه که کاشانه بسوخت

تنم از واسطه دوری دلبر بگداخت / جانم از آتش مهر رخ جانانه بسوخت

هر که زنجیر سر زلف پری روی تو دید / شد پریشان دل و بر من دیوانه بسوخت

سوز دل بین که ز بس آتش اشکم دل شمع / دوش بر من ز سر مهر چو پروانه بسوخت

چون پیاله دلم از توبه که کردم بشکست / همچو لاله جگرم بی می و میخانه بسوخت

ماجرا کم کن و باز آ که مرا مردم چشم / خرقه از سر بدر آورد و بشکرانه بسوخت

آشنایی نه غریب است که دلسوز من است / چون من از خویش برفتم دل بیگانه بسوخت

خرقهٔ زهد مرا آب خرابات ببرد
خانهٔ عقل مرا آتش میخانه بسوخت

ترک افسانه بگو حافظ و می نوش دمی
که نخفتیم شب و شمع بافسانه بسوخت

زاهد ظاهرپرست از حال ما آگاه نیست
در حق ما هر چه گوید جای هیچ اکراه نیست

در طریقت هر چه پیش سالک آید خیر اوست
در صراط المستقیم ای دل کسی گمراه نیست

تا چه بازی رخ نماید بیدقی خواهیم راند
عرصهٔ شطرنج رندان را مجال شاه نیست

این چه استغناست یا رب وین چه قادر حکمت است
کاین همه زخم نهان هست و مجال آه نیست

چیست این سقف بلند سادهٔ بسیار نقش
زین معما هیچ دانا در جهان آگاه نیست

صاحب دیوان ما گویا نمیداند حساب
کاندرین طغرا نشان حسبة لله نیست

هر که خواهد گو بیا و هر که خواهد گو برو
گیر و دار و حاجب و دربان درین درگاه نیست

هر چه هست از قامت ناساز بی اندام ماست
ورنه تشریف تو بر بالای کس کوتاه نیست

بر در میخانه رفتن کار یکرنگان بود
خودفروشان را بکوی میفروشان راه نیست

بندهٔ پیر خراباتم که لطفش دائم است
ورنه لطف شیخ و زاهد گاه هست و گه نیست

حافظ ار بر صدر ننشیند ز عالی همتی ست
عاشق دردی کش اندر بند مال و جاه نیست

آن پیک نامور که رسید از دیار دوست
آورد حرز جان ز خط مشکبار دوست

خوش میدهد نشان جلال و جمال یار
خوش میکند حکایت عز و وقار دوست

جان دادمش بمژده و خجلت همی برم
زین نقد کم عیار که کردم نثار دوست

سیر سپهر و دور قمر را چه اختیار
در گردش اند بر حسب اختیار دوست

شکر خدا که از مدد بخت کارساز
بر حسب مدعاست همه کار و بار دوست

گر باد فتنه هر دو جهان را بهم زند
ما و چراغ چشم و ره انتظار دوست

کحل الجواهری بمن آر ای نسیم صبح
زان خاک نیکبخت که شد رهگذار دوست

ماییم و آستانهٔ عشق و سر نیاز
تا خواب خوش کرا برد اندر کنار دوست

دشمن بقصد حافظ اگر دم زند چه باک
منت خدای را که نیم شرمسار دوست

زلفت هزار دل بیکی تار مو ببست
راه هزار چاره گر از چار سو ببست

تا عاشقان ببوی نسیمش دهند جان
بگشود نافهٔ و در آرزو ببست

شیدا از آن شدم که نگارم چو ماه نو
ابرو نمود و جلوه گری کرد و رو ببست

ساقی بچند رنگ می اندر پیاله ریخت
این نقشها نگر که چه خوش در کدو ببست

یارب چه سحر کرد صراحی که خون خم
با نعرهای قلقلش اندر گلو ببست

دانا چو دید بازی این چرخ حقه باز ... هنگامه باز چید و در گفتگو ببست

مطرب چه نغمه ساخت که در پرده سماع ... بر اهل وجد و حال در های و هو ببست

حافظ هر آنکه عشق نورزید و وصل خواست

احرام طوف کعبهٔ دل بی وضو ببست

مرحبا ای پیک مشتاقان بده پیغام دوست ... تا کنم جان از سر رغبت فدای نام دوست

واله و شیداست دائم همچو بلبل در قفس ... طوطی طبعم ز شوق شکر و بادام دوست

زلف او دامست و خالش دانهٔ آن دام و من ... بر امید دانه‌ای افتاده‌ام اندر دام دوست

سر ز مستی بر نگیرد تا به صبح روز حشر ... هر که چون من در ازل یک جرعه خورد از جام دوست

من نگویم شمه‌ای از شرح حال خود که ... درد سر باشد نمودن بیش ازین ابرام دوست

میل من سوی وصال و قصد او سوی فراق ... ترک کام خود گرفتم تا بر آید کام دوست

گر دهد دستم کشم در دیده همچون توتیا ... خاک راهی کان مشرف گردد از اقدام دوست

حافظ اندر درد او میسوز و بی درمان بساز

زانکه درمانی ندارد درد بی آرام دوست

آن ترک پریچهره که دوش از بر ما رفت ... آیا چه خطا دید که از راه خطا رفت

تا رفت مرا از نظر آن چشم جهان بین ... کس واقف ما نیست که از دیده چها رفت

بر شمع نرفت از گذر آتش دل دوش
آن دود که از سوز جگر بر سر ما رفت

دور از رخ تو دمبدم از گوشهٔ چشمم
سیلاب سرشک آمد و طوفان بلا رفت

از پای فتادیم چو آمد شب هجران
در درد بماندیم چو از دست دوا رفت

دل گفت وصالش به دعا باز توان یافت
عمریست که عمرم همه در کار دعا رفت

احرام چه بندیم کز آن قبله نه اینجاست
در سعی چه کوشیم که از مروه صفا رفت

دی گفت طبیب از سر حسرت چو مرا دید
هیهات که درد تو ز قانون شفا رفت

ای دوست به پرسیدن حافظ قدمی نه
زان پیش که گویند که از دار فنا رفت

منم که گوشهٔ میخانه خانقاه منست
دعای پیر مغان ورد صبحگاه منست

گرم ترانهٔ چنگ صبوح نیست چه باک
نوای من بسحر آه عذرخواه منست

ز پادشاه و گدا فارغم بحمد الله
گدای خاک در دوست پادشاه منست

غرض ز مسجد و میخانه‌ام وصال شماست
جز این خیال ندارم خدا گواه منست

دلا گدای تو بودن ز سلطنت خوشتر
که ذل جور و جفای تو عز و جاه منست

مگر به تیغ اجل خیمه برکنم ورنه
رمیدن از در دولت نه رسم و راه منست

از آن زمان که بر آن آستان نهادم روی
فراز مسند خورشید تکیه گاه منست

گناه اگر چه نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش و گو گناه من است

لعل سیراب بخون تشنه لب یار من است
ازپی دیدن او دادن جان کار من است

شرم ازان چشم سیه بادش و مژگان دراز
هرکه دل بردن او دید و در انکار من است

ساربان رخت بدروازه مبر کان سر کو
شاهراهیست که منزلگه دلدار من است

بندهٔ طالع خویشم که درین قحط وفا
عشق آن لولی سرمست خریدار من است

طبلهٔ عطر گل و زلف عبیر افشانش
فیض یک شمه ز بوی خوش عطار من است

باغبان همچو نسیمم ز در خویش مران
کاب گلزار تو از اشک چو گلنار من است

شربت قند و گلاب از لب یارم فرمود
نرگس او که طبیب دل بیمار من است

آنکه در طرز غزل نکته بحافظ آموخت
یار شیرین سخن نادره گفتار من است

روزگاریست که سودای بتان دین من است
غم این کار نشاط دل غمگین من است

دیدن روی ترا دیدهٔ جان بین باید
وین کجا مرتبهٔ چشم جهان بین من است

تا مرا عشق تو تعلیم سخن گفتن کرد
خلق را ورد زبان مدحت و تحسین من است

دولت فقر خدایا بمن ارزانی دار
کین کرامت سبب حشمت و تمکین من است

واعظ شحنه شناس این عظمت گو مفروش ‌ ‌ زانکه منزلگه سلطان دل مسکین من است

یارب این کعبهٔ مقصود تماشاگه کیست ‌ ‌ که مغیلان طریقش گل و نسرین من است

یار با باش که زیب فلک و زینت دهر ‌ ‌ از مه روی تو و اشک چو پروین من است

حافظ از حشمت پرویز دگر قصه مخوان ‌ ‌ که لبش جرعه کش خسرو شیرین من است

ای شاهد قدسی که کشد بند نقابت ‌ ‌ وی مرغ بهشتی که دهد دانه و آبت

خوابم بشد از دیده درین فکر جگرسوز ‌ ‌ کاغوش که شد منزل آسایش و خوابت

درویش نمی پرسی و ترسم که نباشد ‌ ‌ اندیشهٔ آمرزش و پروای ثوابت

راه دل عشاق زد آن چشم خماری ‌ ‌ پیداست ازین شیوه که مست است شرابت

تیری که زدی بر دلم از غمزه خطا رفت ‌ ‌ تا باز چه اندیشه کند رای صوابت

هر ناله و فریاد که کردم نشنیدی ‌ ‌ پیداست نگارا که بلند است جنابت

ای قصر دل افروز که منزلگه انسی ‌ ‌ یارب مکناد آفت ایام خرابت

دورست سر آب درین بادیه هشدار ‌ ‌ تا غول بیابان نفریبد بسرابت

تا در ره پیری بچه آئین روی ای دل ‌ ‌ باری بغلط صرف شد ایام شبابت

حافظ نه غلامیست که از خواجه گریزد ‌ ‌ لطفی کن و باز آ که خرابم ز عتابت

باغ مرا چه حاجت سرو و صنوبر است — شمشاد سایه پرور من از که کمتر است

ای نازنین پسر تو چه مذهب گرفته — کت خون ما حلال تر از شیر مادر است

چون نقش غم ز دور ببینی شراب خواه — تشخیص کرده ایم و مداوا مقرر است

یک قصه بیش نیست غم عشق وین عجب — از هر کسی که می شنوم نامکرر است

از آستان پیر مغان سر چرا کشیم — دولت درین سرا و گشایش درین در است

دی وعده داد وصلم و در سر شراب داشت — امروز تا چه گوید و بازش چه در سر است

ما آبروی فقر و قناعت نمی بریم — با پادشه بگوی که روزی مقدر است

شیراز و آب رکنی و آن باد خوش نسیم — عیبش مکن که خال رخ هفت کشور است

فرق است از آب خضر که ظلمات جای اوست — تا آب ما که منبعش الله اکبر است

در کوی ما شکسته دلی می خرند و بس — بازار خود فروشی ازان سوی دیگر است

حافظا چه طرفه شاخ نباتیست کلک تو
کش میوه دلپذیرتر از شهد و شکر است

شکفته شد گل حمرا و گشت بلبل مست — صلای سرخوشی ای عاشقان باده پرست

اساس توبه که در محکمی چو سنگ نمود — ببین که جام زجاجی چگونه‌اش بشکست

بیار باده که در بارگاه استغنا — چه پاسبان و چه سلطان چه هوشیار و چه مست

ازین رباط دو در چون ضرورتست رحیل
رواق و طاق معیشت چه سر بلند و چه پست

مقام عیش میسر نمیشود بی رنج
بلی بحکم بلا بسته اند روز الست

بهست و نیست مرنجان ضمیر و خوش میباش
که نیستیست سرانجام هر کمال که هست

شکوه آصفی و اسب باد و منطق طیر
بباد رفت و ازان خواجه هیچ طرف نبست

ببال و پر مرو از ره که تیر پرتابی
هوا گرفت زمانی ولی بخاک نشست

زبان کلک تو حافظ چه شکر آن گوید
که تحفهٔ سخنش میبرند دست بدست

زلف آشفته و خوی کرده و خندان لب و مست
پیرهن چاک و غزلخوان و صراحی در دست

نرگسش عربده جوی و لبش افسوس کنان
نیم شب دوش ببالین من آمد بنشست

سر فرا گوش من آورد و باواز حزین
گفت ای عاشق دیرینهٔ من خوابت هست

عاشقی را که چنین باده شبگیر دهند
کافر عشق بود گر نبود باده پرست

برو ای زاهد و بر دردکشان خرده مگیر
که ندادند جز این تحفه بما روز الست

آنچه او ریخت به پیمانهٔ ما نوشیدیم
اگر از خمر بهشتست وگر از بادهٔ مست

خندهٔ جام می و زلف گره گیر نگار
ای بسا توبه که چون توبهٔ حافظ بشکست

تا لشکر غمت نکند ملک دل خراب — جان عزیز خود بنوا میفرستمت

هر دم غمی فرست مرا و مگو بناز — کاین تحفه از برای خدا میفرستمت

ای غائب از نظر که شدی همنشین دل — میگویمت دعا و ثنا میفرستمت

تا مطربان ز شوق منت آگهی دهند — قول و غزل بساز و نوا میفرستمت

ساقی بیا که هاتف غیبم بمژده گفت — با درد صبر کن که دوا میفرستمت

حافظ سرود مجلس ما ذکر خیر تست — تعجیل کن که اسپ و قبا میفرستمت

ای غائب از نظر بخدا می سپارمت — جانم بسوختی و بدل دوست دارمت

تا دامن کفن نکشم زیر پای خاک — باور مکن که دست ز دامن بدارمت

گر بایدم شدن سوی هاروت بابلی — صد گونه ساحری بکنم تا بیارمت

محراب ابروان بنما تا سحرگهی — دست دعا برآرم و در گردن آرمت

خواهم که پیش میرمت ای بیوفا طبیب — بیمار باز پرس که در انتظارمت

صد جوی آب بسته‌ام از دیده در کنار — بر بوی تخم مهر که در دل بکارمت

خونم بریز و از غم هجرم خلاص کن — منت پذیر غمزه خنجر گذارمت

میگریم و مرادم ازین چشم اشکبار — تخم محبت است که در دل بکارمت

گر دیده و دلم کند آهنگ دیگری
آتش زنم بجان دل و دیده بر آرمت

بارم ده از کرم بر خود تا بسوز دل
در پات دمبدم گهر از دیده بارمت

حافظ شراب و شاهد و رندی نه وضع تست
فی الجمله میکنی و فرو میگذارمت

بجان خواجه و حق قدیم و عهد درست
که مونس دم صبحم دعای دولت تست

سرشک من که ز طوفان نوح دست برد
ز لوح سینه نیارست نقش مهر تو شست

بکن معامله و این دل شکسته بخر
که با شکستگی ارزد بصد هزار درست

شدم ز عشق تو شیدای کوه و دشت و هنوز
نمیکنی بترحم نطاق سلسله سست

ملامتم بخرابی مکن که مرشد عشق
حوالتم بخرابات کرد روز نخست

دلا طمع مبر از لطف بی نهایت دوست
چو لاف عشق زدی سر بباز چابک و چست

زبان مور بآصف دراز گشت ازان
که خواجه خاتم جم یاوه کرد و باز نجست

بصدق کوش که خورشید زاید از نفست
که از دروغ سیه روی گشت صبح نخست

مرنج حافظ و از دلبران وفا کم جوی
گناه باغ چه باشد چو این گیاه نرست

خلوت گزیده را بتماشا چه حاجتست
چون کوی دوست هست بصحرا چه حاجتست

تا لشکر غمت نکند ملک دل خراب ‌ ‌ ‌ جان عزیز خود بنوا میفرستمت

هر دم خمی فرست مرا و بگو بناز ‌ ‌ ‌ کاین تحفه از برای خدا میفرستمت

ای غائب از نظر که شدی همنشین دل ‌ ‌ ‌ میگویمت دعا و ثنا میفرستمت

تا مطربان ز شوق منت آگهی دهند ‌ ‌ ‌ قول و غزل بساز و نوا میفرستمت

ساقی بیا که هاتف غیبم بمژده گفت ‌ ‌ ‌ با درد صبر کن که دوا میفرستمت

حافظ سرود مجلس ما ذکر خیر تست ‌ ‌ ‌ تعجیل کن که اسپ و قبا میفرستمت

ای غائب از نظر بخدا می سپارمت ‌ ‌ ‌ جانم بسوختی و بدل دوست دارمت

تا دامن کفن نکشم زیر پای خاک ‌ ‌ ‌ باور مکن که دست ز دامن بدارمت

گر بایدم شدن سوی هاروت بابلی ‌ ‌ ‌ صد گونه ساحری بکنم تا بیارمت

محراب ابروان بنما تا سحرگهی ‌ ‌ ‌ دست دعا برآرم و در گردن آرمت

خواهم که پیش میرمت ای بیوفا طبیب ‌ ‌ ‌ بیمار باز پرس که در انتظارمت

صد جوی آب بسته‌ام از دیده در کنار ‌ ‌ ‌ بر بوی تخم مهر که در دل بکارمت

خونم بریز و از غم هجرم خلاص کن ‌ ‌ ‌ منت پذیر غمزهٔ خنجر گذارمت

میگریم و مرادم ازین چشم اشکبار ‌ ‌ ‌ تخم محبت است که در دل بکارمت

گر دیده و دلم کند آهنگ دیگری
آتش ز لعل و جان گل دیده بر آرمت

بارم وه از کرم بر خود تا بهر دل
در پات دم بدم گهر از دیده بارمت

حافظ شراب و شاهد و رندی نه وضع تست
فی الجمله میکنی و فرو میگذارمت

بجان خواجه و حق قدیم و عهد درست
که مونس دم صبحم دعای دولت تست

سرشک من که ز طوفان نوح دست برد
ز لوح سینه نیارست نقش مهر تو شست

بکن معامله وین دل شکسته بخر
که با شکستگی ارزد بصد هزار درست

شدم ز عشق تو شیدای کوه و دشت هنوز
نمیکنی بترحم نطاق سلسله سست

ملامتم بخرابی مکن که مرشد عشق
حوالتم بخرابات کرد روز نخست

دلا طمع مبر از لطف بی نهایت دوست
چو لاف عشق زدی سر بباز چابک و چست

زبان مور بآصف دراز گشت و رواست
که خواجه خاتم جم یاوه کرد و باز نجست

بصدق کوش که خورشید زاید از نفست
که از دروغ سیه روی گشت صبح نخست

مرنج حافظ و از دلبران وفا مجو
گناه باغ چه باشد چو این گیاه نرست

خلوت گزیده را بتماشا چه حاجت است
چون کوی دوست هست بصحرا چه حاجت است

جانا بحاجتی که ترا هست با خدا
آخر دمی بپرس که ما را چه حاجت است

ای پادشاه حسن خدا را بسوختیم
باری سؤال کن که گدا را چه حاجت است

ارباب حاجتیم و زبان سؤال نیست
در حضرت کریم تمنا چه حاجت است

جام جهان نماست ضمیر منیر دوست
اظهار احتیاج خود آنجا چه حاجت است

آن شد که بار منت ملاح بردمی
گوهر چو دست داد بدریا چه حاجت است

ای مدعی برو که مرا با تو کار نیست
احباب حاضرند باعدا چه حاجت است

محتاج جنگ نیست اگر قصد خون ماست
چون رخت از آن تست بیغما چه حاجت است

ای عاشق گدا چو لب روح بخش یار
میداندت وظیفه تقاضا چه حاجت است

حافظ تو ختم کن که هنر خود عیان شود
با مدعی نزاع و محاکا چه حاجت است

خوشتر ز عیش و صحبت و باغ و بهار چیست
ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست

معنی آب زندگی و روضه ارم
جز طرف جویبار و می خوشگوار چیست

هر وقت خوش که دست دهد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست که انجام کار چیست

پیوند عمر بسته بموییست هوش دار
غمخوار خویش باش غم روزگار چیست

راز درون پرده ز رندان مست پرس
ای مدعی نزاع تو با پرده دار چیست

مستور و مست هر دو چو از یک قبیله اند | ما دل بعشوه که دهیم اختیار چیست
سهو و خطای بنده چو گیرند اعتبار | معنی عفو و رحمت پروردگار چیست

زاهد شراب کوثر و حافظ پیاله خواست
تا در میانه خواسته کردگار چیست

ماهم این هفته شد از شهر و بچشمم سالیست | حال هجران تو چه دانی که چه مشکل حالیست
مردم دیده ز لطف رخ او در رخ او | عکس خود دید گمان کرد که مشکین خالیست
ای که انگشت نمائی بکرم در همه شهر | وه که در کار غریبان عجبت اهمالیست
میچکد شیر هنوز از لب همچون شکرش | گرچه در عشوه گری هر مژه اش قتالیست
بعد ازینم نبود شائبه در جوهر فرد | که دهان تو درین نکته خوش استدلالیست
مژده دادند که بر ما گذری خواهی کرد | نیت خیر مگردان که مبارک فالیست

کوه اندوه فراقت بچه حالت بکشد
حافظ خسته که از ناله تنش چون نالیست

صحن بستان ذوق بخش و صحبت یاران خوش است | وقت گل خوش باد کز وی وقت میخواران خوش است
از صبا هر دم مشام جان ما خوش میشود | آری آری طیب انفاس هواداران خوش است
ناگشوده گل نقاب آهنگ رحلت ساز کرد | ناله کن بلبل که گلبانگ دل افگاران خوش است

مرغ خوشخوان را بشارت باد کاندر راه عشق — دوست را با نالهٔ شبهای بیداران خوش است

گرچه در بازار دهر از خوشدلی جز نام نیست — شیوهٔ رندی و خوش باشی عیاران خوش است

از زبان سوسن آزاده ام آمد بگوش — کاندرین دیر کهن کار سبکباران خوش است

حافظا ترک جهان گفتن طریق خوشدلیست
تا نپنداری که احوال جهانداران خوش است

۵

در دیر مغان آمد یارم قدحی در دست — مست از می و میخواران از نرگس مستش مست

از نعل سمند او شکل مه نو پیدا — وز قد بلند او بالای صنوبر پست

آخر بچه گویم هست از خود خبرم چون نیست — وز بهر چه گویم نیست با وی نظرم چون هست

چون شمع وجود من شب تا بسحر خود را — می سوخت چو پروانه تا روز بنشست

شمع دل دمسازان بنشست چو او برخاست — وافغان ز نظربازان برخاست چو او بنشست

گر غالیه خوشبو شد در گیسوی او آویخت — ور وسمه کمانکش شد در ابروی او پیوست

باز آی که باز آید عمر شدهٔ حافظ
هرچند که ناید باز تیری که بشد از شست

گل در بر و می در کف و معشوقه بکام است — سلطان جهانم بچنین روز غلام است

گو شمع میارید درین بزم که امشب — در مجلس ما ماه رخ دوست تمام است

در مذهب ما باده حلال است ولیکن
بی روی تو ای سرو گل اندام حرام است

گوشم همه بر قول نی و نغمهٔ چنگ است
چشمم همه بر لعل لب و گردش جام است

در مجلس ما عطر میامیز که ما را
هر لحظه ز گیسوی تو خوشبوی مشام است

از چاشنی قند مگو هیچ و ز شکر
زان رو که مرا از لب شیرین تو کام است

تا گنج غمت در دل ویرانه مقیم است
پیوسته مرا کنج خرابات مقام است

از ننگ چه گویی که مرا نام ز ننگ است
وز نام چه پرسی که مرا ننگ ز نام است

میخواره و سرگشته و رندیم و نظرباز
وانکس که چو ما نیست درین شهر کدام است

با محتسبم عیب مگویید که او نیز
پیوسته چو ما در طلب عیش مدام است

حافظ منشین بی می و معشوق زمانی
کایام گل و یاسمن و عید صیام است

اگر به لطف بخوانی مزید الطاف است
وگر به قهر برانی درون ما صاف است

بیان وصف تو گفتن نه حد امکان است
چرا که وصف تو بیرون ز حد اوصاف است

چو سرو سرکشی ای یار سنگدل زنها
چه ستمهاست که بر روی ز الطاف است

ز چشم عشق توان دید روی شاهد ما
که نور چهرهٔ او در جهان ز قاف تا قاف است

ز مصحف رخ دلدار آیتی برخوان
که آن بیان مقالات کشف کشاف است

عده که منطق حافظ طمع کند در شعر
همان حدیث هوای و طریق خطاست

ما را ز خیال تو چه پروای شراب است
خم گو سر خود گیر که خمخانه خراب است

گر خمر بهشت است بریزید که بی دوست
هر شربت عذبم که دهی عین عذاب است

افسوس که شد دلبر و در دیده گریان
تحریر خیال خط او نقش بر آب است

بیدار شو ای دیده که ایمن نتوان بود
زین سیل دمادم که درین منزل خواب است

معشوقه عیان میگذرد بر تو ولیکن
اغیار همی بیند ازان بسته نقاب است

گل بر رخ رنگین تو تا لطف عرق دید
در آتش رشک از غم دل غرق گلاب است

در بزم دل از روی تو صد شمع بر افروخت
وین طرفه که بر روی تو صد گونه حجاب است

سبز است در و دشت بیا تا نگذاریم
دست از سر آبی که جهان جمله سراب است

در کنج دماغم مطلب جای نصیحت
کاین حجره پر از زمزمه چنگ و رباب است

راه تو چه راه است که از غایت تعظیم
دریای محیط فلکش همچو حباب است

بی روی دلآرای تو ای شمع دل افروز
دل رقص کنان بر سر آتش چو کباب است

حافظ چه شد ار عاشق و رند است و نظرباز
بس طور عجب لازم ایام شباب است

کنون که در کف گل جام باده صاف است | بصد هزار زبان بلبلش در اوصاف است
بخواه دفتر اشعار و ره بصحرا کن | چه وقت مدرسه و بحث کشف کشاف است
فقیه مدرسه دی مست بود و فتوی داد | که می حرام ولی به ز مال اوقاف است
بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش | که هرچه ساقی ما ریخت عین الطاف است
ببر ز خلق و ز عنقا قیاس کار بگیر | که صیت گوشه نشینان ز قاف تا قاف است
حدیث مدعیان و خیال همکاران | همان حکایت زردوز و بوریاباف است

خموش حافظ و این نکته‌های چون زر سرخ
نگاه دار که قلاب شهر صراف است

اگرچه باده فرح‌بخش و باد گل‌بیز است | به بانگ چنگ مخور می که محتسب تیز است
صراحیی و حریفی گرت بدست افتد | بعقل کوشش که ایام فتنه‌انگیز است
در آستین مرقع پیاله پنهان کن | که همچو چشم صراحی زمانه خونریز است
ز رنگ باده بشوئید خرقه‌ها از اشک | که موسم ورع و روزگار پرهیز است
مجوی عیش خوش از دور واژگون سپهر | که صاف این سر خم جمله دردی‌آمیز است
سپهر برشده پرویزنیست خون‌افشان | که قطره‌اش سر کسری و تاج پرویز است

عراق و پارس گرفتی بشعر خود حافظ

بیا که نوبت بغداد و وقت تبریز است

یا رب آن شمع شب افروز ز کاشانهٔ کیست — جان ما سوخت بپرسید که جانانه کیست

حالیا خانه برانداز دل و دین من است — تا هم آغوش که می باشد و همخانه کیست

بادهٔ لعل لبش کز لب ما دور مباد — راح روح که و پیمان ده پیمانه کیست

دولت صحبت آن شمع سعادت پرتو — باز پرسید خدا را که به پروانه کیست

میدهد هر کسش افسونی و معلوم نشد — که دل نازک او مائل افسانه کیست

یا رب آن شاه وش ماه رخ زهره جبین — دُر یکتای که و گوهر یکدانه کیست

آن می لعل که نا خورده مرا کرد خراب — همنشین که و هم کاسه و پیمانه کیست

گفتم آه از دل دیوانهٔ حافظ بی تو
زیر لب خنده زنان گفت که دیوانه کیست

بنال بلبل اگر با منت سر یاریست — که ما دو عاشق زاریم و کار ما زاریست

دران چمن که نسیمی وزد ز طرهٔ دوست — چه جای دم زدن نافهای تاتاریست

بیار باده که رنگین کنیم جامهٔ دلق — که مست جام غروریم و نام هشیاریست

نه بسته اند در تو چه حالیا ز خیسر — که توبه وقت گل از عاشقی بیکاریست

سحر کرشمهٔ وصلش بخواب میدیدم — زهی مراتب خوابی که به ز بیداریست

خیال زلف تو پختن نه کار خامانست — که زیر سلسله رفتن طریق عیاریست

لطیفه‌ایست نهانی که عشق ازو خیزد — که نام آن نه لب لعل و خط زنگاریست

جمال شخص نه چشمست و زلف و عارض و خال — هزار نکته درین کار و بار دلداریست

بآستان تو مشکل توان رسید آری — عروج بر فلک سروری بدشواریست

روندگان طریقت بنیم جو نخرند — قبای اطلس آنکس که از هنر عاریست

دلش بناله میازار و ختم کن حافظ
که رستگاری جاوید در کم آزاریست

اگرچه عرض هنر پیش یار بی‌ادبیست — زبان خموش ولیکن دهان پر از عربیست

پری نهفته رخ و دیو در کرشمه و ناز — بسوخت عقل ز حیرت که این چه بوالعجبیست

سبب مپرس که چرخ از چه سفله‌پرور شد — که کام بخشی او را بهانه بی‌سببیست

ازین چمن گل بیخار کس نچید آری — چراغ مصطفوی با شرار بولهبیست

حسن ز بصره بلال از حبش صهیب از شام — ز خاک مکه ابوجهل این چه بوالعجبیست

جمال دختر رز نور چشم ماست مگر — که در نقاب زجاجی و پردهٔ عنبیست

دوای درد خود اکنون ازان مفرح جوی — که در صراحی چینی و شیشهٔ حلبیست

بنیم جو نخرم طاق خانقاه و رباط — مرا که مصطبه ایوان و پای خم طنبیست

هزار عقل و ادب داشتم من ای خواجه	کنون که مست و خرابم صلاح بی ادبیست

بیار می که چو حافظ مدام استظهار
بگریه سحری و نیاز نیم شبیست

عیب رندان مکن ای زاهد پاکیزه سرشت	که گناه دگران بر تو نخواهند نوشت
من اگر نیکم اگر بد تو برو خود را باش	هر کسی آن درود عاقبت کار که کشت
همه کس طالب یارند چه هشیار و چه مست	همه جا خانه عشق است چه مسجد چه کنشت
سر تسلیم من و خاک در میکده ها	مدعی گر نکند فهم سخن گو سر و خشت
ناامیدم مکن از سابقه لطف ازل	تو پس پرده چه دانی که که خوبست و که زشت
نه من از خانه تقوی بدر افتادم و بس	پدرم نیز بهشت ابد از دست بهشت
بعملی تکیه مکن خواجه که در روز ازل	تو چه دانی قلم صنع بنامت چه نوشت
گر نهادت همه اینست زهی پاک نهاد	ور سرشتت همه اینست زهی پاک سرشت
باغ فردوس لطیف است ولیکن زنهار	تو غنیمت شمر این سایه بید و لب کشت

حافظا روز اجل گر بکف آری جامی
یکسر از کوی خرابات برندت به بهشت

بجز آستان توام در جهان پناهی نیست	سر مرا بجز این در حواله گاهی نیست

د

عدو چو تیغ کشد من سپر بیندازم — که تیغ ما بجز از ناله و آهی نیست

چرا ز کوی خرابات روی برتابم — کزین بهم بجهان هیچ رسم و راهی نیست

زمانه گر بزند آتشم بخرمن عمر — بگو بسوز که بر من ببرگ کاهی نیست

غلام نرگس جماش آن سهی سروم — که از شراب غرورش بکس نگاهی نیست

مباش در پی آزار و هرچه خواهی کن — که در شریعت ما غیر ازین گناهی نیست

عنان کشیده رو ای پادشاه کشور حسن — که نیست بر سر راهی که دادخواهی نیست

عقاب جور گشاده است بال در همه شهر — کمان گوشه نشینی و تیر آهی نیست

چنین که در همه سو دام راه می‌بینم — به از حمایت زلفت مرا پناهی نیست

خزینهٔ دل حافظ بزلف و خال مده — که کارهای چنین حد هر سیاهی نیست

حال دل با تو گفتنم هوس است — خبر دل شنفتنم هوس است

طمع خام بین که قصهٔ فاش — از رقیبان نهفتنم هوس است

شب قدری چنین عزیز و شریف — با تو تا روز خفتنم هوس است

وه که دردانه‌ای چنین نازک — در شب تار سفتنم هوس است

ای صبا امشبم مدد فرمای — که سحرگه شکفتنم هوس است

از برای شرف بنوک مژه	خاک راه تو رفتنم هوس است

همچو حافظ برغم مدعیان
شعر رندانه گفتنم هوس است

حسنت باتفاق ملاحت جهان گرفت — آری باتفاق جهان میتوان گرفت
افشای راز خلوتیان خواست کرد شمع — شکر خدا که سر دلش در زبان گرفت
میخواست گل که دم زند از رنگ و بوی تو — از غیرتش صبا نفس اندر دهان گرفت
چون لاله کج نهاده کلاه طرب ز کبر — هر داغ دل که باده چو ارغوان گرفت
آن روز عشق ساغر می خرمنم بسوخت — کاتش ز عکس عارض ساقی در آن گرفت
آسوده بر کنار چو پرگار می‌شدم — دوران چو نقطه عاقبتم در میان گرفت
خواهم شدن بکوی مغان آستین فشان — زین فتنه‌ها که دامن آخر زمان گرفت
بر برگ گل بخون شقایق نوشته‌اند — کانکس که پخته شد می چون ارغوان گرفت
می ده که هر که آخر کار جهان بدید — از غم سبک برآمد و رطل گران گرفت
می ده بجام جم که صباح صبوحیان — چون پادشه بتیغ زرافشان جهان گرفت
دستش اگر که فتنه چو در عالم اوفتاد — عارف بجام می زد و از غم کران گرفت
زین آتش نهفته که در سینهٔ من است — خورشید شعله‌ایست که در آسمان گرفت

حافظا چو آب لطف ز نظم تو میچکد
غیری چگونه نکته تواند بران گرفت

خیال روی تو در هر طریق همره ماست
ببین که سیب زنخدان او چه میگوید
ز چشم مدعیانی که منع عشق کنند
اگر ز زلف دراز تو دست ما نرسد
بحاجب در خلوت سرای خاص بگو
بصورت از نظر ما اگرچه محجوب ست

نسیم موی تو پیوند جان آگه ماست
هزار یوسف مصری فتاده در چه ماست
جمال چهره تو حجت موجه ماست
گناه بخت پریشان و دست کوته ماست
فلان ز گوشه نشینان خاک درگه ماست
همیشه در نظر خاطر مرفه ماست

اگرچه سالی حافظ درت زند بگشا
که سالهاست که مشتاق روی چون مه ماست

درین زمانه رفیقی که خالی از خلل ست
جریده رو که گذرگاه عافیت تنگ ست
نه من ز بی عملی در جهان ملولم و بس
بچشم عقل ببین در جهان پرآشوب
دلم امید فراوان زوصل روی تو داشت

صراحی می ناب و سفینه غزل ست
پیاله گیر که عمر عزیز بی بدل ست
ملالت علما هم ز علم بی عمل ست
جهان و کار جهان بی ثبات و بی محل ست
ولی اجل بره عمر رهزن امل ست

ز قسمت ازلی چهرهٔ سیه‌بختان بشست و شوی نگردد سفید این مثل است

بگیر طرهٔ مه طلعتی و قصه مخوان که سعد و نحس ز تاثیر زهره و زحل است

خلل پذیر بود هر بنا که می‌بینی مگر بنای محبت که خالی از خلل است

بهیچ دور نخواهند یافت هشیارش

چنین که حافظ ما مست بادهٔ ازل است

دل و دینم شد و دلبر بملامت برخاست گفت با ما منشین کز تو سلامت برخاست

کس شنیدی که درین بزم دمی خوش بنشست که نه در آخر صحبت بندامت برخاست

شمع گر زان لب خندان بزبان لافی زد پیش عشاق تو شبها بغرامت برخاست

در چمن باد بهاری ز کنار گل و سرو بهواداری آن عارض و قامت برخاست

مست بگذشتی و از خلوتیان ملکوت بتماشای تو آشوب قیامت برخاست

پیش رفتار تو پا برنگرفت از خجلت سرو سرکش که بناز از قد و قامت برخاست

حافظ این خرقه بینداز مگر جان ببری

کآتش از خرمن سالوس و کرامت برخاست

روی تو کس ندید و هزارت رقیب هست در غنچه هنوز و صدت عندلیب هست

گر آمدم بکوی تو چندان غریب نیست چون من درین دیار هزاران غریب هست

هر چند دورم از تو که دور از تو کس مباد
لیکن امید وصل توام عنقریب هست

در عشق خانقاه و خرابات شرط نیست
هر جا که هست پرتو روی حبیب هست

آن جا که کار صومعه را جلوه میدهند
ناقوس دیر راهب و نام صلیب هست

عاشق که شد که یار بحالش نظر نکرد
ای خواجه درد نیست وگرنه طبیب هست

فریاد حافظ این همه آخر بهرزه نیست
هم قصهٔ غریب و حدیث عجیب هست

ساقیا آمدن عید مبارک بادت
وان مواعید که کردی مرود از یادت

در شگفتم که درین مدت ایام فراق
برگرفتی ز حریفان دل و دل میدادت

برسان بندگی دختر رز گو بدر آی
که دم همت ما کرد ز بند آزادت

شادی مجلسیان در قدم و مقدم تست
جای غم باد هر آن دل که نخواهد شادت

چشم بد دور کزین تفرقه خوش باز آورد
طالع نامور و دولت مادرزادت

شکر ایزد که ازین باد خزان رخنه نیافت
بوستان سمن و سرو و گل و شمشادت

حافظ از دست مده صحبت آن کشتی نوح
ورنه طوفان حوادث ببرد بنیادت

ساقی بیار باده که ماه صیام رفت
درده قدح که موسم ناموس و نام رفت

وقت عزیز رفت بیا تا قضا کنیم
عمری که بی حضور صراحی و جام رفت

در تاب توبه چند توان سوخت همچو عود
می ده که عمر در سر سودای خام رفت

مستم کن آنچنان که ندانم ز بیخودی
در عرصهٔ خیال که آمد کدام رفت

بر بوی آنکه جرعهٔ جامت بما رسد
در مصطبه دعای تو هر صبح و شام رفت

دل را که مرده بود حیاتی ز نو رسید
تا بوئی از نسیم میش در مشام رفت

زاهد غرور داشت سلامت نبرد راه
رند از ره نیاز بدار السلام رفت

زاهد تو دان و خلوت تنهائی و نیاز
عشاق را حواله بعیش مدام رفت

نقد دلی که بود مرا صرف باده شد
قلب سیاه بود از آن در حرام رفت

دیگر مکن نصیحت حافظ که ره نیافت
گم گشته که باده عشقش بکام رفت

صبا اگر گذری افتدت بکشور دوست
بیار نفحه از گیسوی معنبر دوست

بجان او که بشکرانه جان بر افشانم
اگر بسوی من آری پیامی از بر دوست

وگر چنانچه در آن حضرت نباشد بار
برای دیده بیاور غباری از در دوست

من گدا و تمنای وصل او هیهات
مگر بخواب ببینم خیال منظر دوست

دل صنوبریم همچو بید لرزان است
ز حسرت قد و بالای چون صنوبر دوست

اگرچه دوست بچیزی نمی‌خرد ما را
بعالمی نفروشیم موئی از سر دوست

چه باشد ار شود از قید غم دلش آزاد
چو هست حافظ مسکین غلام و چاکر دوست

غمش تا در دلم ماوا گرفته است
سرم چون زلف او سودا گرفته است

لب چون آتشش آب حیات است
ازان آب آتشی در ما گرفته است

هوای همتم عمریست کز جان
هوای آن قد بالا گرفته است

شدم عاشق ببالای بلندش
که کار عاشقان بالا گرفته است

چو ما در سایهٔ الطاف اوئیم
چرا او سایه از ما گرفته است

نسیم صبح عنبر بوست امروز
مگر یارم ره صحرا گرفته است

ز دریای دو چشم گوهر اشک
جهان در لولو لالا گرفته است

حدیث حافظا ای سرو سیمین بو
بوصف قد تو بالا گرفته است

غزل

صبحدم مرغ چمن با گل نوخاسته گفت
ناز کم کن که درین باغ بسی چون تو شگفت

گل بخندید که از راست نرنجیم ولی
هیچ عاشق سخن تلخ بمعشوق نگفت

گر طمع داری ازان جام مرصع می لعل
در و یاقوت بنوک مژه ات باید سفت

تا ابد بوی محبت بمشامش نرسد
هر که خاک در میخانه برخساره نرفت

در گلستان ارم دوش چو از لطف هوا
زلف سنبل ز نسیم سحری می آشفت

گفتم ای مسند جم جام جهان بینت کو
گفت افسوس که آن دولت بیدار بخفت

سخن عشق نه آن ست که آید بزبان
ساقیا می ده و کوتاه کن این گفت و شنفت

اشک حافظ خرد و صبر بدریا انداخت
چه کند سوز غم عشق نیارست نهفت

گر ز دست زلف مشکینت خطائی رفت رفت
ور ز هندوی شما بر من جفائی رفت رفت

برق عشق از خرمن پشمینه پوشی سوخت سوخت
جور شاه کامران گر بر گدائی رفت رفت

گر دلی از غمزهٔ دلدار باری برد برد
در میان جان و جانان ماجرائی رفت رفت

در طریقت رنجش خاطر نباشد می بیار
هر کدورت را که بینی چون صفائی رفت رفت

عشقبازی را تحمل باید ای دل پای دار
گر ملالی بود بود و گر خطائی رفت رفت

از سخن چینان ملالتها پدید آید ولی
چون میان همنشینان ماجرائی رفت رفت

عیب حافظ گو مکن زاهد که رفت از خانقاه
پای آزادان چه بندی گر بجائی رفت رفت

بکوی میکده هر سالکی که ره دانست
دری دگر زدن اندیشهٔ تبه دانست

زمانه افسر رندی نداد جز بکسی | که سرفرازی عالم درین کله دانست
بر آستانهٔ میخانه هر که یافت رهی | ز فیض جام می اسرار خانقه دانست
هر آنکه راز دو عالم ز خط ساغر خواند | رموز جام جم از نقش خاک ره دانست
دلم ز نرگس ساقی امان نخواست بجان | چرا که شیوهٔ آن ترک دل سیه دانست
ورای طاعت دیوانگان ز ما مطلب | که شیخ مذهب ما عاقلی گنه دانست
ز جور کوکب طالع سحرگهان چشمم | چنان گریست که خورشید دید و مه دانست
خوش آن نظر که لب جام و روی ساقی را | هلال یکشبه و ماه چارده دانست
بلند مرتبه شاهی که نه رواق سپهر | نمونهٔ ز خم طاق بارگه دانست

حدیث حافظ و ساغر کشیدن پنهان
چه جای محتسب و شحنه پادشه دانست

تا سر زلف تو در دست نسیم افتاده است | دل سودازده از غصه دو نیم افتاده است
چشم جادوی تو خود عین سواد سحر است | این قدر هست که این نسخه سقیم افتاده است
در خم زلف تو آن خال سیه دانی چیست | نقطهٔ دوده که در حلقهٔ جیم افتاده است
سایهٔ سرو تو بر قالبم ای عیسی دم | عکس روحیست که بر عظم رمیم افتاده است
زلف مشکین تو در گلشن فردوس عذار | چیست طاوس که در باغ نعیم افتاده است

دل من در هوس روی تو ای مونس جان
خاک راهیست که در پای نسیم افتاده است

همچو گرد این تن خاکی نتواند برخاست
از سر کوی تو زان رو که عظیم افتادست

آنکه جز کعبه مقامش نبد از یاد لبت
بر در میکده دیدم که مقیم افتادست

حافظ گمشده را با غمت ای جان عزیز
اتحادیست که از عهد قدیم افتاده است

بلبلی برگ گلی خوش رنگ در منقار داشت
و اندر آن برگ و نوا خوش ناله‌های زار داشت

گفتمش در عین وصل این ناله و فریاد چیست
گفت ما را جلوهٔ معشوق در این کار داشت

یار اگر ننشست با ما نیست جای اعتراض
پادشاه کامران بود از گدایان عار داشت

عارفی کو سیر کرد اندر مقام نیستی
مست شد چون مستی از عالم اسرار داشت

در نمی‌گیرد نیاز و عجز ما با حسن دوست
خرم آن کز نازنینان بخت برخوردار داشت

خیز تا بر کلک آن نقاش جان افشان کنیم
کاین همه نقش عجب در گردش پرگار داشت

گر مرید راه عشقی فکر بدنامی مکن
شیخ صنعان خرقه رهن خانهٔ خمار داشت

وقت آن شیرین قلندر خوش که در اطوار سیر
ذکر تسبیح ملک در حلقهٔ زنار داشت

چشم حافظ زیر بام قصر آن حوری سرشت
شیوهٔ جنات تجری تحتها الانهار داشت

بدام زلف تو دل مبتلای خویشتن ست　　بکش بغمزه که اینش سزای خویشتن ست

گرت ز دست برآید مراد خاطر ما　　بجنبش زود که خیری برای خویشتن ست

بجانت ای بت شیرین دهن که همچون شمع　　شبان تیره مرادم فنای خویشتن ست

چو رای عشق زدی با تو گفتم ای بلبل　　مکن که این گل خودرو برای خویشتن ست

بمشک چین و چگل نیست حسن گل محتاج　　که نافهاش ز بند قبای خویشتن ست

مرو بخانهٔ ارباب بی مروت دهر　　که گنج عافیت در سرای خویشتن ست

بسوخت حافظ و در شرط عشق و جانبازی
هنوز بر سر عهد و وفای خویشتن ست

صوفی از پرتو می راز نهانی دانست　　گوهر هر کس ازین لعل توانی دانست

شرح مجموعهٔ گل مرغ سحر داند و بس　　که نه هر کو ورقی خواند معانی دانست

عرضه کردم دو جهان بر دل کار افتاده　　بجز از عشق تو باقی همه فانی دانست

آن شد اکنون که ز افواه عوام اندیشم　　محتسب نیز ازین عیش نهانی دانست

دلبر آسایش ما مصلحت وقت ندید　　ورنه از جانب ما دل نگرانی دانست

سنگ و گل را کند از یمن نظر لعل و عقیق　　هر که قدر نفس باد یمانی دانست

ای که از دفتر عقل آیت عشق آموزی　　ترسم این نکته بتحقیق ندانی دانست

می بیاور که ننازد بگل باغ جهان — هر که غارتگری باد خزانی دانست

حافظ این گوهر منظوم که از طبع انگیخت
اثر تربیت آصف ثانی دانست

حاصل کارگه کون و مکان این همه نیست — باده پیش آر که اسباب جهان این همه نیست

از دل و جان شرف صحبت جانان غرض است — غرض اینست وگرنه دل و جان این همه نیست

منت سدره و طوبی ز پی سایه مکش — که چو خوش بنگری ای سرو روان این همه نیست

دولت آنست که بی خون دل آید بکنار — ورنه باسعی و عمل باغ جنان این همه نیست

پنج روزی که درین مرحله مهلت داری — خوش بیاسای زمانی که زمان این همه نیست

بر لب بحر فنا منتظریم ای ساقی — فرصتی دان که ز لب تا بدهان این همه نیست

زاهد ایمن مشو از بازی غیرت زنهار — که ره صومعه تا دیر مغان این همه نیست

دردمندی من سوخته زار و نزار — ظاهرا حاجت تقریر و بیان این همه نیست

از تهتک مکن اندیشه و چون گل خوش باش — زانکه تمکین جهان گذران این همه نیست

نام حافظ رقم نیک پذیرفت ولی
پیش رندان رقم سود و زیان این همه نیست

بحریست بحر عشق که هیچش کناره نیست — آنجا جز آنکه جان بسپارند چاره نیست

آندم که دل بعشق دهی خوش دمے بود ‌ ‌ ‌ در کار خیر حاجت ہیچ استخاره نیست

مارا بمنع عقل مترسان و مے بیار ‌ ‌ ‌ کان شحنه در ولایت ما ہیچ کاره نیست

از چشم خود بپرس که ما را که میکشد ‌ ‌ ‌ جانا گناه طالع و جرم ستاره نیست

رویش بچشم پاک توان دید چون ہلال ‌ ‌ ‌ ہر دیده جای جلوهٔ آن ماه پاره نیست

فرصت شمر طریقهٔ رندی که این نشان ‌ ‌ ‌ چون راه گنج بر ہمه کس آشکاره نیست

نگرفت در تو گریهٔ حافظ بہیچ روے

حیران آن دلم که کم از سنگ خاره نیست

چه لطف بود که ناگاه رشحهٔ قلمت ‌ ‌ ‌ حقوق خدمت ما عرض کرد بر کرمت

بنوک خامه رقم کردهٔ سلام مرا ‌ ‌ ‌ که کارخانهٔ دوران مباد بے رقمت

نگویم از من بیدل بسہو کردی یاد ‌ ‌ ‌ که در حساب خرد نیست سہو بر قلمت

مرا ذلیل مگردان بشکر این نعمت ‌ ‌ ‌ که داشت دولت سرمد عزیز و محترمت

بیا که تا سر زلفت قرار خواہم کرد ‌ ‌ ‌ که گر سرم برود بر ندارم از قدمت

ز حال ما دلت آگه شود مگر وقتے ‌ ‌ ‌ که لاله بر دمد از خاک کشتگان غمت

روان تشنهٔ ما را بجرعهٔ دریاب ‌ ‌ ‌ چو میدہند زلال خضر بجام جمت

صبا ز روے تو با ہر گلے حدیثے کرد ‌ ‌ ‌ رقیب کے ره غمّاز داد در حرمت

دلم مقیم در تست حرمتش میدار ... بشکر آنکه خدا داشته است محترمت

همیشه وقت تو ای عیسی صبا خوش باد ... که جان عاشق دلخسته زنده شد بدمت

کمینگه است و تو خوش تیز میروی حافظ
مکن که گرد برآید ز شهسوار عدمت

ز گریه مردم چشمم نشسته در خونست ... ببین که در طلبت حال مردمان چونست

بیاد لعل لب و چشم مست میگونت ... ز جام غم می لعلی که میخورم خونست

ز مشرق سر کوی آفتاب طلعت تو ... اگر طلوع کند طالعم همایونست

حکایت لب شیرین کلام فرهادست ... شکنج طرهٔ لیلی مقام مجنونست

دلم بجو که قدت همچو سرو دلجویست ... سخن بگو که کلامت لطیف و موزونست

ز دور باده بجان راحتی رسان ساقی ... که رنج خاطرم از جور دور گردونست

از آن زمان که ز دستم برفت یار عزیز ... کنار دیدهٔ من همچو رود جیحونست

چگونه شاد شود اندرون غمگینم ... باختیار که از اختیار بیرونست

ز بیخودی طلب یار میکند حافظ
چو مفلسی که طلبکار گنج قارونست

زان یار دلنوازم شکریست با شکایت ... گر نکته دان عشقی خوش بشنو این حکایت

بیمزد بود ومنت هر خدمتی که کردیم — یارب مباد کس را مخدوم بے عنایت

رندانِ تشنه لب را آبی نمید هد کس — گویا دلی شناسان رفتند از ولایت

در زلف چون کمندش ای دل مپیچ کانجا — سرها بریده بینی بیجرم و بے جنایت

این راه را نهایت صورت کجا توان بست — کش صد هزار منزل بیش ست در بدایت

چشمت بغمزه ما را خون خورد و می پسندے — جانا روا نباشد خون ریز را حمایت

هر چند بردی آبم رو از درت نتابم — جور از حبیبِ خوشتر کز مدعی رعایت

ای آفتابِ خوبان مے سوزد اندرونم — یک ساعتم بگنجان در سایهٔ عنایت

در این شبِ سیاهم گم گشته راهِ مقصود — از گوشهٔ برون آ ای کوکبِ هدایت

از هر طرف که رفتم جز وحشتم نیفزود — زنهار ازین بیابان وین راهِ بی نهایت

عشقت رسد بفریاد گر خود بسانِ حافظ
قرآن زبر بخوانے با چارده روایت

یارب سببے ساز که یارم بسلامت — باز آید و برهاندم از چنگ ملامت

خاکِ رهِ آن یارِ سفر کرده بیارید — تا چشمِ جهان بین کنمش جاے اقامت

فریاد که از شش جهتم راه ببستند — آن خال و خط و زلف و رخ و عارض و قامت

امروز که در دستِ توام مرحمتے کن — فردا که شوم خاک چه سود اشکِ ندامت

ای آنکه بتقریر و بیان دم زنی از عشق — ما با تو نداریم سخن خیر و سلامت

درویش مکن ناله ز شمشیر احبا — کاین طائفه از کشته ستانند غرامت

در خرقه زن آتش که خم ابروی ساقی — بر می‌شکند گوشهٔ محراب امامت

حاشا که من از جور و جفای تو بنالم — بیداد لطیفان همه لطفست و کرامت

کوته نکند بحث سر زلف تو حافظ
پیوسته شد این سلسله تا روز قیامت

ساقیم خضرست و مے آب حیات — توبه از می چون کنم هیهات هات

بادهٔ تلخ از لب شیرین لبان — در حلاوت می‌برد آب از نبات

چون دم عیسی نسیم او ز لطف — مردهٔ صد ساله را بخشد حیات

جز به آب آتشین یعنی شراب — حل نمیگردد مرا این مشکلات

روزی ما این که از دیوان عشق — جز به هجران نشد ما را برات

شاد باد اروح آن رندی که داد — بر سر کوی مغان یابد وفات

حاصل عمر تو حافظ در جهان
بادهٔ صافیست باقی ترهات

شربتی از لب لعلش نچشیدیم و برفت — روی مه پیکر او سیر ندیدیم و برفت

گوئی از صحبت ما نیک بتنگ آمده بود
بار بربست و بگردش نرسیدیم و برفت

بسکه ما فاتحه و حرز یمانی خواندیم
وز پیش سورهٔ اخلاص دمیدیم و برفت

سر ز فرمان خطم گفت نکش تا زدم
ما سر خویش ز خطش نکشیدیم و برفت

عشوه میداد که از کوی ارادت نزدم
دیدی آخر که چسان عشوه خریدیم و برفت

شد چمان در چمن حسن و لطافت لیکن
در گلستان وصالش نچمیدیم و برفت

گفت از خود ببرد هر که وصالم طلبد
ما بامید وی از خویش بریدیم و برفت

صورت او بلطافت اثر صنع خداست
با رویش نظر سیر ندیدیم و برفت

همچو حافظ همه شب ناله و افغان کردیم
کای دریغا بوداعش نرسیدیم و برفت

ما را ز آرزوی تو پروای خواب نیست
بی روی دلفریب تو بودن صواب نیست

در دور چشم مست تو هشیار کس ندید
کو دیده کز تصور چشمت بخواب نیست

در هر که بنگری سببی از تو مبتلاست
یک دل ندیده ام که ز عشقت خراب نیست

هر کو بدست عشق تو شد کشته بر درت
او را در آن جناب سوال و جواب نیست

حافظ چو زر به بوته در افتاد و تاب یافت
عاشق نباشد آنکه چو زر در تب و تاب نیست

خم زلف تو دام کفر و دین ست / ز کارستان او یک شمه این ست

جمالت معجز حسن ست لیکن / حدیث غمزه‌ات سحر مبین ست

بر آن چشم سیه صد آفرین باد / که در عاشق کشی سحر آفرین ست

عجب راهیست راه عشق هیهات / که چرخ هشتمش هفتم زمین ست

تو پنداری که بدگو رفت و جان برد / حسابش با کراماً کاتبین ست

ز چشم شوخ تو کی جان توان برد / که دائم با کمان اندر کمین ست

لبت را آب حیوان گفتم اما / چه جای آب کان ماء معین ست

مشو ای جان ز کید زلفش ایمن / که دل برد و کنون در بند دین ست

ز جام عشق می نوشید حافظ
مدامش مستی رندی ازین ست

دیدی که یار جز سر جور و ستم نداشت / بشکست عهد و از غم ما هیچ غم نداشت

یا رب مگیرش ارچه دل چون کبوترم / افکند و کشت و حرمت صید حرم نداشت

بر من جفا ز بخت بد آمد وگر نه یار / حاشا که رسم جور و طریق ستم نداشت

دل این همه جفا که بخواری کشید ازو / هر جا که رفت هیچ کسش محترم نداشت

ساقی بیار باده و با مدعی بگو / انکار ما مکن که چنین جام جم نداشت

هر رهروی که ره به حریم درش نبرد — مسکین برید وادی و ره در حرم نداشت

خوش وقت رند مست که دنیا و آخرت — بر باد داد و هیچ غم از بیش و کم نداشت

حافظ ببر تو گوی فصاحت که مدعی
هیچش هنر نبود و خبر نیز هم نداشت

برو ای زاهد و دعوت مکنم سوی بهشت — که خدا در ازل از بهر بهشتم نسرشت

یک جو از خرمن هستی نتواند بر داشت — هر که در راه فنا در ره حق دانه نکشت

تو و تسبیح و مصلی و ره زهد و ورع — من و میخانه و ناقوس و در و دیر و کنشت

منعم از می مکن ای صوفی صافی که حکیم — در ازل طینت ما را ز می صاف سرشت

صوفی صافی بهشتی نبود زانکه چو من — خرقه در میکده‌ها رهن می ناب نهشت

[illegible] از حور و بهشت او لب خوش نبود — هر که او دامن معشوق ز دست [illegible]

حافظا لطف حق ار با تو عنایت دارد
باش فارغ ز غم دوزخ و شادی بهشت

ای نسیم سحر آرامگه یار کجاست — منزل آن مه عاشق کش عیار کجاست

شب تار است و ره وادی ایمن در پیش — آتش طور کجا موعد دیدار کجاست

هر که آمد به جهان نقش خرابی دارد — در خرابات بپرسید که هشیار کجاست

آن کس است اهل بشارت که اشارت داند ‌‌ ‌ نکته‌ها هست بسی محرم اسرار کجاست

هر سر موی مرا با تو هزاران کار است ‌ ‌ ما کجاییم و نصیحت‌گر بیکار کجاست

عاشق خسته ز درد غم هجر تو بسوخت ‌ ‌ خود نپرسی تو که آن عاشق غمخوار کجاست

باده و مطرب و گل جمله مهیاست ولی ‌ ‌ عیش بی دوست مهیا نشود یار کجاست

عقل دیوانه شد آن سلسلهٔ مشکین کو ‌ ‌ دل ز ما گوشه گرفت ابروی دلدار کجاست

دلم از صومعه و صحبت شیخ است ملول ‌ ‌ یار ترسابچه کو خانهٔ خمار کجاست

حافظا از باد خزان در چمن دهر مرنج ‌ ‌ فکر معقول بفرما گل بی خار کجاست

خواب آن نرگس فتان تو بی چیزی نیست ‌ ‌ تاب آن زلف پریشان تو بی چیزی نیست

از لبت شیر روان بود که من میگفتم ‌ ‌ این شکر گرد نمکدان تو بی چیزی نیست

چشمهٔ آب حیات است دهانت اما ‌ ‌ زیر لب چاه زنخدان تو بی چیزی نیست

جان درازی تو بادا که یقین میدانم ‌ ‌ در کمان ناوک مژگان تو بی چیزی نیست

مبتلائی بغم و محنت و اندوه و فراق ‌ ‌ ای دل این ناله و افغان تو بی چیزی نیست

دوش باد از سر کویت بگلستان بگذشت ‌ ‌ ای گل این چاک گریبان تو بی چیزی نیست

درد عشق ارچه دل از خلق نهان میدارد ‌ ‌ حافظا این دیده گریان تو بی چیزی نیست

ناظر روی تو صاحب‌نظرانند بلی
سرّ گیسوی تو در هیچ سری نیست که نیست

اشک غماز من ار سرخ برآید چه عجب
خجل از کردهٔ خود پرده‌دری نیست که نیست

گر چنین با من خسته تو تندی که ز دهر
بر میان دل و جانم کمری نیست که نیست

تا به دامن ننشیند ز نسیمت گردی
سیل‌خیز از نظرم رهگذری نیست که نیست

تا دم از شام سر زلف تو هر جا نزنند
با صبا گفت و شنیدم سحری نیست که نیست

من ازین طالع شوریده برنجم ورنه
بهره‌مند از سر کویت دگری نیست که نیست

از خیال لب نوشین تو ای چشمهٔ نوش
غرق آب و عرق اکنون شکری نیست که نیست

آب چشمم که بر او منت خاک در توست
زیر صد منت او خاک دری نیست که نیست

از وجودم قدری نام و نشانیست که هست
ورنه از ضعف در آنجا اثری نیست که نیست

شیر در بادیهٔ عشق تو روباه شود
آه ازین راه که در وی خطری نیست که نیست

زمن دل‌شده از دست تو ای شمع نگویم
از غم عشق تو پرخون جگری نیست که نیست

از سر کوی تو رفتن نتوانم گامی
ورنه اندر دل بیدل سفری نیست که نیست

تو خود ای شعلهٔ رخشنده چه داری در سر
کو کباب از جگر تافته جگری نیست که نیست

مصلحت نیست که از پرده برون افتد راز
ورنه در مجلس رندان خبری نیست که نیست

بجز این نکته که حافظ ز تو ناخشنود است
در سراپای وجودت هنری نیست که نیست

مدام مست می‌دارد نسیم جعد گیسویت
خرابم می‌کند هر دم فریب چشم جادویت

پس از چندین شکیبائی شبی یا رب توان دیدن
که شمع دیده افروزیم در محراب ابرویت

سواد لوح بینش را عزیز از بهر آن دارم
که جان را نسخهٔ باشد ز لوح خال هندویت

اگر خواهی که جاویدان جهان یکسر بیارایی
صبا را گو که بردارد زمانی برقع از رویت

وگر رسم فنا خواهی که از عالم براندازی
بیفشان زلف تا ریزد هزاران جان ز هر مویت

من و باد صبا مسکین دو سرگردان بی‌حاصل
من از افسون چشمت مست و او از بوی گیسویت

من از الطاف صبا دارم سپاس [illegible]
دگر [illegible] گذر دیده سحرگاهی [illegible]

سواد دیده هر وقتی بجز چون دل همی بینم
[illegible] این ساعت [illegible] دل هندویت

زهی همت که حافظ راست از دنیا و از عقبی
نیاید هیچ در چشمش بجز خاک سر کویت

مردم دیدهٔ ما جز به رخت ناظر نیست
دل سرگشتهٔ ما غیر ترا ذاکر نیست

اشکم احرام طواف حرمت می‌بندد
گرچه از خون دل ریش دمی طاهر نیست

بسته دام و قفس باد چو مرغ وحشی
طایر سدره اگر در طلبت طایر نیست

عاشق مفلس اگر قلب دلش کرد نثار
مکنش عیب که بر نقد روان قادر نیست

عاقبت دست بدان سرو بلندش برسد
هر کرا در طلبت همت او قاصر نیست

خمها همه در جوش و خروشند ز مستی | وان می که در انجاست حقیقت نه مجاز است
از وی همه مستی و غرور است و تکبر | وز ما همه بیچارگی و عجز و نیاز است
شرح شکن زلف خم اندر خم جانان | کوته نتوان کرد که این قصه دراز است
بار دل مجنون و خم طرهٔ لیلی | رخسارهٔ محمود و کف پای ایاز است
بردوخته ام دیده چو باز از همه عالم | تا دیدهٔ من بر رخ زیبای تو باز است
رازی که بر خلق نهفتیم و نگفتیم | با دوست بگوییم که او محرم راز است
در کعبهٔ کوی تو هر آن کس که در آید | از قبلهٔ ابروی تو در عین نماز است

ای مجلسیان سوز دل حافظ مسکین
از شمع بپرسید که در سوز و گداز است

میروی خوش میروی کاندر سراپا میرمت | سرکشی خوش میخرامی پیش بالا میرمت
گفته بودی کی بمیری پیش من تعجیل چیست | خوش تقاضا میکنی پیش تقاضا میرمت
عاشق و مهجور و مخمورم بت ساقی کجاست | گو خرامان شو که پیش قد رعنا میرمت
ایکه عمری شد که تا بیمارم از مژگان تو | تو نگاهی کن که پیش چشم شهلا میرمت
گفته لعل لبت هم درد بخشد هم شفا | گاه پیش درد و گه پیش مداوا میرمت
خوش خرامان میروی چشم بد از روی تو دور | دارم اندر سر خیال آنکه در پا میرمت

گرچه جای حافظ اندر خلوت وصل تو نیست
ای همه جای تو خوش پیش تو هر جا بیست

کنون که میدمد از بوستان نسیم بهشت
من و شراب فرحبخش و یار حورسرشت

چمن حکایت اردیبهشت میگوید
نه عاقل است که نسیه خرید و نقد بهشت

بمی عمارت دل کن که این جهان خراب
بر آن سر است که از خاک ما بسازد خشت

وفا مجوی ز دشمن که پرتوی ندهد
چو شمع صومعه افروزی از چراغ کنشت

مکن بنامه سیاهی ملامت من مست
که آگه است که تقدیر بر سرش چه نوشت

گدا چرا نزند لاف سلطنت امروز
که خیمه سایه ابر است و بزمگه لب کشت

قدم دریغ مدار از جنازه حافظ
که گرچه غرق گناه است میرود به بهشت

درد ما را نیست درمان الغیاث
هجر ما را نیست پایان الغیاث

دین و دل بردند و قصد جان کنند
الغیاث از جور خوبان الغیاث

در بهای بوسه جانی طلب
میکنند این دلستانان الغیاث

خون ما خوردند این کافردلان
ای مسلمانان چه درمان الغیاث

داد مسکینان بده ای روز وصل
از شب یلدای هجران الغیاث

هزار عالم درد و غم دگر می‌رسد ۶ ز بیم همرهان بر دل و جان الغیاث

ز هجر حافظ روز و شب بی خویشتن
گشته‌ام سوزان دگر یاران الغیاث

مرا که قوت ز لعل لبستان ساقی باج ‌ چرا که بر سر خوبان عالمی چون تاج
دو چشم شوخ تو بر هم زده ختا و ختن ‌ به چین زلف تو ماچین و هند داده خراج
بیاض روی تو روشن چو عارض روز ‌ سواد زلف تو تاریک‌تر ز ظلمت داج
لب تو خضر و دهان تو آب حیوان است ‌ قد تو سرو و میان موی و بر به هیئت عاج
از این مرض به حقیقت شفا نیابم ‌ که از تو درد دل من نمی‌رسد به علاج
مرا به تنگ شکر داده‌ای به خضر بقا ‌ لب چو قند تو بر از نبات مصر رواج
چرا همی شکنی جان من ز سنگدلی ‌ دل ضعیف که هست او به نازکی چو زجاج

فتاده در دل حافظ هوای چون تو شهی
کمینه ذره خاک در تو بودی کاج

اگر به مذهب تو خون عاشق است مباح ‌ صلاح ما همه آنست کان تراست صلاح
سواد موی تو تفسیر جاعل الظلمات ‌ بیاض روی تو تبیان فالق الاصباح
ز دیده‌ام شده صد چشمه در کنار روان ‌ که آشنا نکند در میان آن ملاح

لب چو آب حیات تو هست قوت روح
وجود خاکی ما را ازوست قوت رواح

ز چین زلف کمندت کسی نیافت خلاص
از آن کمانچه ابرو و تیر غمزه نجاح

بیا که خون دل خویشتن بحل کردم
اگر به مذهب تو خون عاشق است مباح

بداد لعل لبش بوسه‌ای به صد تلبیس
نیافت کام دل من ازو به صد الحاح

صلاح و توبه و تقوی ز ما مجو زاهد
ز رند و عاشق و مجنون کسی نجست صلاح

بیا ببین که به یاد تو می‌کشیم مدام
[illegible] نشر و شر بالکاس لا بالاقداح

دعای جان تو ورد زبان حافظ باد
مدام تا که بود گردش مسا و صباح

ببین هلال محرم بخواه ساغر راح
که ماه امن و امان است و سال صلح و صلاح

عزیز دار زمان وصال را که دمی
مقابل شب قدر است و روز استفتاح

نزاع بر سر دنیای دون کسی نکند
بآشتی بگرای و بدیده گوی فلاح

دلا ز فارغی از کار خویش می‌ترسم
که کس درت نگشاید چو گم کنی مفتاح

بیار باده که روز رسش بخیر خواهد بود
هر آنکه جام صبوحش نهند چراغ صباح

کدام طاعت شایسته آید از من مست
که رنگ صبح نداند ز فالق الاصباح

زبان شاه شجاع است و دور حکمت شرع
براحت دل و جان گردش مسا و صباح

بیوی صبح چه حافظا شبی بروز آور
که بشکفند گل عیشت ز شعله مصباح

دل من در هوای روی فستق رخ
بود آشفته همچون موی فستق رخ

بجز هندوی زلفش هیچکس نیست
که برخوردار شد از روی فستق رخ

سیاه نیکبختست آنکه دائم
بود همسایه زانوی فستق رخ

شود چون بیدلان سرو آزاد
اگر بیند قد دلجوی فستق رخ

بده ساقی شراب ارغوانی
بیاد نرگس جادوی فستق رخ

دوتا شد قامتم همچون کمانی
ز غم پیوسته چون ابروی فستق رخ

نسیم مشک تاتاری خجل کرد
شمیم موی عنبربوی فستق رخ

اگر میل دل هر کس بجانیست
بود میل دل من سوی فستق رخ

غلام خاطر آنم که باشد
چو حافظ چاکر هندوی فستق رخ

ابر آذاری برآمد باد نوروزی وزید
وجه می میخواهم و مطرب که میگوید رسید

شاهدان در جلوه من شرمسار کیسه ام
ای خدا این شرمساری تا بکی باید کشید

قحط جود است آبروی خود نمی باید فروخت
باده و گل از بهای خرقه می باید خرید

گوئیا خواهد گشود از دولتم کاری که دوش / من همی کردم دعا و صبح صادق می‌دمید

با لبی و صد هزاران خنده آمد گل بباغ / از کریمی گوئیا در گوشهٔ بوئی شنید

دامنی گر چاک شد در عالم رندی چه باک / جامهٔ در نیکنامی نیز می‌باید درید

این لطایف کز لب لعل تو من گفتم که گفت / وان تطاول کز سر زلف تو من دیدم که دید

عدل سلطان گر نپرسد حال مظلومان عشق / گوشه‌گیران را ز آسایش طمع باید برید

تیر عاشق‌کش ندانم بر دل حافظ که زد
این قدر دانم که از شعر ترش خون می‌چکید

اگر آن طایر قدسی ز درم باز آید / عمر بگذشته به پیرانه سرم باز آید

دارم امید بر این اشک چو باران که دگر / برق دولت که برفت از نظرم باز آید

گر نثار قدم یار گرامی نکنم / جوهر جان بچه کار دگرم باز آید

آنکه تاج سر من خاک کف پایش بود / از خدا می‌طلبم تا بسرم باز آید

کوس نودولتی از بام سعادت بزنم / گر ببینم که مه نوسفرم باز آید

خواهم اندر عقبش رفت بیاران عزیز / شخصم ار باز نیاید خبرم باز آید

مانعش غلغل چنگست و شکرخواب صبوح / ورنه گر بشنود آه سحرم باز آید

آرزومند رخ شاه چو ماهم حافظ / همتی تا بسلامت ز درم باز آید

از دیده خون دل همه بر روے ما رود — بر روے ما ز دیده ندانم چها رود
ما در درون سینه هوائی نهفته‌ایم — بر باد اگر رود سر ما زان هوا رود
بر خاک راه یار نهادیم روی خویش — بر روی ما رواست اگر آشنا رود
سیل است آب دیده و بر هر که بگذرد — گر خود دلش ز سنگ بود هم ز جا رود
ما را به آب دیده شب و روز ماجراست — زان رهگذر که بر سر کویش چرا رود
خورشید خاوری کند از رشک جامه چاک — گر ماه مهر پرور من در قبا رود

حافظ بکوے میکده دائم بصدق دل
چون صوفیان صومعهٔ دار از صفا رود

از سر کوے تو هر کو بملالت برود — نرود کارش و آخر بخجالت برود
سالک از نور هدایت طلبد راه بدوست — که بجائے نرسد گر بضلالت برود
گر دی آخر عمر از مے و معشوق بگیر — حیف اوقات که یکسر ببطالت برود
ای دلیل دل گم گشته خدا را مددے — که غریب ار نبرد ره بدلالت برود
حکم مستوری و مستی همه بر خاتمه است — کس ندانست که آخر بچه حالت برود
کاروانی که بود بدرقه‌اش لطف خدا — به تجمل بنشیند به جلالت برود

حافظ از چشمهٔ حکمت بکف آور جامے — بو که از لوح دلت نقش جهالت برود

آن کس که بدست جام دارد — سلطانیِ جم مدام دارد

آبی که خضر حیات از و یافت — در میکده جو که جام دارد

سررشتهٔ جان بجام بگذار — کاین رشته ازو نظام دارد

بیرون زلب تو ساقیا نیست — در دور کسی که کام دارد

ما و می و زاهدان و تقوی — تا یار سر کدام دارد

بر سینهٔ ریش دردمندان — لعلت نمکی تمام دارد

نرگس همه شیوه‌های مستی — از چشم خوشش بوام دارد

ذکرِ رخ و زلفِ تو دلم را — وردیست که صبح و شام دارد

در چاهِ ذقن چو حافظ ای جان
حسن تو دو صد غلام دارد

آنکه از سنبل او غالیه تابی دارد — باز با دلشدگان ناز و عتابی دارد

از سر کشتهٔ خود میگذرد همچون باد — چه توان کرد که عمرست و شتابی دارد

ماه خورشید نمایش ز پس پردهٔ زلف — آفتابیست که در پیش سحابی دارد

آب حیوان اگر اینست که دارد لب یار — روشن است اینکه خضر بهره سرابی دارد

چشم من کرده بهر گوشه روان سیل سرشک — تا سهی سرو ترا تازه تر آبی دارد

غمزه شوخ تو خونم به خطا می‌ریزد — فرصتش باد که خوش فکر صوابی دارد

چشم مخمور تو دارد ز دلم قصد جگر — ترک مست است مگر میل کبابی دارد

جان بیمار مرا نیست ز تو روی سؤال — ای خوش آن خسته که از دوست جوابی دارد

کی کند سوی دل خسته حافظ نظری — چشم مستش که به هر گوشه خرابی دارد

اگر نه باده غم دل ز یاد ما ببرد — نهیب حادثه بنیاد ما ز جا ببرد

اگر نه عقل به مستی فروکشد لنگر — چگونه کشتی از این ورطه بلا ببرد

طبیب عشق منم باده ده که این معجون — فراغت آرد و اندیشه خطا ببرد

دل ضعیفم از آن می‌کشد به طرف چمن — که جان ز مرگ به بیماری صبا ببرد

گذار بر ظلمات است خضر راهی کو — مباد کآتش محرومی آب ما ببرد

فغان که با همه کس غایبانه باخت فلک — که کس نبود که دستی از این دغا ببرد

بسوخت حافظ و کس حال او به یار نگفت — مگر نسیم پیامی خدای را ببرد

اگر روم ز پیش فتنه‌ها برانگیزد — ور از طلب بنشینم به کینه برخیزد

وگر به رهگذری یک دم از وفاداری — چو گرد در پی‌اش افتم چو باد بگریزد

چو گویمش که چه با کسان بیامیزی
چنان کند که سرشکم به خون بیامیزد

وگر کنم طلب نیم بوسه صد افسوس
ز حقه دهنش چون شکر فرو ریزد

من آن فریب که در نرگس تو می‌بینم
بس آبروی که با خاک ره فرو ریزد

فراز و شیب بیابان عشق دام بلاست
کجاست شیردلی کز بلا نپرهیزد

تو عمر خواه و صبوری که چرخ شعبده‌باز
هزار بازی ازین طرفه‌تر برانگیزد

بر آستانه تسلیم سر بنه حافظ
که گر ستیزه کنی روزگار بستیزد

آن کیست کز روی کرم با من وفاداری کند
بر جای بدکاری چو من یک دم نکوکاری کند

اول به بانگ نای و نی آرد به دل پیغام وی
وانگه به یک پیمانه می با من وفاداری کند

دلبر که جان فرسود از او کام دلم نگشود از او
نومید نتوان بود از او باشد که دلداری کند

گفتم گره نگشوده‌ام زان طره تا من بوده‌ام
گفتا منش فرموده‌ام تا با تو طراری کند

پشمینه‌پوش تندخو کز عشق نشنیده‌ست بو
از مستیش رمزی بگو تا ترک هشیاری کند

چون من گدای بی‌نشان مشکل بود یاری چنان
سلطان کجا عیش نهان با رند بازاری کند

زان طره پرپیچ و خم سهل است اگر بینم ستم
از بند و زنجیرش چه غم هر کس که عیاری کند

شد لشکر غم بی‌عدد از بخت می‌خواهم مدد
تا فخر دین عبدالصمد باشد که غمخواری کند

با چشم پرنیرنگ او حافظ مکن آهنگ او
کان طرهٔ شبرنگ او بسیار مکاری کند

ای پستهٔ تو خنده زده بر دهان قند — مشتاقم از برای خدا یک شکر بخند
جایی که یار ما به شکرخنده دم زند — ای پسته کیستی تو خدا را دگر مخند
خواهی که برنخیزدت از دیده رود خون — دل در هوای صحبت رود کسان مبند
گه طرّه می‌نمائی و گه طعنه میزنی — ما نیستیم معتقد مرد خودپسند
طوبی ز قامت تو نیارد که دم زند — زین قصه بگذرم که سخن میشود بلند
ز آشفتگی حال من آگاه کی شود — آن را که دل نگشت گرفتار این کمند
بازار شوق گرم شد آن شمع رخ کجاست — تا جان خود بر آتش رویش کنم سپند

حافظ تو ترک غمزهٔ خوبان نمیکنی
دانی کجاست جای تو خوارزم یا خجند

اگر ز کوی تو بوئی بمن رساند باد — بمژده جان جهان را بباد خواهم داد
اگرچه گرد برانگیختی ز هستی من — غباری از من خاکی بدامنت مرساد
تو غایبی ز من ای نور دیده در پستی — دگر جهان در شادی بروی من مگشاد
خیال روی توام دیده میکند پرخون — هوای زلف توام عمر میدهد بر باد

نه در برابر چشمی نه غایب از نظری — نه یاد میکنی از من نه میبردی از یاد

بجای طعنه اگر تیغ میزند دشمن — ز دوست دست ندارم هرچه بادا باد

ز دستِ عشقِ تو جان را نمیبرد حافظ
که جان ز حسرتِ شیرین نمیبرد فرهاد

بآب روشنِ می عارفی طهارت کرد — علی الصباح که میخانه را زیارت کرد

همین که ساغرِ زرین خور نهان کرد — گردید — هلالِ ابروی ساقی بما اشارت کرد

خوشا نماز و نیاز کسی که از سر درد — بآب دیده و خون جگر طهارت کرد

بهای باده چون لعل چیست جوهر عقل — بیا که سود کسی برد کاین تجارت کرد

بیا بمیکده و وضعِ قربِ جاه مبین — اگرچه چشم [illegible] کرد

نشانِ مهر و محبت ز جانِ عاشق جو — بپرس — اگرچه خانهٔ دل [illegible] غارت کرد

اگر امام جماعت بجو اندیش امروز
خبر دهید که حافظ بمی طهارت کرد

بسرّ جامِ جم آنگه نظر توانی کرد — که خاکِ میکده کحلِ بصر توانی کرد

گدائی در میخانه طرفه اکسیریست — بکنی — گر این عمل بکنی خاک زر توانی کرد

مباش بی می و مطرب بزیر چرخ کبود — بدین — گر این ترانه غم از دل بدر توانی کرد

بعزم مرحله عشق پیش نه قدمی — که سودها کنی ار این سفر توانی کرد

بیا که چاره ذوق حضور و نظم امور — بفیض بخشی اهل نظر توانی کرد

گل مراد تو آنگه نقاب بگشاید — که خدمتش چو نسیم سحر توانی کرد

تو کز سرای طبیعت نمی‌روی بیرون — کجا بکوی طریقت گذر توانی کرد

جمال یار ندارد نقاب و پرده ولی — غبار ره بنشان تا نظر توانی کرد

دلا ز نور هدایت گر آگهی یابی — چو شمع خنده زنان ترک سر توانی کرد

ولی تو تا لب معشوق و جام می خواهی — طمع مدار که کار دگر توانی کرد

گر این نصیحت شاهانه بشنوی حافظ
بشاهراه حقیقت گذر توانی کرد

بیا که ترک فلک خوان روزه غارت کرد — هلال عید بدور قدح اشارت کرد

ثواب روزه و حج قبول آنکس برد — که خاک میکده عشق را زیارت کرد

مقام اصلی ما گوشه خرابات است — خداش خیر دهاد آنکه این عمارت کرد

نماز در خم آن ابروان محرابی — کسی کند که بخون جگر طهارت کرد

امام شهر که سجاده میکشید بدوش — بخون دختر رز جامه را قصارت کرد

فغان که نرگس جماش شیخ شهر امروز — نظر بدردکشان از سر حقارت کرد

حدیث عشق ز حافظ شنو نه از واعظ
اگرچه صنعت بسیار در عبارت کرد

بلبلی خون جگر خورد و گلی حاصل کرد | باد غیرت بصدش خار پریشان دل کرد
طوطی را بهوای شکرین دل خوش بود (خیال) | ناگهش سیل فنا نقش امل باطل کرد
قرة العین من آن میوهٔ دل یادش باد | که چه آسان بشد و کار مرا مشکل کرد
ساربان بار من افتاد خدا را مددی | که امید کرمم همره این محمل کرد
روی خاکی و نم چشم مرا خوار مدار | چرخ فیروزه طربخانه ازین کهگل کرد
آه و فریاد که از چشم حسود مه چرخ | در لحد ماه کمان ابروی من منزل کرد

نزدی شاه رخ و فوت شد امکان حافظ
چکنم بازی ایام مرا غافل کرد

بخت از دهان یار نشانم نمیدهد | دولت خبر ز راز نهانم نمیدهد
از بهر بوسهٔ ز لبش جان همی دهم | اینم همی ستاند و آنم نمیدهد
مردم ز انتظار و درین پرده راه نیست | یا هست پرده دار نشانم نمیدهد
شکر بصبر دست دهد عاقبت ولی | بدعهدی زمانه امانم نمیدهد
زلفش کشید باد صبا چرخ سفله بین | کانجا مجال باد وزانم نمیدهد

چندانکه بر کنار چو پرگار می‌شدم
دوران چو نقطه ره به میانم نمی‌دهد

گفتم روم بخواب که بینم جمال یار
حافظ ز آه و ناله امانم نمی‌دهد

بود آیا که در میکده‌ها بگشایند
گره از کار فروبسته ما بگشایند

اگر از بهر دل زاهد خودبین بستند
دل قوی دار که از بهر خدا بگشایند

در میخانه ببستند خدایا مپسند
که در خانهٔ تزویر و ریا بگشایند

گیسوی چنگ ببرید بمرگ می ناب
تا همه مغبچگان زلف دوتا بگشایند

بصفای دل رندان صبوحی زدگان
بس در بسته بمفتاح دعا بگشایند

نامهٔ تعزیت دختر رز بنویسید
تا حریفان همه خون از مژه‌ها بگشایند

حافظا این خرقهٔ پشمینه ببینی فردا
که چه زنار ز زیرش بدغا بگشایند

بعد ازین دست من و دامن آن سرو بلند
که ببالای چمان از بن و بیخم برکند

حاجت مطرب و می نیست تو برقع بگشا
که برقص آوردم آتش رویت چو سپند

هیچ رویی نشود آینهٔ حجلهٔ بخت
مگر آن روی که مالند بر آن سم سمند

گفتم اسرار غمت هرچه بود گو می‌باش
صبر ازین بیش ندارم چه کنم تا کی و چند

کاش آن آهوی مشکین مرا ای صیاد ... شرم از آن چشم سیه دار و مبندش به کمند
من خاکی که از این در نتوانم برخاست ... از کجا بوسه زنم بر لب آن قصر بلند
جز بر زلف تو ندارد دل عاشق میلی ... آه از این دل که به صد بند نگیرد پند
شب و روزت بدعا عاشق بیدل گوید ... که مبادا رسدی خاطرت از دهر گزند

بازستان دل از آن گیسوی مشکین حافظ
زانکه دیوانه همان به که بماند در بند

بتی دارم که گرد گل ز سنبل سایه‌بان دارد ... بهار عارضش خطی بخون ارغوان دارد
غبار خط بپوشانید خورشید رخش یا رب ... بقای جاودانش ده که حسن جاودان دارد
چو عاشق میشدم گفتم که بردم گوهر مقصود ... ندانستم که این دریا چه موج بیکران دارد
چو در رویت بخندد گل مشو در دامش ای بلبل ... که بر گل اعتمادی نیست گر حسن جهان دارد
خدا را داد من بستان از او ای شحنه مجلس ... که می با دیگران خورده است و با من سر گران دارد
چو دام طره افشاند ز گرد خاطر عاشق ... بغماز صبا گوید که راز من نهان دارد
ز خوف هجرم ایمن کن اگر امید آن داری ... که از چشم بداندیشان خدایت در امان دارد
چه افتاده است در این ره که هر سلطان معنی را ... درین درگاه می‌بینم که سر بر آستان دارد
بفتراک ار همی بندی خدا را زود صیدم کن ... که آفتهاست در تاخیر و طالب را زیان دارد

بیا که رایت منصور پادشاه رسید
نوید فتح و بشارت بمهر و ماه رسید

جمال بخت ز روی ظفر نقاب انداخت
کمال عدل بفریاد دادخواه رسید

سپهر دور خوش اکنون کند که ماه آمد
جهان بکام دل اکنون رسد که شاه رسید

ز قاطعان طریق این زمان شوند ایمن
قوافل دل و دانش که مرد راه رسید

عزیز مصر برغم برادران غیور
ز قعر چاه برآمد باوج ماه رسید

کجاست صوفی دجال فعل ملحد شکل
بگو بسوز که مهدی دین پناه رسید

صبا بگو که چها بر سرم درین غم عشق
ز آتش دل سوزان و دود آه رسید

ز شوق روی تو جانان برین اسیر فراق
همان رسید کز آتش ببرگ کاه رسید

مرو بخواب که حافظ ببارگاه قبول
ز ورد نیم شب و درس صبحگاه رسید

بنفشه دوش بگل گفت و خوش نشانی داد
که تاب من بجهان طرهٔ فلانی داد

دلم خزانهٔ اسرار بود و دست قضا
درش ببست و کلیدش بدلستانی داد

شکسته وار بدرگاهت آمدم که طبیب
بمومیائی لطف توام نشانی داد

برو معالجهٔ خود کن ای نصیحت گوی
شراب و شاهد شیرین کرا زیانی داد

تنش درست و دلش شاد باد و خاطر خوش
که دست داد و دلش داد ناتوانی داد

گذشت بر من مسکین و با رقیبان گفت — دریغ عاشق مسکین من که جانے داد

خزینهٔ دل حافظ زگوهر اسرار
بیمن عشق تو سرمایهٔ جهانے داد

پیرانه سرم عشق جوانی بسر افتاد — وان راز که در دل بنهفتم بدر افتاد

از راه نظر مرغ دلم گشت هواگیر — ای دیده نظر کن که بدام که در افتاد

دردا که ازان آهوی مشکین سیه چشم — چون نافه بسی خون دلم در جگر افتاد

بار غم او عرض بهر کس که نمودم — عاجز شد و این قرعه بنامم زسر افتاد

از رهگذر خاک سر کوی شما بود — هر نافه که در دست نسیم سحر افتاد

مژگان تو تا تیغ جهانگیر برآورد — بس کشتهٔ دل زنده که بر یکدگر افتاد

این باده که پرورد که خمار خرابات — از بوی بهشتیش زخود بیخبر افتاد

بس تجربه کردیم درین دار مکافات — با دردکشان هر که درافتاد برافتاد

گر جان بدهد سنگ سیه لعل نگردد — با طینت اصلی چه کند بدگهر افتاد

حافظ که سر زلف بتان دست کشش بود
بس طرفه حریفیست کش اکنون بسر افتاد

برید باد صبا دوشم آگهی آورد — که روز محنت و غم رو بکوتهی آورد

بمطربان صبوحی دهیم جامهٔ پاک
بدین نوید که باد سحرگهی آورد

نسیم زلف تو شد خضر راهم اندر عشق
زهی رفیق که بختم بهمرهی آورد

بیا بیا که طهور بهشت را رضوان
درین جهان ز برای دل رهی آورد

بخیر خاطر ما کوش کاین کلاه نمد
بسی شکست که بر افسر شهی آورد

چه نالها که رسید از دلم بخرگه ماه
چو یاد عارض آن ماه خرگهی آورد

رساند رایت منصور بر فلک حافظ
چو التجا بجناب شهنشهی آورد

بکوی میکده یارب سحر چه مشغله بود
که جوش شاهد و ساقی و شمع و مشعله بود

حدیث عشق که از حرف و صوت مستغنیست
بناله دف و نی در خروش و ولوله بود

مباحثی که دران حلقهٔ جنون میرفت
ورای مدرسه و قیل و قال مسئله بود

دل از کرشمهٔ ساقی بشکر بود ولی
ز نامساعدی بختش اندکی گله بود

قیاس کردم ازان چشم جادوانه مست
هزار ساحر چون سامریش در گله بود

بگفتمش بلبم بوسهٔ حوالت کن
بخنده گفت کیت با من این معامله بود

ز اخترم نظر سعد در رهست که دوش
میان ماه و رخ یار من مقابله بود

دهان یار که درمان درد حافظ داشت
فغان که وقت مروت چه تنگ حوصله بود

بر در ارباب بی مروت دنیا ... چند نشینی که خواجه کی بدر آید

بگذر ازین روزگار تلختر از زهر ... بار دگر روزگار چون شکر آید

صالح و طالح متاع خویش نمودند ... تا که قبول افتد و چه در نظر آید

بلبل عاشق تو عمر خواه که آخر ... باغ شود سبز و سرخ گل ببر آید

صبر و ظفر هر دو دوستان قدیمند ... بر اثر صبر نوبت ظفر آید

غفلت حافظ درین سراچه عجب نیست ... هر که بمیخانه رفت بیخبر آید

پیش ازینت بیش ازین غمخواری عشاق بود ... مهرورزی تو با ما شهرهٔ آفاق بود

یاد باد آن صحبت شبها که باز اهل نوام ... بحث سر عشق و ذکر حلقهٔ عشاق بود

حسن مهرویان مجلس گرچه دل می‌برد و دین ... عشق ما با لطف طبع و خوبی اخلاق بود

از دم صبح ازل تا آخر شام ابد ... دوستی و مهر بر یک عهد و یک میثاق بود

سایهٔ معشوق اگر افتاد بر عاشق چه شد ... ما باو محتاج بودیم او بما مشتاق بود

پیش ازین کین سقف سبز و طاق مینا برکشند ... منظر چشم مرا ابروی جانان طاق بود

رشتهٔ تسبیح اگر بگسست معذورم بدار ... دستم اندر ساعد ساقی سیمین ساق بود

بر در شاهم گدائی نکته در کار کرد ... گفت بر هر خوان که بنشستم خدا رزاق بود

شعر حافظ در زمان آدم اندر باغ خلد
دولت نسرین و گل را زینت اوراق بود

تا ز میخانه و می نام و نشان خواهد بود
سر ما خاک ره پیر مغان خواهد بود

حلقهٔ پیر مغانم ز ازل در گوش است
ما همانیم که بودیم و همان خواهد بود

بر سر تربت ما چون گذری همت خواه
که زیارتگه رندان جهان خواهد بود

پارسایی که نشان کف پای تو بود
سالها سجده صاحب نظران خواهد بود

برو ای زاهد خودبین که ز چشم من و تو
راز این پرده نهان است و نهان خواهد بود

ترک عاشق کش من مست برون رفت امروز
تا دگر خون دل از دیده روان خواهد بود

عیب مستان مکن ای خواجه کزین کهنه رباط
کس ندانست که دولت به چه سان خواهد بود

چشمم آن دم که ز شوق تو نهد سر به لحد
تا دم صبح قیامت نگران خواهد بود

بخت حافظ گر ازین گونه مدد خواهد کرد
زلف معشوقه به دست دگران خواهد بود

ترسم که اشک در غم ما پرده در شود
وین راز سر به مهر به عالم سمر شود

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر
آری شود ولیک به خون جگر شود

خواهم شدن به میکده گریان و دادخواه
کز دست غم خلاص من آنجا مگر شود

این سرکشی که در سر سرو بلند تست
کے با تو دست کوته ما در کمر شود

این قصر سلطنت که تواش ماه منظرے
سرها بر آستانهٔ او خاک در شود

از هر کرانه تیر دعا کرده ام روان
باشد کزین میانه یکے کارگر شود

از کیمیای مهر تو زر گشت روے من
آرے بیمن همت تو خاک زر شود

ای جان حدیث ما بر دلدار عرضه کن
لیکن چنان مگو که صبا را خبر شود

روزے اگر غمی رسدت تنگدل مباش
رو شکر کن مباد که از بد بتر شود

ای دل صبور باش و مخور غم که عاقبت
این شام صبح گردد و این شب سحر شود

در تنگنای حیرتم از نخوت رقیب
یا رب مباد آنکه گدا معتبر شود

بس نکته غیر حسن بباید که تا کسے
مقبول طبع مردم صاحب نظر شود

مهر تو در درونم و عشق تو در سرم
با شیر در درون شد و با جان بدر شود

حافظ سر از لحد بدرآرد بپای بوس
گر خاک او بپاے شما پی سپر شود

تنت بناز طبیبان نیازمند مباد
وجود نازکت آزرده گزند مباد

سلامت همه آفاق در سلامت تست
بهیچ عارضه شخص تو دردمند مباد

درین چمن چو درآید خزان بیغماے
رهش بسرو سهی قامت بلند مباد

درآن بساط که حسن تو جلوه آغازد ... مجالِ طعنهٔ بدبین بدپسند مباد
جمالِ صورت و معنی بیمنِ همت تست ... که ظاهرت دژم و باطنت نژند مباد
هرآنکه روی چو ماهت بچشم بد بیند ... برآتشِ تو بجز چشمِ او سپند مباد

شفا ز گفتهٔ شکرفشان حافظ جوی
که حاجتت بعلاج گلاب و قند مباد

ترکِ یاسمن چون جعدِ مشکین گردِ گل تابند ... لاله را دل خون شود بازارِ سنبل بشکنند
ور بزابان سرگرانی کند میلِ چمن ... سرو را از پا دراندازد دل گل بشکنند
تا خیالِ ابروی جانان ز چشمم دور شد ... اندرین ره میلها باشد که صیقل بشکنند
چون نسیمِ صبحگاهی پردهٔ گل بردرد ... خارِ غم اندر دلِ مجمر روحِ بلبل بشکنند

حافظا این سرِ وحدت را ز دستِ خود مده
تا خیالِ زهد و تقوی را توکل بشکنند

جان بی جمالِ جانان میلِ جهان ندارد ... هرکس که این ندارد حقا که آن ندارد
با هیچکس نشانی زان دلستان ندیدم ... یا من خبر ندارم یا او نشان ندارد
هر شبنمی درین ره صد بحرِ آتشین ست ... دردا که این معما شرح و بیان ندارد
سرمنزلِ قناعت نتوان ز دست دادن ... ای ساربان فروکش کاین ره کران ندارد

چنگ خمیده قامت میخواندت بعشرت   بشنو که پند پیران هیچت زیان ندارد
گر خود رقیب شمع است اسرار ازو بپوشان   کان شوخ سر بریده بند زبان ندارد
ذوقی چنان ندارد بی دوست زندگانی   بی دوست زندگانی ذوقی چنان ندارد
احوال گنج قارون کایام داد بر باد   در گوش گل فروخوان تا زر نهان ندارد
آن را که خواندی استاد گر بنگری بتحقیق   صنعتگریست اما طبع روان ندارد
ای دل طریق رندی از محتسب بیاموز   مست است و در حق او این کس گمان ندارد

کس در جهان ندارد یک بنده همچو حافظ
زیرا که چون تو شاهی کس در جهان ندارد

جهان زابروی عید از هلال وسمه کشید   هلال عید بابروی یار باید دید
شکسته گشت چو پشت هلال قامت من   کمان ابروی یارم که بار وسمه کشید
مپوش روی و مشو در خطا از فتح حسن   که خواند خط تو بر روی وان یکاد دمید
مگر نسیم تنت صبح در چمن بگذشت   که گل ببوی تو بر تن چو صبح جامه درید
بیا که با تو بگویم غم ملالت دل   چرا که بی تو ندارم مجال گفت و شنید
نبود چنگ و رباب و گل و نبید که بود   گل وجود من آغشته شراب و نبید
بهای وصل تو گر جان بود خریدارم   که جنس خوب مبصر بهر چه دید خرید

مرا تا بسر زلف کمند تو بود در ره تو — چو باد می‌شد و در خاک راه تو می‌غلطید

چو ماه روی تو در زیر زلف می‌دیدم — شبم بروی تو روشن چو روز می‌گردید

بلب رسید مرا جان و برنیامد کام — بسر رسید امید و طلب بسر نرسید

ز انقلاب زمانه عجب مدار که چرخ — به پیچ و تاب بر عالم از این حکایت شنید

دلم ز زلف تو شوریده بود پیدا گشت — که پیش روی تو از زلف خود چو برقع ها نشانید

ز شوق لعل تو حافظ نوشت شعری چند — بخوان ز نظمش و در گوش کن چو مروارید

جمالت آفتاب هر نظر باد — ز خوبی روی خوبت خوبتر باد

همای اوج شاهین شهپرت را — دل شاهان عالم زیر پا باد

دلی کو بستهٔ زلفت نباشد — همیشه غرقه در خون جگر باد

بتا چون غمزه‌ات ناوک گشاید — دل مجروح من پیشش سپر باد

چو لعل شکرینت بوسه بخشد — مذاق جان من زو پرشکر باد

مرا از تست هر دم تازه عشقی — ترا هر ساعتی حسنی دگر باد

بجان مشتاق روی تست حافظ — ترا بر حال مشتاقان نظر باد

چو رویت مه و مهر تابان نباشد — چو قدت سرو در بستان نباشد
چو لعل و لولوت در دلفروزی — دُر دریا و لعل کان نباشد
میان خضر آب سبزت لعل نوشین — عجب گر چشمهٔ حیوان نباشد
چو فندق پستهٔ آتش فشان جام — چرا بادام من گریان نباشد
سواد گوشهٔ زلفت او کر دل را — بهشت تو از آن ایمان نباشد
بتو نسبت نباشد هیچ تن را — نه تن بالله که شاهان نباشد

اگرچه هست شیرین شعر حافظا
چو لعل شکر دهان نباشد

چو آفتاب می از مشرق پیاله برآید — ز باغ عارض ساقی هزار لاله برآید
نسیم در سر گل بشکند کلالهٔ سنبل — چو در میان چمن بوی آن کلاله برآید
حکایت شب هجران نه آن حکایت حال است — که شمه‌ای ز بیانش بصد رساله برآید
ز گرد خوان نگون فلک طمع — که بی ملالت صد غصه یک نواله برآید
گرت چو نوح نبی صبر هست در غم طوفان — بلا بگردد و کام هزار ساله برآید
بسعی خود نتوان برد پی بگوهر مقصود — خیال باشد کاین کار بی حواله برآید
نسیم زلف تو گر بگذرد بتربت حافظ — ز خاک کالبدش صد هزار ناله برآید

چو باد عزم سر کوی یار خواهم کرد — نفس ببوی خوشش مشکبار خواهم کرد

هر آبروی که اندوختم ز دانش و دین — نثار خاک ره آن نگار خواهم کرد

بهرزه بی می و معشوق عمر میگذرد — بطالتم بس از امروز کار خواهم کرد

صبا کجاست که این جان خون گرفته چو گل — فدای نکهت گیسوی یار خواهم کرد

چو شمع صبحدمم شد ز مهر او روشن — که عمر در سر این کار و بار خواهم کرد

بیاد چشم تو خود را خراب خواهم ساخت — بنای عهد قدیم استوار خواهم کرد

نفاق و زرق نبخشد صفای دل حافظ — طریق رندی و عشق اختیار خواهم کرد

چه مستی است ندانم که رو بما آورد — که بود ساقی و این باده از کجا آورد

دلا چو غنچه شکایت از بخت بسته مکن — که باد صبح نسیم گره گشا آورد

رسیدن گل و نسرین بخیر و خوبی باد — بنفشه شاد و خوش آمد سمن صفا آورد

علاج ضعف دل ما کرشمه ساقیست — برآر سر که طبیب آمد و دوا آورد

صبا بخوش خبری هدهد سلیمان است — که مژده طرب از گلشن سبا آورد

چه راه میزند از مطرب مقام شناس — که در میان غزل قول آشنا آورد

تو نیز باده بچنگ آر و راه صحرا گیر — که مرغ نغمه سرا ساز خوش نوا آورد

مرید پیر مغانم ز من مرنج ای شیخ / چرا که وعده تو کردی و او به جای آورد

به تنگ چشمی آن ترک لشکری نازم / که حمله بر من مسکین یک قبا آورد

فلک غلامی حافظ کنون به طوع کند / که التجا به در دولت شما آورد

چو دست بر سر زلفش زنم به تاب رود / ور آشتی طلبم بر سر عتاب رود

چو ماه نو ره نظارگان بیچاره / زند به گوشه ابرو و در نقاب رود

طریق عشق پرآشوب و فتنه است ای دل / بیفتد آنکه درین راه با شتاب رود

گدائی در جانان به سلطنت مفروش / کسی ز سایه این در به آفتاب رود

حباب را چو فتد باد نخوت اندر سر / کلاه داریش اندر سر شراب رود

شب شراب خرابم کند به بیداری / وگر به روز شکایت کنم به خواب رود

مرا تو عهد شکن خوانده‌ای و میترسم / که با تو روز قیامت همین خطاب رود

دلا چو پیر شدی حسن و نازکی مفروش / که این معامله با عالم شباب رود

سواد نامه موی سیاه چون طی شد / بیاض کم نشود گر صد انتخاب رود

تو خود حجاب خودی حافظا ازمیان برخیز / خوشا کسیکه درین راه بی حجاب رود

حسب حالی ننوشتیم و شد ایامی چند
قاصدی کو که فرستم بتو پیغامی چند

ما بدان مقصد عالی نتوانیم رسید
هم مگر پیش نهد لطف شما گامی چند

چون می از خم بسبو رفت و گل افگند نقاب
فرصت عیش نگهدار و بزن جامی چند

قند آمیخته با گل نه علاج دل ماست
بوسهٔ چند بیامیز بدشنامی چند

ای گدایان خرابات خدا یار شماست
چشم انعام مدارید ز انعامی چند

زاهد از کوچهٔ رندان بسلامت بگذر
تا خرابت نکند صحبت بدنامی چند

عیب می جمله بگفتی هنرش نیز بگو
نفی حکمت مکن از بهر دل عامی چند

پیر میخانه چه خوش گفت بدردی کش خویش
که مگو حال دل سوخته با خامی چند

حافظ از تاب رخ مهر فروغ تو بسوخت
کامگارا التفاتی کن سوی ناکامی چند

حسن تو همیشه در فزون باد
رویت همه سال لاله گون باد

اندر سر من هوای عشقت
هر روز که هست در فزون باد

قد همه دلبران عالم
در خدمت قامتت نگون باد

هر سرو که در چمن بر آید
پیش الف قدت چو نون باد

چشمی که نه فتنهٔ تو باشد
از گوهر اشک غرق خون باد

هرجا که دلیست در غم تو / بی صبر و قرار و بی سکون باد

چشم تو ز بهر دلربائی / در کردن سحر ذوفنون باد

هرکس که به حسن تو نسازد / از حلقهٔ وصل تو برون باد

لعل تو که هست جان حافظ / دور از لب هر خسیس دون باد

خسروا گوی فلک در خم چوگان تو باد / ساحت کون و مکان عرصهٔ میدان تو باد

همه آفاق گرفت و همه اطراف گشاد / صیت خلق تو که پیوسته نگهبان تو باد

زلف خاتون ظفر شیفتهٔ پرچم تست / دیدهٔ فتح ابد عاشق جولان تو باد

ای که انشای عطارد صفت شوکت تست / عقل کل چاکر طغراکش دیوان تو باد

طیرهٔ جلوهٔ طوبی قد دلجوی تو شد / غیرت خلد برین ساحت ایوان تو باد

نه به تنها حیوانات و نباتات و جماد / هرچه در عالم امرست به فرمان تو باد

حافظ خسته به اخلاص ثناخوان تو شد / لطف عام تو شفابخش ثناخوان تو باد

خوش است خلوت اگر یار یار من باشد / نه من بسوزم و او شمع انجمن باشد

من آن نگین سلیمان به هیچ نستانم / که گاه گاه در او دست اهرمن باشد

روا مدار خدایا که در حریم وصال
رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد

همای گو مفکن سایهٔ شرف هرگز
در آن دیار که طوطی کم از زغن باشد

بیانِ شوق چه حاجت که حالِ آتش دل
توان شناخت ز سوزی که در سخن باشد

هوای کوی تو از سر نمیرود ما را
غریب را دل آواره در وطن باشد

بسانِ سوسن اگر ده زبان شود حافظ
چو غنچه پیش تواش مهر بر دهن باشد

خوش آمد گل وز آن خوشتر نباشد
که در دستت بجز ساغر نباشد

زمانِ خوشدلی دریاب دریاب
که دائم در صدف گوهر نباشد

غنیمت دان و می خور در گلستان
که گل تا هفتهٔ دیگر نباشد

عجب راهیست راه عشق کانجا
کسی سر برکند کش سر نباشد

بشوی اوراق اگر همدرس مائی
که علمِ عشق در دفتر نباشد

ز من بنیوش و دل در شاهدی بند
که حسنش بستهٔ زیور نباشد

بیا ای شیخ در خمخانهٔ ما
شرابی خور که در کوثر نباشد

الا ای پر لعل کرده جامِ زرین
ببخشا بر کسی کش زر نباشد

شرابی بی خمارم بخش یارب
که با وی هیچ دردِ سر نباشد

بنام ایزد بت سیمین تنم هست | که در بتخانهٔ آزر نباشد
من از جان بندهٔ سلطان اویسم | اگرچه یادش از چاکر نباشد
بتاج عالم آرایش که خورشید | چنین زیبندهٔ افسر نباشد

کسی گیرد خطا در نظم حافظ
که هیچش لطف در گوهر نباشد

خستگان را چو طلب باشد و قوت نبود | گر تو بیداد کنی شرط مروت نبود
ما جفا از تو ندیدیم و تو خود نپسندی | آنچه در مذهب ارباب فتوت نبود
تا که افسون کند جادوی چشم تو دلم | نور در جستن شمع محبت نبرد
چون چنین نیک ز سر رشتهٔ خود بیخبرم | آن مبادا که بدکاری ز رحمت نبود
هر که آئینهٔ صافی نشد از زنگ هوا | دیده اش قابل رخسارهٔ حکمت نبود
خیره آن دیده که آبش نبرد گریهٔ عشق | تیره آن دل که درو نور مروت نبود
چون طهارت نبود کعبه و بتخانه یکیست | نبود خیر در آنخانه که عصمت نبود
دولت از مرغ همایون طلب و سایهٔ او | زانکه با زاغ و زغن شهپر دولت نبود
گر مدد خواستم از پیر مغان عیب مکن | شیخ ما گفت که در صومعه همت نبود
حافظا علم و ادب ورز که در مجلس شاه | هر کرا نیست ادب لایق صحبت نبود

دلبر برفت و دلشدگان را خبر نکرد
یاد حریف شهر و رفیق سفر نکرد

یا بخت من طریق محبت فرو گذاشت
یا او بشاهراه حقیقت گذر نکرد

من ایستاده تا کنمش جان فدا چو شمع
او خود گذر بمن چو نسیم سحر نکرد

گفتم مگر بگریه دلش مهربان کنم
در سنگ خاره قطرهٔ باران اثر نکرد

هر کس که دید روی ترا بوسید چشم من
کاری که کرد دیدهٔ من بی نظر نکرد

در حیرتم که بهر چه شد همدم رقیب
خرمهره هیچکس بپرستی گهر نکرد

کلک زبان بریدهٔ حافظ در انجمن
با کس نگفت راز تو تا ترک سر نکرد

دل از من برد و روی از من نهان کرد
خدا را با که این بازی توان کرد

شب تنهاییم در قصد جان بود
خیالش لطفهای بیکران کرد

چرا چون لاله خونین دل نباشم
که با من نرگس او سرگران کرد

صبا گر چاره داری وقت وقت است
که درد اشتیاقم قصد جان کرد

بدانسان سوخت چون شمعم که بر من
صراحی گریه و بربط فغان کرد

میان مهربانان کی توان گفت
که یار من چنین گفت و چنان کرد

عدو با جان حافظ آن نکردی
که تیر چشم آن ابرو کمان کرد

دلا بسوز که سوز تو کارها بکند
دعای نیم شبی دفع صد بلا بکند

عتاب یار پری‌چهره عاشقانه بکش
که یک کرشمه تلافی صد جفا بکند

ز ملک تا ملکوتش حجاب برگیرند
هر آنکه خدمت جام جهان‌نما بکند

طبیب عشق مسیحادم است و مشفق لیک
چو درد در تو نبیند کرا دوا بکند

تو با خدای خود انداز کار و دل خوش دار
که رحم اگر نکند مدعی خدا بکند

ز بخت خفته ملولم بود که بیداری
بوقت فاتحهٔ صبح یک دعا بکند

بسوخت حافظ و بوئی ز زلف یار نبرد
مگر دلالت این دولتش صبا بکند

دیدی ای دل که غم یار دگربار چه کرد
چون بشد دلبر و با یار وفادار چه کرد

آه از آن نرگس جادو که چه بازی انگیخت
وای از آن مست که با مردم هشیار چه کرد

اشک من رنگ شفق یافت ز بی‌مهری یار
طالع بی‌شفقت بین که درین کار چه کرد

ساقیا جام میم ده که نگارندهٔ غیب
نیست معلوم که در پردهٔ اسرار چه کرد

آنکه نقش زد این دائرهٔ مینائی
کس ندانست که در گردش پرگار چه کرد

برق از پردهٔ لیلی بدرخشید سحر
وه که با خرمن مجنون دل افگار چه کرد

برق عشق آتش غم در دل حافظ زد و سوخت
یار دیرینه ببینید که با یار چه کرد

دست در حلقهٔ آن زلف دوتا نتوان کرد — تکیه بر عهد تو و باد صبا نتوان کرد

آنچه سعی ست من اندر طلبت بنمودم — این قدر هست که تغییر قضا نتوان کرد

دامن دوست بصد خون دل افتاد بدست — بفسوسی که کند خصم رها نتوان کرد

عارضش را بمثل ماه فلک نتوان خواند — نسبت دوست بهر بی سر و پا نتوان کرد

سرو بالای من آن دم که درآید بسماع — چه محل جامهٔ جان را که قبا نتوان کرد

مشکل عشق که در حوصلهٔ دانش ماست — حل این نکته بدین فکر خطا نتوان کرد

غیرتم کشت که محبوب جهانی لیکن — روز و شب عربده با خلق خدا نتوان کرد

من چه گویم که ترا نازکی طبع لطیف — تا بحدیست که آهسته دعا نتوان کرد

نظر پاک توان در رخ جانان دیدن — که در آئینه نظر جز بصفا نتوان کرد

بجز ابروی تو محراب دل حافظ نیست
طاعت غیر تو در مذهب ما نتوان کرد

دانی که چنگ و عود چه تقریر میکنند — پنهان خورید باده که تکفیر میکنند

ناموس عشق و رونق عشاق می برند — عیب جوان و سرزنش پیر میکنند

جز قلب تیره هیچ نشد حاصل و هنوز — باطل درین خیال که اکسیر میکنند

گویند رمز عشق مگوئید و مشنوید — مشکل حکایتیست که تقریر میکنند

تشویش وقت پیرمغان میدهند باز — این سالکان نگر که چه با پیر میکنند

صد ملک دل به نیم نظر میتوان خرید — خوبان درین معامله تقصیر میکنند

ما از برون در شده مغرور صد فریب — تا خود درون پرده چه تقریر میکنند

قومی بجد و جهد گرفتند وصل دوست — قومی دگر حواله بتقدیر میکنند

فی الجمله اعتماد مکن بر ثبات دهر — کاین کارخانه ایست که تغییر میکنند

می خور که شیخ و حافظ و مفتی و محتسب — چون نیک بنگری همه تزویر میکنند

در نظربازی ما بیخبران حیرانند — من چنینم که نمودم دگر ایشان دانند

عاقلان نقطهٔ پرگار وجودند ولی — عشق داند که درین دائره سرگردانند

وصف رخسارهٔ خورشید ز خفاش مپرس — که درین آئنه صاحب نظران حیرانند

گر شوند آگه از اندیشهٔ ما مغبچگان — بعد ازین خرقهٔ صوفی بگرو نستانند

لاف عشق و گله از یار زهی لاف خلاف — عشقبازان چنین مستحق هجرانند

جلوه گاه رخ او دیدهٔ من تنها نیست — ماه و خورشید همین آئنه میگردانند

مگرم چشم سیاه تو بیاموزد کار — ورنه مستوری و مستی همه کس نتوانند

مفلسانیم و هوای می و مطرب داریم — آه اگر خرقهٔ پشمین بگرو نستانند

گر به نزهتگه ارواح برد بوی تو باد | عقل و جان گوهر هستی به نثار افشانند

زاهد ار رندی حافظ نکند فهم چه باک
دیو بگریزد از آن قوم که قرآن خوانند

دوش وقت سحر از غصه نجاتم دادند | واندر آن ظلمت شب آب حیاتم دادند
بیخود از شعشعهٔ پرتو ذاتم کردند | باده از جام تجلی صفاتم دادند
چه مبارک سحری بود و چه فرخنده شبی | آن شب قدر که این تازه براتم دادند
بعد ازین روی من و آینهٔ وصف جمال | که در آنجا خبر از جلوهٔ ذاتم دادند
من اگر کامروا گشتم و خوشدل چه عجب | مستحق بودم و اینها به زکاتم دادند
هاتف آن روز به من مژدهٔ این دولت داد | که بدان جور و جفا صبر و ثباتم دادند
این همه شهد و شکر کز سخنم می‌ریزد | اجر صبریست کزان شاخ نباتم دادند
کیمیاییست عجب بندگی پیر مغان | خاک او گشتم و چندین درجاتم دادند
عجبا چه ابر آن روز رسانید مرا | خط آزادگی از حسن ثباتم دادند
عاشق آن دم که به بام فلک [illegible] | گفت کز بند غم و غصه نجاتم دادند
شکر شکر به شکرانه بیفشان ای دل | که نگار خوش شیرین حرکاتم دادند

همت حافظ و انفاس سحرخیزان بود
که ز بند غم ایام نجاتم دادند

دوش دیدم که ملائک در میخانه زدند
گل آدم بسرشتند و به پیمانه زدند

ساکنان حرم ستر و عفاف ملکوت
با من راه نشین باده مستانه زدند

شکر ایزد که میان من و او صلح فتاد
حوریان رقص کنان ساغر شکرانه زدند

جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه
چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند

آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعه فال بنام من دیوانه زدند

نقطه عشق دل گوشه نشینان خون کرد
همچو آن خال که بر عارض جانانه زدند

ما بصد خرمن پندار ز ره چون نرویم
چون ره آدم خاکی بیکی دانه زدند

آتش آن نیست که از شعله او خندد شمع
آتش آنست که در خرمن پروانه زدند

کس چه حافظ نکشید از رخ اندیشه نقاب
تا سر زلف عروسان سخن شانه زدند

دل من بدور رویت ز چمن فراغ دارد
که چو سرو پای بندست و چو لاله داغ دارد

سر ما فرو نیاید بکمان ابروی کس
که درون گوشه گیران ز جهان فراغ دارد

شب تیره چون سر آرم ره پیچ پیچ زلفت
مگر آنکه شمع رویت برهم چراغ دارد

دیریست که دلدار پیامی نفرستاد
ننوشت کلامی و سلامی نفرستاد

صد نامه فرستادم و آن شاه سواران
پیکی ندوانید و پیامی نفرستاد

سوی من وحشی صفت عقل رمیده
آهو روشی کبک خرامی نفرستاد

دانست که خواهد شدنم مرغ دل از دست
زان طرۀ چون سلسله دامی نفرستاد

فریاد که آن ساقی شکر لب سرمست
دانست که مخمورم و جامی نفرستاد

چندان که زدم لاف کرامات مقامات
هیچم خبر از هیچ مقامی نفرستاد

حافظ بادب باش که درخواست نباشد
گر شاه پیامی بغلامی نفرستاد

دی پیر میفروش که ذکرش بخیر باد
گفتا شراب نوش و غم دل ببر زیاد

گفتم بباد میدهدم باده نام و ننگ
گفتا قبول کن سخن و هرچه باد باد

سود و زیان و مایه چو خواهد شدن ز دست
از بهر این معامله غمگین مباش و شاد

بیخار گل نباشد و بی نیش نوش هم
تدبیر چیست وضع جهان اینچنین فتاد

پر کن ز باده جام و دمادم بگوش هوش
بشنو از او حکایت جمشید و کیقباد

در آرزوی آنکه رسد دل براحتی
جان در درون سینه غم عشق او نهاد

بادت بدست باشد اگر دل نهی بهیچ
در معرضی که تخت سلیمان رود بباد

حافظا گرت ز پند حکیمان ملالت است
کوته کنیم قصه که عمرت دراز باد

دوش در حلقهٔ ما قصهٔ گیسوی تو بود
تا دل شب سخن از سلسلهٔ موی تو بود

دل که از ناوک مژگان تو در خون میگشت
باز مشتاق کمانخانهٔ ابروی تو بود

هم عفا الله صبا کز تو پیامی آورد
ورنه در کس نرسیدیم که در کوی تو بود

عالم از شور و شر عشق خبر هیچ نداشت
فتنه انگیز جهان غمزهٔ جادوی تو بود

من سرگشته هم از اهل سلامت بودم
دام راهم شکن طرهٔ هندوی تو بود

بگشا بند قبا تا بگشاید دل من
که گشادی که مرا بود ز پهلوی تو بود

بوفای تو که بر تربت حافظ بگذر
کز جهان میشد و در آرزوی روی تو بود

در ازل پرتو حسنت ز تجلی دم زد
عشق پیدا شد و آتش بهمه عالم زد

جلوهٔ کرد رخت دید ملک عشق نداشت
عین آتش شد ازین غیرت و بر آدم زد

مدعی خواست که آید بتماشاگه راز
دست غیب آمد و بر سینهٔ نامحرم زد

عقل میخواست کزان شعله چراغ افروزد
برق غیرت بدرخشید و جهان برهم زد

جان علوی هوس چاه زنخدان تو داشت
دست در حلقهٔ آن زلف خم اندر خم زد

دیگران قرعهٔ قسمت همه بر عیش زدند
دل غمدیدهٔ ما بود که هم بر غم زد

نظری کرد که بیند بجهان صورت خویش
خیمه در آب و گل مزرعهٔ آدم زد

حافظ آن روز طربنامهٔ عشق تو نوشت
که قلم بر سر اسباب دل خرم زد

دوش می آمد و رخساره برافروخته بود
تا کجا باز دل غمزدهٔ سوخته بود

رسم عاشق کشی و شیوهٔ شهرآشوبی
جامهٔ بود که بر قامت او دوخته بود

کفر زلفش ره دین میزد و آن سنگین دل
در رهش مشعله از چهره برافروخته بود

دل بسی خون بکف آورد ولی دیده بریخت
الله الله که تلف کرد و که اندوخته بود

یار مفروش بدنیا که بسی سود نکرد
آنکه یوسف بزر ناسره بفروخته بود

جان عشاق سپند رخ خود میدانست
و آتش چهره بدین کار برافروخته بود

گرچه میگفت که زارت بکشم میدیدم
که نهانش نظری با من دلسوخته بود

گفت و خوش گفت برو خرقه بسوزان حافظا
یا رب این قلب شناسی ز که آموخته بود

دوش آگهی ز یار سفر کرده داد باد
من نیز دل بباد دهم هر چه باد باد

در چین طرهٔ تو دل بی حفاظ من
هرگز نگفت مسکن مالوف یاد باد

دل خوش شدم بیاد تو هر گه که همچو من
بند قبای غنچه گل می گشاد باد

طرف کلاه شاهیت آمد بخاطرم
آنجا که تاج بر سر نرگس نهاد باد

کارم بدان رسید که همراز خود کنم
هر شام برق لامع و هر بامداد باد

از دست رفته بود وجود ضعیف من
صبحم ببوی وصل تو جان باز داد باد

امروز قدر پند عزیزان شناختم
یارب روان ناصح ما از تو شاد باد

تا گنج عیش باشد بیاید بدست او
عهد شباب و صحبت یاران بیاد باد

حافظ نهاد نیک تو کامت بر آورد
جانها فدای مردم نیکو نهاد باد

در آن هوا که جز برق اندر طلب نباشد
گر خرمنی بسوزد چندان عجب نباشد

مرغی که با غم دل شد الفتش حاصل
بر شاخسار عمرش برگ طرب نباشد

در کارخانهٔ عشق از کفر ناگزیر است
آتش کرا بسوزد گر بولهب نباشد

در کیش جان فروشان فضل و هنر نزیبد
اینجا نسب نگنجد آنجا حسب نباشد

در محفلی که خورشید اندر شمار ذره است
خود را بزرگ دیدن شرط ادب نباشد

می خور که عمر سرمد گر در جهان توان یافت
جز بادهٔ بهشتی هیچش سبب نباشد

حافظ وصال جانان با چون تو تنگدستی
روزی شود که با او پیوند شب نباشد

دلم جز مهر مه‌رویان طریقی بر نمیگیرد | ز هر در میدهم پندش ولیکن در نمی گیرد
خدا را ای نصیحتگو حدیث از مطرب و می گو | که نقشی در خیال ما ازین خوشتر نمی گیرد
صراحی میکشم پنهان و مردم دفتر انگارند | عجب گر آتش این زرق در دفتر نمی گیرد
نصیحت کم کن و ما را بدر باده دولت بخش | که غیر از راستی نقشی درین جوهر نمی گیرد
میان گریه میخندم که چون شمع اندرین مجلس | زبان آتشینم هست لیکن در نمی گیرد
سر و چشمی بدین خوبی تو گوئی چشم ازو برگیر | برو کاین وعظ بیمعنی مرا در سر نمی گیرد
نصیحت گوی رندان را که با حکم خدا جنگست | دلش بس تنگ می بینم مگر ساغر نمی گیرد
چه خوش صید دلم کردی بنازم چشم مستت را | که کس آهوی وحشی را ازین خوشتر نمی گیرد
سخن در احتیاج ما و استغنای معشوقست | چه سود افسونگری ای دل که در دلبر نمی گیرد
خدا را رحمی ای منعم که درویش سر کویت | دری دیگر نمیداند رهی دیگر نمی گیرد
من از پیر مغان دیدم کراماتهای مردانه | که این دلق ریائی را بجائی بر نمی گیرد

بدین شعر تر شیرین ز شاهنشه عجب دارم
که سر تا پای حافظ را چرا در زر نمی گیرد

دیدم بخواب خوش که بدستم پیاله بود | تعبیر رفت و کار بدولت حواله بود
چل سال رنج و غصه کشیدیم و عاقبت | تدبیر ما بدست شراب دوساله بود

آن نافه مراد که میخواستم ز بخت
در چین زلف آن بت مشکین کلاله بود

از دست برده بود وجودم خمار عشق
دولت مساعد آمد و می در پیاله بود

نالان و دادخواه بمیخانه میروم
کانجا گشاد کار من از آه و ناله بود

خون میخورم ولیک نه جای شکایتست
روزی ما ز خوان کرم این نواله بود

بر طرف گلشنم گذر افتاد وقت صبح
آن دم که کار مرغ سحر آه و ناله بود

هرکو نکاشت مهر و ز خوبی گلی نچید
در رهگذار باد نگهبان لاله بود

آتش ز شوق گشته دل [illegible]
زان [illegible] که [illegible] ناله بود

آن شاهدی که [illegible]
[illegible] غزاله بود

دیدیم شعر دلکش حافظ بمدح شاه
هر بیت ازین قصیده به از صد رساله بود

دمی با غم بسر بردن جهان یکسر نمی ارزد
بمی بفروش دلق ما کزین بهتر نمی ارزد

بکوی میفروشانش بجامی بر نمیگیرند
زهی سجاده تقوی که یک ساغر نمی ارزد

شکوه تاج سلطانی که بیم جان درو درجست
کلاهی دلکش است اما بترک سر نمی ارزد

رقیبم سرزنشها کرد کز این باب رخ برتاب
چه افتاد این سر ما را که خاک در نمی ارزد

تو آن به که روی خود ز مشتاقان بپوشانی
که سودای جهانداری غم لشکر نمی ارزد

بشوی این نقش دلتنگی که در بازار یکرنگی ‌‌ ‌ نعمتهای گوناگون مئ احمر نمی ارزد

دیار و یار مردم را مقید میکند لیکن ‌ ‌ ‌ بهای یار من کاین محنت هجران کیمیا ارزد

برآسمان می شد دل غم [illegible] ‌ ‌ ‌ تا دل گفتم که پروردش بسر گوهر نمی ارزد

برو کنج قناعت جو بکنج عافیت بنشین ‌ ‌ ‌ که یکدم تنگدل بودن بحر و بر نمی ارزد

چو حافظ در قناعت کوش و از دنیای دون بگذر

که یک جو منت دونان دو صد من زر نمی ارزد

دوستان دختر رز توبه ز مستوری کرد ‌ ‌ ‌ شد بر محتسب و کار بدستوری کرد

آمد از پرده بمجلس عرقش پاک کنید ‌ ‌ ‌ تا نگویند حریفان که چرا دوری کرد

مژدگانی بده ای دل که دگر مطرب عشق ‌ ‌ ‌ راه مستانه زد و چاره مخموری کرد

جای آنست که در عقد وصالش گیرند ‌ ‌ ‌ دختر رز که چنین [illegible] کرد

نه بهفت آب که رنگش بصد آتش نرود ‌ ‌ ‌ آنچه با خرقه زاهد می انگوری کرد

غنچه گلبن وصلم ز نسیمش بشکفت ‌ ‌ ‌ مرغ خوشخوان طرب از برگ گل سوری کرد

حافظ افتادگی از دست مده زانکه حسود

عرض و مال و دل و دین در سر مغروری کرد

درخت دوستی بنشان که کام دل ببار آرد ‌ ‌ ‌ نهال دشمنی برکن که رنج بیشمار آرد

چو مهمان خراباتی به عزت باش با رندان
که درد سر کشی جانان گرت مستی خمار آرد

شب صحبت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان
بسی گردش کند گردون بسی لیل و نهار آرد

عماری دار لیلی را که مهد ماه در حکم است
خدا را در دل اندازش که بر مجنون گذار آرد

بهار عمر خواه ای دل وگرنه این چمن هر سال
چو نسرین صد گل آرد بار و چون بلبل هزار آرد

خدا را چون دل ریشم قراری بست با زلفت
بفرمان لعل نوشین را که جان را بر قرار آرد

ز کار افتاده‌ای ای دل که صد من بار غم داری
برو یک جرعه می درکش که در حالت بکار آرد

درین باغ ار خدا خواهد درین پیرانه سر حافظ
نشیند بر لب جویی و سروی در کنار آرد

دوش از جناب آصف پیک بشارت آمد
کز حضرت سلیمان عشرت اشارت آمد

خاک وجود ما را از آب دیده گل کن
ویران سرای دل را گاه عمارت آمد

این شرح بی‌نهایت کز حسن یار گفتند
حرفیست کز هزاران کاندر عبارت آمد

عیبم بپوش زنهار ای خرقه می‌پرستی آرد
کان پاک پاکدامن بهر زیارت آمد

امروز جای هر کس پیدا شود ز خوبان
کان ماه مجلس آرا اندر صدارت آمد

بر تخت جم که تاجش معراج آفتاب است
همت نگر که موری با این حقارت آمد

از چشم شوخش ای دل ایمان خود نگه دار
کان جادوی کمانکش بر عزم غارت آمد

دریاست مجلس شاه دریاب وقت و بشناس | هان ای زیان رسیده وقت تجارت آمد

آلوده تو حافظ فیضی ز شاه درخواه
کان عنصر سماحت بهر طهارت آمد

در نمازم خم ابروی تو چون یاد آمد | حالتی رفت که محراب بفریاد آمد
از من اکنون طمع صبر و دل و هوش مدار | کان تحمل که تو دیدی همه بر باد آمد
باده صافی شده مرغان چمن مست شدند | موسم عاشقی و کار به بنیاد آمد
بوی بهبود ز اوضاع جهان می‌شنوم | شادی آورد گل و باد صبا شاد آمد
ای عروس هنر از دهر شکایت منمای | حجله حسن بیارای که داماد آمد
بر زلیخا ستم ای یوسف مصری مپسند | زانکه از عشق بر او این همه بیداد آمد
دلفریبان نباتی همه زیور بستند | دلبر ماست که با حسن خداداد آمد
زیر بارند درختان که تعلق دارند | ای خوشا سرو که از بند غم آزاد آمد

مطرب از گفته حافظ غزلی نغز بخوان
تا بگویم که ز عهد طربم یاد آمد

دلی که غیب‌نماییست جام جم دارد | ز خاتمی که از دم گم شود چه غم دارد
بخط و خال گدایان مده خزینه دل | بدست شاهوشی ده که محترم دارد

نه هر درخت تحمل کند جفای خزان　　غلام همت سروم که این قدم دارد

رسید موسم آن کز طرب چو نرگس مست　　نهد به پای قدح هر که شش درم دارد

زر از بهای می اکنون چو گل دریغ مدار　　که عقل کل به صدت عیب متهم دارد

ز سر غیب کس آگاه نیست قصه مخوان　　کدام محرم دل ره درین حرم دارد

دلم که لاف تجرد زدی کنون صد شغل　　به بوی زلف تو با باد صبحدم دارد

مراد دل ز که جویم که نیست دلداری　　که جلوه نظر و شیوه کرم دارد

ز جیب خرقه حافظ چه طرف بتوان بست　　که ما صمد طلبیدیم و او صنم دارد

دست از طلب ندارم تا کام من برآید　　یا جان رسد بجانان یا جان ز تن برآید

بگشای تربتم را بعد از وفات و بنگر　　کز آتش درونم دود از کفن برآید

بنمای رخ که خلقی واله شوند و حیران　　بگشای لب که فریاد از مرد و زن برآید

جان بر لبست حسرت در دل که از لبانش　　نگرفته هیچ کامی جان از بدن برآید

از حسرت دهانش جانم به تنگ آمد　　خود کام تنگدستان کی زان دهن برآید

گفتم بخویش کز وی برگیرم دل گفتا　　کاکیست [illegible] کو با خویشتن برآید

هر یک شکن ز زلفت پنجاه شست دارد　　چون این دل شکسته با آن شکن برآید

بر بوی آنکه در باغ آید گلی چو رویت — آید نسیم و هر دم گرد چمن برآید

هر دم چو بی‌وفایان نتوان گرفت یاری — ماییم و آستانش تا جان ز تن برآید

برخیز تا چمن را از قامت و شمائل — هم سرو در برآید هم نارون برآید

گویند ذکر خیرش در خیل عشقبازان — هر جا که نام حافظ در انجمن برآید

در ازل هر کو بفیض دولت ارزانی بود — تا ابد جام مرادش همدم جانی بود

من همان ساعت که از می خواستم شد توبه کار — گفتم این شاخ ار دهد بار پشیمانی بود

خود گرفتم کافکنم سجاده چون سوسن بدوش — همچو گل بر خرقه رنگ می مسلمانی بود

خاطر ما را فروغ از عکس جام باده باد — زانکه کنج اهل دل باید که نورانی بود

بی چراغ جام در خلوتگهی آرم نشست — وقت گل مستوری مستان ز نادانی بود

مجلس انس و باده و بحث عشق اندر میان — جام می نگرفتن از جانان گران‌جانی بود

همت عالی طلب جام مرصع گو مباش — رند را آب عنب یاقوت رمانی بود

نیکنامی خواهی ای دل با بدان صحبت مدار — خودپسندی جان من برهان نادانی بود

گرچه بی سامان نماید کار ما سهلش مبین — کاندرین کشور گدائی رشک سلطانی بود

خوش بود [illegible] همراهی صوفی دیگر گرد — باده ریحانی و ساقی مست ریحانی بود

دی عزیزی گفت حافظ میخورد پنهان شراب
ای عزیز من گناه آن به که پنهانی بود

دلم بی جانکت صفایی ندارد — چو بیگانه کاشنایی ندارد

متاع دل پاک عشاق مسکین — ببازار حسنش بهایی ندارد

دلا جام و ساقی گلرخ طلب کن — که چون گل زمانه بقایی ندارد

اگرچه دلم رفت لیکن غمش نیست — بجز آن خم زلف جایی ندارد

ازین سینه تنگ ترسم که تیرش — ره و جای راه آنکه دروایی ندارد

همچنین وارد دل آرام لیکن — دریغا که با ما وفایی ندارد

چو ماه است روشن که بی مهر رویش
دل و جان حافظ صفایی ندارد

دل شوق لبت مدام دارد — یارب ز لبت چه کام دارد

جان شربت مهر و باده شوق — در ساغر دل مدام دارد

شوریده زلف یار دائم — در دام بلا مقام دارد

آخر نرسد که باز پرسیم — کان دلبر ما چه نام دارد

با یار یگانه شد آن کو — اندیشه خاص و عام دارد

خرم دل آن کسی که صحبت — با یار خجسته الله دام دارد

تا صبح کند وصال بشوخی — بر گل ز بنفشه دام دارد

حافظ چو ز شوق با سعادتش

اسباب طرب تمام دارد

رو بر رهش نهادم و بر من گذر نکرد — صد لطف چشم داشتم و یک نظر نکرد

سیل سرشک ما ز دلش کین بدر نبرد — در سنگ خاره قطره باران اثر نکرد

ماهی و مرغ دوش نخفت از فغان من — وان شوخ دیده بین که سر از خواب بر نکرد

میخواستم که میرمش اندر قدم چو شمع — او خود گذر بما چو نسیم سحر نکرد

یارب تو آن جوان دلاور نگاه دار — کز تیر آه گوشه نشینان حذر نکرد

جانا کدام سنگدل بی کفایتست — کو پیش زخم تیغ تو جان را سپر نکرد

شوخی مگر که مرغ دل بال و پر کباب — سودای خام عاشقی از سر بدر نکرد

حافظ حدیث عشق تو از بسکه دلکش است

نشنید کس که از سر غیرت ز بر نکرد

راهی بزن که آهی بر ساز آن توان زد — شعری بخوان که با او رطل گران توان زد

بر آستان جانان گر سر توان نهادن — گلبانگ سربلندی بر آسمان توان زد

در خانقه نگنجد اسرار عشق و مستی — جام می مغانه هم با مغان توان زد

شد رهزن سلامت زلف تو وین عجب نیست — گر راهزن تو باشی صد کاروان توان زد

گر دولت وصالت خواهد دری گشودن — سرها برین تخیل بر آستان توان زد

قد خمیده ما سهلت نماید اما — بر چشم دشمنانت تیر از کمان توان زد

از شرم در حجابم ساقی تلطفی کن — باشد که بوسه چند بر آن دهان توان زد

بر جویبار چشمم گر سایه افکند دوست — بر خاک رهگذارش آب روان توان زد

درویش را نباشد منزل سرای سلطان — ماییم و کهنه دلقی کآتش در آن توان زد

اهل نظر دو عالم در یک نظر ببازند — عشق است و داو اول بر نقد جان توان زد

با عقل و فهم و دانش داد سخن توان داد — چون جمع شد معانی گوی بیان توان زد

عشق و شباب و رندی مجموعه مراد است — ساقی بیا که جامی در این زمان توان زد

حافظ بحق قرآن کز زرق و شید باز آ — باشد که گوی عیشی در این میان توان زد

روز وصل دوستداران یاد باد — یاد باد آن روزگاران یاد باد

این زمان در کس وفاداری نماند — زان وفاداران و یاران یاد باد

کامم از تلخی غم چون زهر گشت — بانگ نوش باده خواران یاد باد

من که در تدبیرِ غم بیچاره ام
چارهٔ آن غمگساران یاد باد

گرچه یاران فارغ اند از یاد من
از من ایشان را هزاران یاد باد

مبتلا گشتم درین دام بلا
کوشش آن حق گزاران یاد باد

رازِ حافظ بعد ازین ناگفته به
ای دریغ از رازداران یاد باد

رسید مژده که ایام غم نخواهد ماند
چنان نماند و چنین نیز هم نخواهد ماند

من ارچه در نظرِ یار خاکسار شدم
رقیب نیز چنین محترم نخواهد ماند

چو پرده دار بشمشیر میزند همه را
کسی مقیم حریم حرم نخواهد ماند

توانگرا دلِ درویشِ خود بدست آر
که مخزن زر و گنج درم نخواهد ماند

غنیمتی شمر ای شمع وصلِ پروانه
که این معامله تا صبحدم نخواهد ماند

سروش عالمِ غیبم بشارتی خوش داد
که بر درِ کرمش کس دژم نخواهد ماند

برین رواقِ زبرجد نوشته اند بزر
که جز نکوئی اهل کرم نخواهد ماند

سرود مجلس جمشید گفته اند این بود
که جام باده بیاور که جم نخواهد ماند

چه جای شکر و شکایت ز نقش نیک و بدست
که کس همیشه گرفتارِ غم نخواهد ماند

ز مهربانی جانان طمع مبر حافظ
که نقش مهر و نشانِ ستم نخواهد ماند

روشنی طلعت تو ماه ندارد | پیش تو گل رونق گیاه ندارد

تا بشد دلها نگار که سلطان | ملک نگیرد اگر سپاه ندارد

دیده‌ام آن چشم دل سیه که تو داری | جانب هیچ آشنا نگاه ندارد

ای شه خوبان بعاشقان نظری کن | هیچ شهی چون تو این سپاه ندارد

نی من تنها کشم تطاول زلفت | کیست که او داغ این سیاه ندارد

شوخی نرگس نگر که پیش تو بشکفت | چشم دریده ادب نگاه ندارد

رطل گرانم ده ای مرید خرابات | شادی شیخی که خانقاه ندارد

گو برو و آستین بخون جگر شوی | هر که درین آستانه راه ندارد

تا چه کند با رخ تو دود دل من | آینه دانی که تاب آه ندارد

خون خور و خامش نشین که آن دل نازک | طاقت فریاد دادخواه ندارد

گوشه ابروی توست منزل جانم | خوشتر ازین گوشه پادشاه ندارد

حافظ اگر سجده تو کرد مکن عیب
کافر عشق ای صنم گناه ندارد

رسید مژده که آمد بهار و سبزه دمید | وظیفه گر برسد مصرفش گل است و نبید

صفیر مرغ برآمد بط شراب کجاست | فغان فتاد ببلبل نقاب گل که درید

آن پریشانی شبهای دراز و غم دل
همه در سایهٔ گیسوی نگار آخر شد

ساقیا عمر درازت و قدحت پر می باد
که بسعی تو تمام اندوه خمار آخر شد

شکر ایزد که باقبال کله گوشهٔ گل
نخوت باد دی و شوکت خار آخر شد

باورم نیست ز بدعهدی ایام هنوز
قصهٔ غصه که در دولت یار آخر شد

صبح امید که بد معتکف پردهٔ غیب
گو برون آی که کار شب تار آخر شد

گرچه آشفتگی کار من از زلف تو بود
حل این عقده هم از زلف نگار آخر شد

در شمار ار چه نیاورد کسی حافظ را
شکر کان محنت بی حد و شمار آخر شد

زاهد خلوت نشین دوش بمیخانه شد
از سر پیمان گذشت بر سر پیمانه شد

شاهد عهد شباب آمده بودش بخواب
باز به پیرانه سر عاشق و دیوانه شد

مغبچه میگذشت راهزن عقل و دین
در پی آن آشنا از همه بیگانه شد

آتش رخسار گل خرمن بلبل بسوخت
چهرهٔ خندان شمع آفت پروانه شد

گریهٔ شام و سحر شکر که ضایع نگشت
قطرهٔ باران ما گوهر یکدانه شد

نرگس ساقی بخواند آیت افسونگری
حلقهٔ اوراد ما گردش پیمانه شد

صوفی مجلس که دی جام و قدح می شکست
دوش بیک جرعهٔ می عاقل و فرزانه شد

منزل حافظ کنون بارگه کبریاست
دل بر دلدار رفت جان بر جانانه شد

نفس برآمد و کام از تو بر نمی آید — فغان که بخت من از خواب بر نمی آید
مگر بروی دل آرای یار ما ورنه — بهیچ گونه دگر کار بر نمی آید
درین خیال بسر شد دریغ عمر عزیز — بلای زلف سیاهت بسر نمی آید
چنان بحسرت خاک در تو می میرم — که آب زندگیم در نظر نمی آید
بسی حکایت دل هست با نسیم سحر — ولی بخت من امشب سحر نمی آید
قد بلند ترا تا ببر نمی گیرم — درخت کام مرادم ببر نمی آید
مقیم زلف تو شد دل که خوش سوادی داشت — وزان غریب بلاکش خبر نمی آید
فدای دوست نکردیم عمر و مال دریغ — که کار عشق ز ما این قدر نمی آید
همیشه تیر تو کار من خطا نشدی — کنون چه شد که یکی کارگر نمی آید

زبسکه شد دل حافظ رمیده از همه کس
کنون ز حلقهٔ زلفت بدر نمی آید

سالها دل طلب جام جم از ما میکرد — آنچه خود داشت ز بیگانه تمنا میکرد
گوهری کز صدف کون و مکان بیرون بود — طلب از گمشدگان لب دریا میکرد

مطرب از درد محبت غزلی می پرداخت — که حکیمان جهان را مژه خون پالا بود

قلب اندوده حافظ بر او خرج نشد
که معامل بهمه عیب نهان بینا بود

ساقی حدیث سرو و گل و لاله می رود — وین بحث با ثلاثه غساله می رود

می ده که نو عروس چمن حد حسن یافت — کار این زمان ز صنعت دلاله می رود

شکر شکن شوند همه طوطیان هند — زین قند پارسی که به بنگاله می رود

طی مکان ببین و زمان در سلوک شعر — کاین طفل یک شبه ره یک ساله می رود

باد بهار می وزد از بوستان شاه — وز ژاله باده در قدح لاله می رود

آن چشم جادوانه عابد فریب بین — کش کاروان سحر ز دنباله می رود

خوی کرده می خرامد و بر عارض سمن — از شرم روی او عرق از ژاله می رود

از ره مشو بعشوه دنیا که این عجوز — مکاره می نشیند و محتاله می رود

چون سامری مباش که زر دید و از خری — موسی بهشت و از پی گوساله می رود

حافظ ز شوق مجلس سلطان غیاث دین
غافل مشو که کار تو از ناله می رود

سرو چمان من چرا میل چمن نمیکند — همدم گل نمی شود یاد سمن نمیکند

تا دل هرزه گرد من رفت بچین زلف او — زان سفر دراز خود عزم وطن نمیکند

پیش کمان ابرویت لابه همیکنم ولی — گوش کشیده است از آن گوش بمن نمیکند

چون ز نسیم میشود زلف بنفشه پر شکن — وه که دلم چه یاد از آن عهد شکن نمیکند

با همه عطف دامنت آیدم از صبا عجب — کز گذر تو خاک را مشک ختن نمیکند

ساقی سیم ساق من گر همه زهر میدهد — کیست که تن چو جام می جمله دهن نمیکند

دل بامید وصل تو همدم جان نمیشود — جان بهوای کوی تو خدمت تن نمیکند

دی گله ز طره اش کردم و از سر فسوس — گفت که این سیاه کج گوش بمن نمیکند

دست کش جفا مکن آب رخم که فیض ابر — بی مدد سرشک من در عدن نمیکند

لخلخه سای شد صبا دامن پاکت از چه رو — خاک بنفشه زار را مشک ختن نمیکند

کشتهٔ غمزهٔ تو شد حافظ ناشنیده پند — تیغ سزاست هر که را درک سخن نمیکند

سمن بویان غبار دل چو بنشینند بنشانند — پری رویان قرار دل چو بستیزند بستانند

بفتراک بلا دلها چو بربندند بربندند — ز زلف عنبرین جانها چو بگشایند بفشانند

ز چشمم لعل رمانی چو میبارند میخندند — ز رویم راز پنهانی چو میبینند میخوانند

بعمری یکنفس با ما چو بنشینند برخیزند — نهال شوق در خاطر چو بنشینند بنشانند

چو منصور از مرادآنانکه بردارند بردارند | که با این درد اگر در بند درمانند درمانند
سرشک گوشه گیران را چو دریابند دریابند | رخ مهر سحرخیزان نگردانند گردانند

بدین حضرت چو مشتاقان نیاز آرند ناز آرند
بدین درگاه حافظ را چو میرانند میخوانند

سحرم دولت بیدار ببالین آمد | گفت برخیز که آن خسرو شیرین آمد
قدحے درکش و سرخوش بتماشا بخرام | تا ببینی که نگارت بچه آئین آمد
مژدگانی بده ای خلوتی نافه گشاے | که ز صحراے ختن آهوے مشکین آمد
گریه آبی برخ سوختگان باز آورد | ناله فریادرس عاشق مسکین آمد
مرغ دل باز هوادار کمان ابروئیست | که کمین صیدگه جان و دل و دین آمد
در هوا چند معلق زنی و جلوه کنی | ای کبوتر نگران باش که شاهین آمد
ساقیا می بده و غم مخور از دشمن و دوست | که بکام دل ما آن بشد و این آمد
شادی یار پریچهره بده بادهٔ ناب | که می لعل دواے دل غمگین آمد
رسم بدعهدی ایام چو دید ابر بهار | گریه‌اش بر سمن و سنبل و نسرین آمد

چون صبا گفتهٔ حافظ بشنید از بلبل
عنبرافشان بتماشاے ریاحین آمد

ای خوشا حالت آن مست که در پای حریف | تجنیل | سر و دستار نداند که کدام اندازد
زاهدا سر بکله گوشه خورشید آرد | بخت ار قرعه بدین ماه تمام اندازد
زاهد خام طمع بر سر انکار بماند | پخته گردد چو نظر بر می جام اندازد

باده با محتسب شهر ننوشی حافظ
که خورد باده ات و سنگ بجام اندازد

سحر چون خسرو خاور علم بر کوهساران زد | بدست مرحمت یارم در امیدواران زد
چو پیش صبح روشن شد که حال مهر گردون چیست | برآمد خنده خوش بر غرور کامگاران زد
نگارم دوش در مجلس بعزم رقص چون برخاست | گره بگشود از گیسو و بر دلهای یاران زد
من از رنگ صلاح آن دم بخون دل بشستم دست | که چشم باده پیمایش صلا بر هوشیاران زد
کدام آهن دلش آموخت این آیین عیاری | کز اول چون برون آمد ره شب زنده داران زد
خیال شهسواران پخت و شد ناگه دل مسکین | خداوندا نگهدارش که بر قلب سواران زد
منش با خرقه پشمین کجا اندر کمند آرم | زره مویی که مژگانش ره خنجرگذاران زد
نظر بر قرعه توفیق و یمن دولت شاه است | بده کام دل عاشق که فال بختیاران زد
شهنشاه مظفر فر شجاع ملک و دین منصور | که جود بی دریغش خنده بر ابر بهاران زد
از آن ساعت که جام می بدست او مشرف شد | زمانه ساغر شادی بیاد میگساران زد

ز شمشیر سرافشانش ظفر آن روز بدرخشید | که چون خورشید انجم سوز تنها بر هزاران زد
تعالی الله زهی ذاتی که تا نیز گشته هستی یافت | صدفهای چو مهر پاکش دم از چه بیزاران زد

دوام ملک و عمر او بخواه از لطف حق حافظ
که چرخ این سکه دولت بنام شهسواران زد

سحر بلبل حکایت با صبا کرد | که عشق گل بیا دیدی چها کرد
غلام همت آن نازنینم | که کار خیر بی روی و ریا کرد
خوشش باد آن نسیم صبحگاهی | که درد شب نشینان را دوا کرد
من از بیگانگان هرگز ننالم | که با من هر چه کرد آن آشنا کرد
نقاب گل کشید از زلف سنبل | اگر بند قبای غنچه وا کرد
ازان رنگ رخم خون در دل انداخت | وزان گلشن بخارم مبتلا کرد
بهر سو بلبل بیدل در افغان | تنعم در میان باد صبا کرد
گر از سلطان طمع کردم خطا بود | ور از دلبر وفا جستم جفا کرد
وفا از خواجگان شهر با من | کمال دین و دولت بوالوفا کرد

بشارت بر بکوی میفروشان
که حافظ توبه از زهد ریا کرد

شاهان گر دلبری زینسان کنند — زاهدان را رخنه در ایمان کنند

هر کجا آن شاخ نرگس بشگفد — گلرخانش دیده نرگسدان کنند

یار ما چون سازد آهنگ سماع — قدسیان در عرش دست افشان کنند

رخ نماید آفتاب دولتت — گر چو صبحت آینه رخشان کنند

مردم چشمم بخون آغشته شد — از کجا این ظلم بر انسان کنند

عاشقان را بر سر خود حکم نیست — هر چه فرمان تو باشد آن کنند

پیش چشمم کمترست از قطره — آن حکایتها که از طوفان کنند

کی نگاهی از تو چشمت تار دان — مرگ را بر بیدلان آسان کنند

عید رخسار تو کو تا عاشقان — در وفایت جان و دل قربان کنند

ای جوان سرو قد گویی بزن — پیش از آن کز قامتت چوگان کنند

خوش بر آی با غصه ای دل کاهل راز — عیش خوش در بوته هجران کنند

سر مکش حافظ ز آه نیم شب
تا چو صبحت آینه رخشان کنند

شراب بیغش و ساقی خوش دو دام رهند — که زیرکان جهان از کمندشان نرهند

من ار چه عاشقم و رند و مست و نامه سیاه — هزار شکر که یاران شهر بیگنهند

مبین حقیر گدایان عشق را کاین قوم / شهان بی کمر و خسروان بی کلهند

جفا نه شیوهٔ درویشی است و راهروی / بیار باده که این سالکان نه مرد رهند

مکن که کوکبهٔ دلبری شکسته شود / چو چاکران بگریزند و بندگان بجهند

غلام همت دردی کشان یکرنگم / نه آن گروه که ازرق لباس و دل سیهند

قدم منه به خرابات جز به شرط ادب / که ساکنان درش محرمان پادشهند

به هوش باش که هنگام باد استغنا / هزار خرمن طاعت به نیم جو ننهند

جناب عشق بلندست همتی حافظ / که عاشقان ره بی همتان به خود ندهند

شاهد آن نیست که مویی و میانی دارد / بندهٔ طلعت آن باش که آنی دارد

شیوهٔ حور و پری گر چه لطیف است ولی / خوبی آن است و لطافت که فلانی دارد

چشمهٔ چشم مرا ای گل خندان دریاب / که به امید تو خوش آب روانی دارد

مرغ زیرک نشود در چمنش نغمه سرای / هر بهاری که به دنباله خزانی دارد

خم ابروی تو در صنعت تیراندازی / بستد از دست هر آنکس که کمانی دارد

گوی خوبی که برد از تو که خورشید آنجا / نه سواریست که در دست عنانی دارد

دلنشین شد سخنم تا تو قبولش کردی / آری آری سخن عشق نشانی دارد

در رهِ عشق نشد کس بیقین محرم راز
هر کسے بر حسبِ فهم گمانے دارد

با خرابات نشینان ز کرامات ملاف
هر سخن جائے و هر نکته مکانے دارد

مدعی گو برو و نکته بحافظ مفروش
کلکِ ما نیز زبانے و بیانے دارد

شراب و عیشِ نهان چیست کارِ بی‌بنیاد
زدیم بر صفِ رندان و هر چه بادا باد

گره ز دل بگشا و از سپهر یاد مکن
که فکر هیچ مهندس چنین گره نگشاد

ز انقلابِ زمانه عجب مدار که چرخ
ازین فسانه هزاران هزار دارد یاد

قدح بشرطِ ادب گیر زانکه ترکیبش
ز کاسهٔ سرِ جمشید و بهمن است و قباد

که آگه است که جمشید و کے کجا رفتند
که واقف است که چون رفت تختِ جم بر باد

ز حسرتِ لبِ شیرین هنوز می‌بینم
که لاله میدمد از خاکِ تربتِ فرهاد

مگر که لاله بدانست بیوفائی دهر
که تا بزاد و بشد جامِ مے ز کف ننهاد

نمیدهند اجازت مرا بسیر و سفر
نسیمِ خاکِ مصلّے و آبِ رکن آباد

بیا بیا که زمانے ز مے خراب شویم
مگر رسیم بگنجے درین خراب آباد

بنوش بادهٔ صافی بنالهٔ دف و چنگ
که بسته اند بر ابریشمِ طرب دلِ شاد

ز دست داد اگر تو هم جام مے کن حلیم
که پاکتر بُد از نیم حریف دست نداد

رسید در غم عشقش به حافظ آنچه رسید
که چشم زخم زمانه به عاشقان مرساد

صوفی نهاد دام و سر حقه باز کرد
بنیاد مکر با فلک حقه باز کرد

بازی چرخ بشکندش بیضه در کلاه
زیرا که عرض شعبده با اهل راز کرد

ساقی بیا که شاهد رعنای صوفیان
دیگر به جلوه آمد و آغاز ناز کرد

این مطرب از کجاست که ساز عراق ساخت
و آهنگ بازگشت ز راه حجاز کرد

ای دل بیا که ما به پناه خدا رویم
زانچه آستین کوته و دست دراز کرد

صنعت مکن که هر که محبت نه راست باخت
عشقش به روی دل در معنی فراز کرد

ای کبک خوش خرام کجا میروی بایست
غره مشو که گربه عابد نماز کرد

فردا که پیشگاه حقیقت شود پدید
شرمنده رهروی که نظر بر مجاز کرد

حافظ مکن ملامت رندان که در ازل
ما را خدا از زهد و ریا بی نیاز کرد

صوفی ار باده به اندازه خورد نوشش باد
ورنه اندیشهٔ این کار فراموشش باد

آنکه یک جرعه می از دست تواند دادن
دست با شاهد مقصود در آغوشش باد

آینه‌داران شاهسواره خوش و خرم گردون
بسته بند قبا و علم دوشش باد

نرگسِ مست نوازش کن مردم دارش / خونِ عاشق بخورد گر بقدح نوشش باد

چشمم از آینه داران خط و خالش گشت / لبم از بوسه ربایانِ بر و دوشش باد

گرچه از کبر سخن با منِ درویش نکرد / جان فدای شکرین پستهٔ خاموشش باد

شاهِ ترکان سخن مدعیان می شنود / شرمی از مظلمهٔ خونِ سیاوشش باد

پیرِ ما گفت خطا بر قلمِ صنع نرفت / آفرین بر نظرِ پاکِ خطا پوششش باد

بغلامی تو مشهورِ جهان شد حافظ
حلقهٔ بندگیٔ زلفِ تو در گوشش باد

صبا وقتِ سحر بوئی ز زلفِ یار می آورد / دلِ شوریدهٔ ما را ز نو در کار می آورد

ز رشکِ تارِ زلفِ یار بر بادِ سحر میداد / صبا هر نافهٔ مشکی که از تاتار می آورد

فروغِ ماه میدیدم ز بامِ قصرِ او روشن / که روی از شرمِ او خورشید در دیوار می آورد

عفی الله چین ابرویش اگرچه ناتوانم کرد / بعشوت هم پیامی بر سرِ بیمار می آورد

سراسر بخششِ جانان طریقِ لطف و احسان بود / اگر تسبیح میفرمود اگر زنار می آورد

من آن شاخِ صنوبر را ز باغِ سینه بر کندم / که هر گل کز غمش بشکفت محنت بار می آورد

ز بیمِ غارتِ چشمش دلِ خونین رها کردم / ولی میریخت خون در ره بدان هنجار می آورد

خوش آن وقت و خوش آن ساعت که آن زلفِ دلبند / بدزدیده چنان دلها که خصم اقرار می آورد

نه خوشتر زان ساعت خوش آن فرصت که از لعلش گهر ریزش بدل بر دل کارسازم خصم آزاری آورد

بقول مطرب و ساقی برون رفتم گه و بیگه ‌‌ ‌ ‌ ‌ کزان راه گران قاصد خبر دشوار می آورد

عجب میداشتم دیشب ز حافظ جام و پیمانه
ولی منعش نمیکردم که صوفی وار می آورد

صبا به تهنیت پیر می فروش آمد ‌ ‌ ‌ ‌ که موسم طرب و عیش و ناز و نوش آمد
هوا مسیح نفس گشت و باد نافه گشا ‌ ‌ ‌ ‌ درخت سبز شد و مرغ در خروش آمد
تنور لاله چنان بر فروخت باد بهار ‌ ‌ ‌ ‌ که غنچه غرق عرق گشت و گل بجوش آمد
بگوش هوش نیوش از من و بعشرت کوش ‌ ‌ ‌ ‌ که این سخن سحر از هاتفم بگوش آمد
ز فکر تفرقه باز آی تا شوی مجموع ‌ ‌ ‌ ‌ بحکم آنکه چو شد اهرمن سروش آمد
ز مرغ صبح ندانم که سوسن آزاد ‌ ‌ ‌ ‌ چه گوش کرد که با ده زبان خموش آمد
چه جای صحبت نامحرم است مجلس انس ‌ ‌ ‌ ‌ سر پیاله بپوشان که خرقه پوش آمد
بگو بیت سخن خوش بیا و باده بنوش ‌ ‌ ‌ ‌ که زاهد از بر یار رفت باده نوش آمد

ز خانقاه بمیخانه میرود حافظ
مگر ز مستی زهد ریا بهوش آمد

طایر دولت اگر باز گذاری بکند ‌ ‌ ‌ ‌ یار باز آید و با وصل قراری بکند
دیده را دستگه در و گهر گرچه نماند ‌ ‌ ‌ ‌ بخورد خونی و تدبیر نثاری بکند

شہر خالیست ز عشاق مگر کز طرفے
فرشتے از غیب برون آید و کاری بکند
(مردے)

کس نیارد بر او دم زدن از قصۂ ما
مگرش باد صبا گوش گزاری بکند

داده ام باز نظر را بتدروے پرواز
باز خواند مگرش بخت و شکاری بکند

کو کریمے کہ ز بزم طربش غمزدۂ
جرعۂ درکشد و دفع خماری بکند

یا وفا یا خبر وصل تو یا مرگ رقیب
بازی چرخ ازین یک دو سہ کاری بکند

دوش گفتم بکند لعل لبش چارۂ دل
ہاتف غیب ندا داد کہ آری بکند

حافظا گر نروی از در او ہم روزے
گزرے بر سرت از گوشہ کناری بکند

عکس روی تو چو در آئینۂ جام افتاد
عارف از پرتو مے در طمع خام افتاد

جلوۂ کرد رخش روز ازل زیر نقاب
عکسے از پرتو آن بر رخ افہام افتاد

این ہمہ عکس مے و نقش مخالف کہ نمود
یک فروغ رخ ساقیست کہ در جام افتاد

غیرت عشق زبان ہمہ خاصان ببرید
از کجا سر غمش در دہن عام افتاد

ہر دمش با من دلسوختہ لطفے دگر است
این گدا بین کہ چہ شایستۂ انعام افتاد

پاک بین از نظر پاک بمقصود رسید
احول از چشم دو بین در طمع خام افتاد

زیر شمشیر غمش رقص کنان باید رفت
کانکہ شد کشتۂ او نیک سرانجام افتاد

در خم زلف تو آویخت دل از چاه زنخ — آه کز چاه برون آمد و در دام افتاد

آن شد ای خواجه که در صومعه بازم بینی — کار ما با رخ ساقی و لب جام افتاد

من ز مسجد بخرابات نه خود افتادم — اینم از روز ازل حاصل فرجام افتاد

چه کند کز پی دوران نرود چون پرگار — هر که در دایرهٔ گردش ایام افتاد

صوفیان جمله حریفند و نظرباز ولے
زین میان حافظ دلسوخته بدنام افتاد

عشقت نه سرسریست که از سر بدر شود — مهرت نه عارضیست که جای دگر شود

عشق تو در وجودم و مهر تو در دلم — با شیر در درون شد و با جان بدر شود

دردیست درد عشق که اندر علاج او — هر چند پیش سعی نمائی بتر شود

اول منم کسے که درین شهر هر شبے — فریاد من ز گنبد افلاک بر شود

ور زانکه من سرشک فشانم بزنده رود — کشت عراق جمله بیکبار تر شود

ق

دی در میان زلف بدیدم رخ نگار — بر هیئتے که ابر محیط قمر شود

گفتم که ابتدا کنم از بوسه گفت نے — بگذار تا که ماه ز عقرب بدر شود

ای دل بیاد لعلش اگر باده میخوری — بگذار از آن که مدعیان را خبر شود

حافظ سر از لحد بدر آرد بپای بوس — گر خاک او بپای شما پے سپر شود

غلام نرگس مست تو تاجدارانند　　خراب بادهٔ لعل تو هوشیارانند

ترا صبا و مرا آب دیده شد غماز　　وگرنه عاشق و معشوق رازدارانند

بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بنگر　　که از یمین و یسارت چه بیقرارانند

گذار کن چو صبا بر بنفشه زار و ببین　　که از تطاول زلفت چه سوگوارانند

رقیب درگذر و بیش ازین مکن نخوت　　که ساکنان در دوست خاکسارانند

نصیب ماست بهشت ای خداشناس برو　　که مستحق کرامت گناهکارانند

نه من بران گل عارض غزلسرایم و بس　　که عندلیب توازهر طرف هزارانند

تو دستگیر شو ای خضر پی خجسته که من　　پیاده میروم و همرهان سوارانند

بیا بمیکده و چهره ارغوانی کن　　مرو بصومعه کانجا سیاه کارانند

خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد
که بستگان کمند تو رستگارانند

قتل این خسته بشمشیر تو تقدیر نبود　　ورنه هیچ از دل بیرحم تو تقصیر نبود

یارب آئینهٔ حسن تو چه جوهر دارد　　که در و آه مرا قوت تاثیر نبود

سر ز حسرت بدر میکدها برکردم　　چون شناسای تو در صومعه یک پیر نبود

من دیوانه چو زلف تو رها میکردم　　هیچ لایقترم از حلقهٔ زنجیر نبود

نازنین تر ز قدت در چمن حسن نرست
خوشتر از نقش تو در عالم تصویر نبود

تا مگر همچو صبا باز بزلف تو رسم
حاصلم دوش بجز ناله شبگیر نبود

آن کشیدم ز تو ای آتش هجران که چو شمع
جز فنای خودم از دست تو تدبیر نبود

آیتی بد ز عذاب اند حافظ بی تو
که بر هیچکسش حاجت تفسیر نبود

گر میفروش حاجت رندان روا کند
ایزد گنه ببخشد و دفع بلا کند

درکارخانه که ره علم و عقل نیست
وهم ضعیف رای فضولی چرا کند

مطرب بساز عود که کس بی اجل نمرد
وان کو نه این ترانه سراید خطا کند

گر رنج پیشت آید و گر راحت ای حکیم
نسبت مکن بغیر که اینها خدا کند

ما را که درد عشق و بلای خمار هست
یا وصل دوست یا می صافی دوا کند

حقا که در زمان برسد مژده امان
گر سالکی بعهد امانت وفا کند

ساقی بجام عدل بده باده تا گدا
غیرت نیاورد که جهان پربلا کند

جان رفت در سر می و حافظ بعشق سوخت
عیسی دمی کجاست که احیای ما کند

کلک مشکین تو روزی که ز ما یاد کند
ببرد اجر دو صد بنده که آزاد کند

قاصد حضرت سلمی که سلامت بادا
چه شود گر بسلامی دل ما شاد کند

یا رب اندر دل آن خسرو شیرین انداز
که برحمت گذری بر سر فرهاد کند

حالیا عشوهٔ عشق تو ز بنیادم برد
تا دگر فکر حکیمانه چه بنیاد کند

گوهر پاک تو از مدحت ما مستغنیست
فکر مشاطه چه با حسن خداداد کند

امتحان کن که بسی گنج مرادت بدهند
گر خرابی چو مرا لطف تو آباد کند

شاه را به بود از طاعت صدساله و زهد
قدر یک ساعت عمری که درو داد کند

ره نبردیم بمقصود خود اندر شیراز
خرم آن روز که حافظ ره بغداد کند

گفتم کی ام دهان و لبت کامران کنند
گفتا بچشم هر چه تو گوئی چنان کنند

گفتم خراج مصر طلب میکند لبت
گفتا درین معامله کمتر زیان کنند

گفتم بنقطهٔ دهنت خود که برد راه
گفت این حکایتیست که با نکته دان کنند

گفتم صنم پرست مشو با صمد نشین
گفتا بکوی عشق هم این هم آن کنند

گفتم هوای میکده غم میبرد ز دل
گفتا خوش آن کسان که دلی شادمان کنند

گفتم شراب و خرقه نه آئین مذهب است
گفت این عمل بمذهب پیر مغان کنند

گفتم ز لعل نوش لبان پیر را چه سود
گفتا ببوسهٔ شکرینش جوان کنند

گفتم که خواجه کی بسر حجله میرود — گفت آن زمان که مشتری و مه قران کنند

گفتم دعای دولت تو ورد حافظ است
گفت این دعا ملائکهٔ هفت آسمان کنند

کسیکه حسن و رخ دوست در نظر دارد — محقق است که او حاصل بصر دارد

چو خامه در ره فرمان او سر طاعت — نهاده ایم مگر او به تیغ بر دارد

کسی بوصل تو چون شمع یافت پروانه — که زیر تیغ تو هر دم سری دگر دارد

بپای بوس تو دست کسی رسید که او — چو آستانه بدین در همیشه سر دارد

ز زهد خشک ملولم بیار بادهٔ ناب — که بوی باده مدامم دماغ تر دارد

بزد رقیب با تو رو نیست سینه ام تیری — زبسکه تیر نگه ست سینه بی سپر دارد

کسیکه از ره تقوی قدم برون ننهاد — بعزم میکده اکنون ره سفر دارد

زباده هیچت اگر نیست این نه بس که ترا — دمی ز وسوسهٔ عقل بیخبر دارد

دل شکستهٔ حافظ بخاک خواهد برد
چو لاله داغ هوایی که بر جگر دارد

گر من از باغ تو یک میوه بچینم چه شود — پیش پایی به چراغ تو ببینم چه شود

یا رب اندر کنف سایهٔ آن سرو بلند — گر من سوخته یکدم بنشینم چه شود

آخر ای خاتم جمشید سلیمان آثار | گر فتد عکس تو بر لعل نگینم چه شود
زاهد شهر چو مهر ملک و شحنه گزید | من اگر مهر نگاری بگزینم چه شود
صرف شد عمر گرانمایه بمعشوقه و می | تا از آنم چه به پیش آید از اینم چه شود
عقلم از خانه بدر رفت و اگر می اینست | دیدم از پیش که در خانهٔ دینم چه شود
منکه در کوی بتان منزل و ماوا دارم | گر دهی جای بفردوس برینم چه شود

خواجه دانست که من عاشقم و هیچ نگفت
حافظ ار نیز بداند که چنینم چه شود

گداخت جان که شود کار دل تمام و نشد | بسوختیم درین آرزوی خام و نشد
فغان که در طلب گنج گوهر مقصود | شدم خراب جهانی ز غم تمام و نشد
دریغ و درد که در جستجوی گنج حضور | بسی شدم بگدائی بر کرام و نشد
بلابه گفت شبی میر مجلس تو شوم | شدم بمجلس او کمترین غلام و نشد
پیام کرد که خواهم نشست با رندان | بشد برندی و دردی کشیم نام و نشد
رواست در بر اگر می طپد کبوتر دل | که دید در ره خود پیچ و تاب دام و نشد
بکوی عشق منه بی دلیل راه قدم | که من بخویش نمودم صد اهتمام و نشد
بدان هوس که بمستی ببوسم آن لب لعل | چه خون که در دلم افتاد همچو جام و نشد

هزار حیله برانگیخت حافظ از سر مهر
بدان هوس که شود آن حریف رام و نشد

کی شعر تر انگیزد خاطر که حزین باشد ‌‌ یک نکته درین معنی گفتیم و همین باشد

از لعل تو گر یابم انگشتری زنهار ‌‌ صد ملک سلیمانم در زیر نگین باشد

غمناک نباید بود از طعن حسود ای دل ‌‌ شاید که چو وابینی خیر تو درین باشد

هر کو نکند فهمی این کلک خیال انگیز ‌‌ نقشش بحرام ار خود صورتگر چین باشد

جام می و خون دل هر یک بکسی دادند ‌‌ در دایرهٔ قسمت اوضاع چنین باشد

در کار گلاب و گل حکم ازلی این بود ‌‌ کان شاهد بازاری وین پرده‌نشین باشد

آن نیست که حافظ را رندی بشد از خاطر
کاین سابقهٔ پیشین تا روز پسین باشد

گل بی رخ یار خوش نباشد ‌‌ بی باده بهار خوش نباشد

طرف چمن و هوای بستان ‌‌ بی لاله عذار خوش نباشد

رقصیدن سرو و حالت گل ‌‌ بی صوت هزار خوش نباشد

باغ و گل و مل خوش است لیکن ‌‌ بی صحبت یار خوش نباشد

هر نقش که دست عقل بندد ‌‌ بی نقش و نگار خوش نباشد

با یارِ شکرلب و گل اندام — بی بوس و کنار خوش نباشد

جان نقدِ محقرست حافظ
از بهر نثار خوش نباشد

گفتم غم تو دارم گفتا غمت سر آید — گفتم که ماه من شو گفتا اگر برآید

گفتم ز مهرورزان رسم وفا بیاموز — گفتا ز ماهرویان این کار کمتر آید

گفتم که بوی زلفت گمراه عالمم کرد — گفتا تو بندگی کن کو بنده پرور آید

گفتم دل رحیمت کی عزم صلح دارد — گفتا بکش جفا را تا وقت آن برآید

گفتم که بر خیالت راه نظر ببندم — گفتا که شبرو است این از راه دیگر آید

گفتم خوش آن هوائی کز باغ خلد خیزد — گفتا خنک نسیمی کز کوی دلبر آید

گفتم که نوش لعلت ما را بآرزو کشت — گفتا تو بندگی کن کان بنده پرور آید

گفتم زمان عشرت دیدی که چون سر آید
گفتا خموش حافظ کاین غصه هم سر آید

گوهر مخزن اسرار همانست که بود — حقهٔ مهر بدان مهر و نشانست که بود

از صبا پرس که ما را همه شب تا دم صبح — بوی زلف تو همان مونس جانست که بود

طالب لعل و گهر نیست وگرنه خورشید — همچنان در عمل معدن و کانست که بود

رنگ خونین دل ما را که نهان کرد خطت — همچنان از لب لعلت عیان است که بود

عاشقان بندهٔ ارباب امانت باشند — لاجرم چشم گهربار همان است که بود

کشتهٔ غمزهٔ خود را بزیارت می‌آی — زانکه بیچاره همان دل‌نگران است که بود

زلف هندوی تو گفتم که دگر ره نزند — سالها رفت و بدان سیرت و شان است که بود

حافظا باز نما قصهٔ خونابهٔ چشم
که درین چشمه همان آب روان است که بود

کنون که در چمن آمد گل از عدم بوجود — بنفشه در قدم او نهاد سر بسجود

بنوش جام صبوحی بنالهٔ دف و چنگ — ببوس غبغب ساقی بنغمهٔ نی و رود

بباغ تازه کن آئین دین زردشتی — کنون که لاله برافروخت آتش نمرود

ز دست شاهد سیمین عذار عیسی دم — شراب نوش و رها کن حدیث عاد و ثمود

جهان چو خلد برین شد بدور سوسن و گل — ولے چه سود که در وی نه ممکن است خلود

شد از فروغ ریاحین چو آسمان گلشن — زمین ز اختر میمون و طالع مسعود

چو گل سوار شود بر هوا سلیمان وار — سحر که مرغ در آید بنغمهٔ داود

بدور گل منشین بے شراب و شاهد و چنگ — که همچو دور بقا هفته بود معدود

بیار جام لبالب بیاد آصف عهد — وزیر ملک سلیمان عماد دین محمود

بود که مجلس حافظ بیمن تربیتش
هر آنچه می طلبد جمله باشدش موجود

گفتم که خطا کردی و تدبیر نه این بود
گفتا چه توان کرد که تقدیر چنین بود

گفتم که خدا داد مرادت بوصالش
گفتا که مرادم بوصالش نه همین بود

گفتم که قرین بدت افگند بدین روز
گفتا که مرا بخت بد خویش قرین بود

گفتم زمن ای ماه چرا مهر بریدی
گفتا که فلک با من بدمهر بکین بود

گفتم که بسی جام طرب خوردی ازین پیش
گفتا که شفا در قدح بازپسین بود

گفتم که تو ای عمر چرا زود برفتی
گفتا که فلانی چکنم عمر همین بود

گفتم که بسی خط خطا بر تو کشیدند
گفتا همه آن بود که بر لوح جبین بود

گفتم که نه وقت سفرت بود چنین زود
گفتا که گر مصلحت وقت چنین بود

گفتم که ز حافظ بچه علت شده دور
گفتا که همه وقت مراد اعیب این بود

گرچه بر واعظ شهر این سخن آسان نشود
تا ریا ورزد و سالوس مسلمان نشود

رندی آموز و کرم کن که نه چندین هنر است
حیوانی که ننوشد می و انسان نشود

گوهر پاک بباید که شود قابل فیض
ورنه هر سنگ و گلی لولو و مرجان نشود

اسم اعظم بکند کار خود ای دل خوش باش
که به تلبیس و حیل دیو مسلمان نشود

دردمندی که کند درد نهان پیش طبیب
درد او سهل سبب قابل درمان نشود

عشق می‌ورزم و امید که این فن شریف
چون هنرهای دگر موجب حرمان نشود

دوش میگفت که فردا بدهم کام دلت
سببی ساز خدایا که پشیمان نشود

حسن خلقی ز خدا میطلبم روی ترا
تا دگر خاطر ما از تو پریشان نشود

هر که در پیش بتان از سر جان می‌لرزد
بی نگهداشتن او لایق قربان نشود

ذره را تا نبود همت عالی حافظ
طالب چشمهٔ خورشید درخشان نشود

کارم ز دور چرخ بسامان نمیرسد
خون شد دلم ز درد و بدرمان نمیرسد

چون خاک راه پست شدم همچو باد و باز
تا آبروی نیست مرا دم نان نمیرسد

از دستبرد جور زمان اهل فضل را
این غصه بس که دست سوی جان نمیرسد

سیرم ز جان خود بدل راستان ولی
بیچاره را چه چاره که فرمان نمیرسد

تا صد هزار خار نمی‌روید از زمین
از گلبنی گلی بگلستان نمیرسد

یعقوب را دو دیده ز حسرت سفید شد
آوازه‌ای ز مصر بکنعان نمیرسد

بی پاره‌ای نمیکنم از هیچ استخوان
تا صد هزار زخم بدندان نمیرسد

از حشمت اهل جهل بکیوان رسیده‌اند — جز آه اهل فضل بکیوان نمیرسد

صوفی بشوی زنگ دل خود بآب می — زین شست و شوی خرقه غفران نمیرسد

حافظ صبور باش که در راه عاشقی
هر کس که جان نداد بجانان نمیرسد

مرا برندی عشق آن فضول عیب کند — که اعتراض بر اسرار علم غیب کند

کمال صدق محبت ببین که نقص گناه — که هر که بی هنر افتد نظر بعیب کند

چنان بزد ره اسلام غمزهٔ ساقی — که اجتناب ز صهبا مگر صهیب کند

ز عطر حور بهشت آن زمان برآید بوی — که خاک میکدهٔ ما عبیر جیب کند

کلید گنج سعادت قبول اهل دلست — مباد کس که درین نکته شک و ریب کند

شبان وادی ایمن گهی رسد بمراد — که چند سال بجان خدمت شعیب کند

ز دیده خون بچکاند فسانهٔ حافظ
چو یاد عهد شباب و زمان شیب کند

مژده ای دل که مسیحا نفسی می‌آید — که ز انفاس خوشش بوی کسی می‌آید

از غم و درد مکن ناله و فریاد که دوش — زده‌ام فالی و فریادرسی می‌آید

ز آتش وادی ایمن نه منم خرم و بس — موسی اینجا بامید قبسی می‌آید

هیچکس نیست که در کوی توش کاری نیست
هر کس اینجا بامید هوسی می آید

کس ندانست که منزلگه مقصود کجاست
این قدر هست که بانگ جرسی می آید

جرعه ده که بمیخانهٔ ارباب کرم
هر حریفی ز پی ملتمسی می آید

خبر بلبل این باغ مپرسید که من
ناله می شنوم کز قفسی می آید

دوست را گر سر پرسیدن بیمار غم است
گو بیا خوش که هنوزش نفسی می آید

یار دارد سر صید دل حافظ یاران
شاهبازی بشکار مگسی می آید

مطرب عشق عجب ساز و نوائی دارد
نقش هر پرده که زد راه بجائی دارد

عالم از نالهٔ عشاق مبادا خالی
که خوش آهنگ و فرح بخش نوائی دارد

پیر دردی کش ما گرچه ندارد زر و زور
خوش عطابخش و خطاپوش خدائی دارد

از عدالت نبود دور گرش پرسد حال
پادشاهی که بهمسایه گدائی دارد

محترم دار دلم کاین مگس قند پرست
تا هواخواه تو شد فر همائی دارد

اشک خونین بطبیبان بنمودم گفتند
درد عشق است و جگرسوز دوائی دارد

ستم از غمزه میاموز که در مذهب عشق
هر عمل اجری و هر کرده جزائی دارد

نغز گفت آن بت ترسابچه باده فروش
شادی روی کسی خور که صفائی دارد

خسروا حافظ درگاه نشین فاتحه خواند
وز زبان تو تمنای دعائے دارد

من و انکار شراب این چه حکایت باشد	غالباً این قدرم عقل کفایت باشد
من که شبها ره تقوی زده‌ام با دف و چنگ	این زمان سر به ره آرم چه حکایت باشد
زاهد ار راه برندی نبرد معذور است	عشق کاریست که موقوف هدایت باشد
تا بغایت ره میخانه نمیدانستم	ورنه مستوری ما تا بچه غایت باشد
بنده پیر مغانم که ز جهلم برهاند	پیر ما هر چه کند عین عنایت باشد
زاهد و عجب و نماز و من و مستی و نیاز	تا خود او را ز میان با که عنایت باشد

دوش ازین غصه نخفتم که حکیمے میگفت
حافظ ار باده خورد جای شکایت باشد

مسلمانان مرا وقتے دلے بود	که با وے گفتمی گر مشکلے بود
دلے همدرد و یاری مصلحت بین	که استظهار هر اهل دلے بود
بگردابے چو می افتادم از غم	بتدبیرش امید ساحلے بود
ز من ضائع شد اندر کوی جانان	چه دامنگیر یا رب منزلے بود
بحال این پریشان رحمت آمد	که وقتے کاروان کاملے بود

مرا تا عشق تعلیم سخن کرد
حدیثم نکتهٔ هر محفلے بود

هنر بے عیب حرمان نبود لیکن
ز من محروم تر کی سائلے بود

سرشکم در طلب درها فشانید
ولے از وصل اولی حاصلے بود

مگو دیگر که حافظ نکته دانست
که ما دیدیم محکم غافلے بود

معاشران ز حریف شبانه یاد آرید
حقوق بندگی مخلصانه یاد آرید

چو در میان مراد آورید دست امید
ز عهد صحبت ما در میانه یاد آرید

چو عکس باده کند جلوه در رخ ساقی
ز عاشقان بسرود و ترانه یاد آرید

بوقت سرخوشی از آه و نالهٔ عشاق
بصوت نغمهٔ چنگ و چغانه یاد آرید

نمیخورید زمانے غم وفاداران
ز بیوفائے دور زمانه یاد آرید

سمند دولت اگر چند سرکشیده رود
ز همرهان بسر تازیانه یاد آرید

بوقت مرحمت ای ساکنان صدر جلال
ز روی حافظ و آن آستانه یاد آرید

من و صلاح و سلامت کس این گمان نبرد
که کس برند خرابات ظن آن نبرد

من این مرقع پشمینه بهر آن دارم
که زیر خرقه کشم می کس این گمان نبرد

مباش غرّه بعلم و عمل فقیه زمان
که هیچکس ز قضای خدای جان نبرد

مشو فریفته رنگ و بو قدح درکش
که زنگ سیاه غم ز دلت جز می مغان نبرد

اگر چه دیده بود پاسبان تو ای گل
بهوش باش که نقد تو پاسبان نبرد

سخن تبرز سخندان ادا مکن حافظ
که تحفه کس دُر و گوهر ببحر و کان نبرد

مراست دگر باره از دست برد
بمن باز آورد می دستبرد

هزار آفرین بر می سرخ باد
که از روی ما رنگ زردی ببرد

بنازم بدستی که انگور چید
مریزاد پایی که در هم فشرد

برو زاهدا خورده بر من مگیر
که کار خدائی نه کاریست خرد

مرا از ازل عشق شد سرنوشت
قضای نبشته نشاید سترد

مزن دم ز حکمت که در وقت مرگ
ارسطو دهد جان چو بیچاره گرد

مکن رنج بیهوده خرسند باش
قناعت کن ار نیست اطلس چه برد

چنان زندگانی کن اندر جهان
که چون مرده باشی نگویند مرد

شود مست وحدت ز جام الست
هر آنکو چو حافظ می صاف خورد

دل

مرا مهر سیه‌چشمان ز سر بیرون نخواهد شد — قضای آسمان است این و دیگرگون نخواهد شد

مرا روز ازل کاری بجز رندی نفرمودند — هر آن قسمت که آنجا شد کم و افزون نخواهد شد

مجال من همین باشد که پنهان عشق او ورزم — کنار و بوس و آغوشش چه گویم چون نخواهد شد

شراب لعل و جای امن و یار مهربان ساقی — دلا کی به شود کارت اگر اکنون نخواهد شد

بیا او دست بیدادان با آنگه چنگ بشنو هم — که ساز شرع زین افسانه بی‌قانون نخواهد شد

شبی مجنون به لیلی گفت کای محبوب بی‌همتا — ترا عاشق شود پیدا ولیکن مجنون نخواهد شد

رقیب آزارها فرمود و جای آشتی نگذاشت — مگر آه سحرخیزان سوی گردون نخواهد شد

بیا او دست صافیت رازِ دهر بنمایم — که کار عشق ازین افسانه‌ها افزون نخواهد شد

مشوی ای دیده نقش غم ز لوح سینه حافظ — که زخم تیغ دلدار است و رنگ خون نخواهد شد

معاشران گره از زلف یار باز کنید — شبی خوش است بدین قصه‌اش دراز کنید

حضور مجلس انس است و دوستان جمع‌اند — و ان یکاد بخوانید و در فراز کنید

رباب و چنگ به بانگ بلند می‌گویند — که گوش هوش به پیغام اهل راز کنید

هر آنکسی که درین حلقه نیست زنده به عشق — برو چو مرده به فتوای من نماز کنید

میان عاشق و معشوق فرق بسیار است — چو یار ناز نماید شما نیاز کنید

بجان دوست که غم پرده شما ندرد — گر اعتماد بر الطاف کارساز کنید

نخست موعظه پیر میفروش این است — که از معاشر ناجنس احتراز کنید

اگر طلب کند انعامی از شما حافظ
حوالتش به لب یار دلنواز کنید

مرا ز وصل تو گر زانکه دسترس باشد — دگر ز طالع خویشم چه ملتمس باشد

اگر به هر دو جهان یک نفس زنم با دوست — مرا ز هر دو جهان حاصل آن نفس باشد

بر آستان تو غوغای عاشقان چه عجب — که هر کجا شکرستان بود مگس باشد

ره خلاص کجا باشد آن غریبی را — که سیل محنت عشقش ز پیش و پس باشد

چه حاجت است به شمشیر قتل عاشق را — که نیم جان مرا یک کرشمه بس باشد

هزار بار شود آشنا و دیگر بار — مرا ببیند و گوید که این چه کس باشد

ازین سبب که مرا دست [illegible] کوتاه است — کیم به سرو بلند تو دسترس باشد

چو هست باده رنگین و صحبت جانان
مدام حافظ بیدل درین هوس باشد

بیزارم از نفس از دست فرقت فریاد — آه اگر ناله دارم نرساند بتو باد

چه سازم ار نکنم ناله و فریاد و فغان — گر ز فراق تو چنانم که بد اندیش مباد

روز و شب با غصه و خون میخورم و چون نخورم
چون ز دیدار تو دورم بچه باشم دلشاد

تا تو از چشم من سوخته دل دور شدی
ای بسا چشمهٔ خونین که دل از دیده گشاد

از بن هر مژه صد قطرهٔ خون بیش چکید
خون برآورد دل از دست فراقت فریاد

حافظ دل شده مستغرق یاد تست بروز
تو ازین بندهٔ دل خسته بکلی آزاد

مژده ای دل که دگر باد صبا باز آمد
هدهد خوش خبر از طرف سبا باز آمد

برکش ای مرغ سحر نغمهٔ داودی را
که سلیمان گل از طرف هوا باز آمد

لاله بوی می نوشین بشنید از دم صبح
داغ دل بود بامید دوا باز آمد

عارفی کو که کند فهم زبان سوسن
تا بگوید که چرا رفت و چرا باز آمد

مردمی کرد و کرم بخت خداداده من
کان بت سنگدل از راه وفا باز آمد

چشم من از پی این قافله بس آه کشید
تا بگوش دلم آواز درا باز آمد

گرچه با عهد شکستیم و گنه حافظ کرد
لطف او بین که بصلح از در ما باز آمد

نقد را بود آیا که عیاری گیرند
تا همه صومعه داران پی کاری گیرند

مصلحت دید من آنست که یاران همه کار
بگذارند و خم طرهٔ یاری گیرند

خوش گرفتند حریفان سر زلف ساقی — گر فلکشان بگذارد که قراری گیرند
یار ما این بچهٔ ترکان چه دلیرند بخون — که به تیر مژه هر لحظه شکاری گیرند
رقص بر شعر تر و نالهٔ نی خوش باشد — خاصه رقصی که در و دست نگاری گیرند
قوت بازوی پرهیز بخوبان مفروش — که درین خیل حصاری بسواری گیرند
زاغ چون شرم ندارد که نهد پا بر گل — بلبلان را سزد ار دامن خاری گیرند
تا کند اهل نظر خاک رهت کحل بصر — عمرها شد که سر راهگذاری گیرند

حافظ ابنای زمان را غم مسکینان نیست
زان میان گر بتوان به که کناری گیرند

ی

نفس بر آمد و کام از تو بر نمی آید — فغان که بخت من از خواب در نمی آید
درین خیال بسر شد زمان عمر و هنوز — بلای زلف سیاهت بسر نمی آید
مقیم زلف تو شد دل که خوش سوادی دید — وزان غریب بلاکش خبر نمی آید
قد بلند ترا تا ببر نمی گیرم — درخت بخت مرادم ببر نمی آید
ز شست صدق گشادم هزار تیر دعا — ازان میانه یکی کارگر نمی آید

کمینه شرط وفا ترک سر بود حافظ
برو اگر ز تو این کار بر نمی آید

نه هر که چهره برافروخت دلبری داند
نه هر که آینه سازد سکندری داند

نه هر که طرف کله کج نهاد و تند نشست
کلاه داری و آیین سروری داند

هزار نکته باریکتر ز مو اینجاست
نه هر که سر بتراشد قلندری داند

در آب دیدهٔ خود غرقه‌ام چه چاره کنم
که در محیط نه هر کس شناوری داند

غلام همت آن رند عافیت سوزم
که در گدا صفتی کیمیاگری داند

سواد نقطهٔ بینش ز خال تست مرا
که قدر گوهر یکدانه گوهری داند

بباختم دل دیوانه و ندانستم
که آدمی بچه‌ای شیوهٔ پری داند

بقد و چهره هر آنکس که شاه خوبان شد
جهان بگیرد اگر دادگستری داند

وفا و عهد نکو باشد ار بیاموزی
دگرنه هر که تو بینی ستمگری داند

تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن
که دوست خود روش بنده‌پروری داند

ز شعر دلکش حافظ کسی شود آگاه
که لطف طبع و سخن گفتن دری داند

نیست در شهر نگاری که دل ما ببرد
بختم ار یار شود رختم از اینجا ببرد

کو حریفی کش سرمست که پیش کرمش
عاشق سوخته دل نام تمنا ببرد

در خیال این همه لعبت بهوس می‌بازم
بو که صاحب نظری نام تماشا ببرد

راه عشق ار چه کمینگاه کمانداران است
هر که دانسته رود صرفه ز اعدا ببرد

سحر با معجزه پهلو نزند دل خوش دار
سامری کیست که دست از ید بیضا ببرد

جام مینائی می سد ره تنگدلیست
منه از دست که سیل غمت از جا ببرد

باغبانا ز خزان بیخبرت می‌بینم
آه ازان روز که بادت گل رعنا ببرد

رهزن دهر نخفته است مشو ایمن از و
اگر امروز نبرده است که فردا ببرد

بانگ گاوی چه صدا باز دهد عشوه مخر
که سها عکس ز خورشید مصفا ببرد

علم و فضلی که بچل سال دلم جمع آورد
ترسم آن نرگس مستانه بیغما ببرد

حافظ ار جان طلبد نرگس مستانهٔ او
خانه از غیر بپرداز و بهل تا ببرد

نفس باد صبا مشک فشان خواهد شد
عالم پیر دگر باره جوان خواهد شد

ارغوان جام عقیقی بسمن خواهد داد
چشم نرگس بشقایق نگران خواهد شد

گل عزیز است غنیمت شمریدش صحبت
که بباغ آمد ازین راه و ازان خواهد شد

این تطاول که کشید از غم هجران بلبل
تا سراپردهٔ گل نعره زنان خواهد شد

ای دل ار عشرت امروز بفردا فکنی
مایهٔ نقد بقا را که ضمان خواهد شد

ماه شعبان منه از دست قدح کاین خورشید
از نظر تا شب عید رمضان خواهد شد

مطربا مجلس انس است غزل خوان و سرود
چند گوئی که چنین است و چنان خواهد شد

گر ز مسجد بخرابات شدم عیب مکن
مجلس وعظ دراز است و زمان خواهد شد

حافظا از بهر تو آمد سوی اقلیم وجود
قدمی نه بوداعش که روان خواهد شد

نقد صوفی نه همه صافی و بیغش باشد
ای بسا خرقه که مستوجب آتش باشد

صوفی ما که ز ورد سحری مست شدی
شامگاهش نگران باش که سرخوش باشد

خوش بود گر محک تجربه آید بمیان
تا سیه روی شود هر که درو غش باشد

ناز پرورد تنعم نبرد راه بدوست
عاشقی شیوهٔ رندان بلاکش باشد

خط ساقی گر ازین گونه زند نقش بر آب
ای بسا رخ که بخونابه منقش باشد

غم دنیای دنی چند خوری باده بخور
حیف باشد دل دانا که مشوش باشد

دلق و سجادهٔ حافظ ببرد باده فروش
گر شرابش از کف آن ساقی مهوش باشد

نسبت رویت اگر با ماه و پروین کرده‌اند
صورت نادیده تشبیهی بتخمین کرده‌اند

شمهٔ از داستان عشق شورانگیز ماست
این حکایتها که از فرهاد و شیرین کرده‌اند

نکهت جانبخش دارد خاک کوی گلرخان
عارفان زانجا مشام عقل مشکین کرده‌اند

خاکیان بی بهره اند از جرعهٔ کاس الکرام
این تطاول بین که با عشاق مسکین کرده اند

شهپر زاغ و زغن زیبای صید و قید نیست
کاین کرامت همرهٔ شهباز و شاهین کرده اند

ساقیا مے ده که با حکم ازل تدبیر نیست
قابل تغییر نبود آنچه تعیین کرده اند

از خرد بیگانه شو چون جانش اندر برش
دختر رز را که نقد عقل کابین کرده اند

در سفالین کاسهٔ رندان بخواری منگرید
کاین حریفان خدمت جام جهان بین کرده اند

تیر مژگان دراز و غمزهٔ جادو نکرد
آنچه آن زلفها دراز و خال مشکین کرده اند

یک شکر انعام ما بود و لبت رخصت نداد
هم تو انصافش بده شیرین لبان این کرده اند

شاهدان از آتش رخسار رنگین و سیه دم
زاهدان را رخنها اندر دل و دین کرده اند

شعر حافظ را که یکسر مدح احسان شماست
هر کجا بشنیده اند از لطف تحسین کرده اند

واعظان کاین جلوه بر محراب و منبر میکنند
چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبه فرمایان چرا خود توبه کمتر میکنند

گوئیا باور نمیدارند روز داورے
کاین همه قلب و دغل در کار داور میکنند

یارب این نو دولتان را بر خر خودشان نشان
کاین همه ناز از غلام ترک و استر میکنند

بندهٔ پیر خراباتم که درویشان او
گنج را از بی نیازی خاک بر سر میکنند

ای گدای خانقه باز آ که در دیر مغان
میدهند آبی و دلها را توانگر میکنند

حسن بی پایان او چندانکه عاشق میکشد
زمرهٔ دیگر بعشق از غیب سر بر میکنند

خانه خالی کن دلا تا منزل جانان شود
کین هوسناکان دل و جان جای دیگر میکنند

آه آه از دست صرافان گوهر ناشناس
هر زمان خرمهره را با دُر برابر میکنند

بر در میخانه عشق ای ملک تسبیح گوی
کاندر انجا طینت آدم مخمر میکنند

صبحدم از عرش می آمد خروشی عقل گفت
قدسیان گوئی که شعر حافظ از بر میکنند

هر که شد محرم دل در حرم یار بماند
وانکه این کار ندانست دران کار بماند

اگر از پرده برون شد دل من عیب مکن
شکر ایزد که نه در پرده پندار بماند

صوفیان واستدند از گرو می همه رخت
خرقهٔ ماست که در خانهٔ خمار بماند

خرقه پوشان دگی مست گذشتند و گذشت
قصهٔ ماست که در هر سر بازار بماند

داشتم دلقی و صد عیب مرا می پوشید
خرقه رهن می و مطرب شد و زنار بماند

از صدای سخن عشق ندیدم خوشتر
یادگاری که درین گنبد دوار بماند

هر می لعل کزان جام بلورین ستدم
آب حسرت شد و در چشم گهربار بماند

جز دلم کو ز ازل تا بابد عاشق اوست
جاودان کس نشنیدم که درین کار بماند

گشت بیمار که چون چشم تو گردد نرگس — شیوهٔ آن نشدش حاصل و بیمار بماند

بر جمال تو چنان صورت چین حیران شد — که حدیثش همه جا بر در و دیوار بماند

بتماشاگه زلفش دل حافظ روزی — شد که باز آید و جاوید گرفتار بماند

هر آنکو خاطر مجموع و یار نازنین دارد — سعادت همدم او گشت و دولت همنشین دارد

جناب عشق را درگه بسی بالاتر از عقل است — کسی آن آستان بوسد که جان در آستین دارد

بخواری منگر ای منعم ضعیفان و فقیران را — که صدر مسند عزت فقیر ره نشین دارد

دهان تنگ شیرینت مگر مهر سلیمان است — که نقش خاتم لعلش جهان زیر نگین دارد

چو بر روی زمین باشی توانائی غنیمت دان — که دوران ناتوانیها بسی زیر زمین دارد

بلاگردان جان و دل دعای مستمندانست — که بیند خیر از آن خرمن که ننگ از خوشه چین دارد

صبا از عشق من رمزی بگو با آن شه خوبان — که صد جمشید و کیخسرو غلام کمترین دارد

لب لعل و خط مشکین چو آنش هست و اینش هست — بنازم دلبر خود را که حسنش آن و این دارد

اگر گوید نمیخواهم چو حافظ بندهٔ مفلس — بگوییدش که سلطانی گدای ره نشین دارد

هر آنکه جانب اهل وفا نگه دارد — خداش در همه حال از بلا نگه دارد

گرت هواست که معشوق نگسلد پیوند — نگاه دار سر رشته تا نگهدارد

حدیث دوست نگویم مگر بحضرت دوست — که آشنا سخن آشنا نگهدارد

سر و زر و دل و جانم فدای آن یاری — که حق صحبت مهر و وفا نگهدارد

دلا معاش چنان کن که گر بلغزد پای — فرشته‌ات بدو دست دعا نگهدارد

نگه نداشت دل ما بجای زلفش نیست — ز دست بنده چه خیزد خدا نگهدارد

صبا در آن سر زلف ار دل مرا بینی — ز روی لطف بگویش که جا نگهدارد

غبار راهگذارت کجاست تا حافظ
بیادگار نسیم صبا نگهدارد

همای اوج سعادت بدام ما افتد — اگر ترا گذری بر مقام ما افتد

حباب وار براندازم از نشاط کلاه — اگر ز روی تو عکسی بجام ما افتد

ببارگاه تو چون باد را نباشد راه — کی اتفاق مجال سلام ما افتد

چو جان فدای لبت شد خیال می‌بستم — که قطره‌ٔ ز زلالت بکام ما افتد

خیال زلف تو گفتا که جان وسیله مساز — کزین شکار فراوان بدام ما افتد

ملوک را چو ره خاک بوس این در نیست — کی التفات جواب سلام ما افتد

بنا امیدی ازین در مرو بزن فالی — بود که قرعهٔ دولت بنام ما افتد

شبی که ماه مراد از افق طلوع کند
بود که پرتو نوری به بام ما افکند

ز خاک کوی تو هرگه که دم زند حافظ
نسیم گلشن جان در مشام ما افکند

هر کرا با خط سبزت سر سودا باشد
پای ازین دایره بیرون ننهد تا باشد

در قیامت که سر از خاک لحد برگیرم
داغ سودای توام سر سویدا باشد

ظل ممدود خم زلف توام بر سر باد
کاندرین سایه قرار دل شیدا باشد

چون دل من شد از چهره برون آی درآی
کز دگر باره بالا قامت شیدا باشد

تا کی ای دُرّ گرانمایه روا خواهی داشت
کز غمت دیده مردم همه دریا باشد

از بن هر مژه‌ام آب روانست بیا
اگرت میل لب جوی و تماشا باشد

چشمت از ناز به حافظ نکند میل آری
سرگرانی صفت نرگس شهلا باشد

هرگزم مهر تو از لوح دل و جان نرود
هرگز از یاد من آن سرو خرامان نرود

آن چنان مهر توام در دل و جان جای گرفت
که گرم سر برود مهر تو از جان نرود

از دماغ من سرگشته خیال دهنت
بجفای فلک و غصه دوران نرود

آنچه از بار غمت در دل مسکین نشست
برود دل ز من و از دل من آن نرود

در ازل بست دلم با سر زلفت پیوند
تا ابد سر نکشد وز سر پیمان نرود

گر رود از پی خوبان دل من معذور است
درد دارد چه کند کز پی درمان نرود

هر که خواهد که چو حافظ نشود سرگردان
دل بخوبان ندهد در پی ایشان نرود

هوس باد بهارم بسوی صحرا برد
باد بوی تو بیاورد و قرار از ما برد

هر کجا بود دلی چشم تو برد از راهش
نه دل خستهٔ بیمار مرا تنها برد

جام می دوش لبت مژدهٔ جانبخشی زد
آبرو از لب جان بخش تو آن بخشا برد

راه با غمزهٔ آن ترک کمان ابرو زد
رخت با خنده و آن سرو سهی بالا برد

دل سنگین ترا اشک من آورد به راه
سنگ را سیل تواند به ره دریا برد

بحث شطرنج دل حافظ مکن از نرد تنی
پیش شاه علی تیزدان حضرت هزار آوا برد

یاد باد آنکه نهانت نظری با ما بود
رقم مهر تو بر چهرهٔ ما پیدا بود

یاد باد آنکه چو چشمت بعتابم می کشت
معجز عیسویت در لب شکرخا بود

یاد باد آنکه مه من چو کله بشکستی
در رکابش مه نو پیک جهان پیما بود

یاد باد آنکه رخت شمع طرب می افروخت
وین دل سوخته پروانهٔ ناپروا بود

یاد باد آنکه چو یاقوت قدح خنده زدی — در میان من و لعل تو حکایتها بود

یاد باد آنکه دران بزمگه خلق و ادب — آنکه او خندهٔ مستانه زدی صهبا بود

یاد باد آنکه صبوحی زده در مجلس انس — جز من و یار نبودیم و خدا با ما بود

یاد باد آنکه خراباتنشین بودم و مست — آنچه در مجلسم امروز کم است آنجا بود

یاد باد آنکه باصلاح شما میشد راست
نظم هر گوهر ناسفته که حافظ را بود

یاد باد آنکه سر کوی توام منزل بود — دیده را روشنی از خاک درت حاصل بود

راست چون سوسن و گل از اثر صحبت پاک — بر زبان بود مرا آنچه ترا در دل بود

دل چو از پیر خرد نقد معانی می‌جست — عشق میگفت بشرح آنکه برو مشکل بود

آه ازین جور و تظلم که درین دامگه است — وای زان عیش و تنعم که در آن محفل بود

در دلم بود که بی دوست نباشم هرگز — چه توان کرد که سعی من و دل باطل بود

دوش بر یاد حریفان بخرابات شدم — خم مے دیدم خون در دل و پا در گل بود

بس بگشتم که بپرسم سبب درد فراق — مفتی عقل درین مسئله لایعقل بود

راستی خاتم فیروزهٔ بواسحاقی — خوش درخشید ولے دولت مستعجل بود

دیدی آن قهقههٔ کبک خرامان حافظ — که ز سرپنجهٔ شاهین قضا غافل بود

یاری اندر کس نمی بینیم یاران را چه شد
دوستی کی آخر آمد دوستداران را چه شد

آب حیوان تیره گون شد خضر فرخ پی کجاست
خون چکید از شاخ گل باد بهاران را چه شد

صد هزاران گل شکفت و بانگ مرغی برنخاست
عندلیبان را چه پیش آمد هزاران را چه شد

لعلی از کان مروت برنیامد سالهاست
تابش خورشید و سعی باد و باران را چه شد

زهره سازی خوش نمی سازد مگر عودش بسوخت
کس ندارد ذوق مستی میگساران را چه شد

کس نمی گوید که یاری داشت حق دوستی
حق شناسان را چه حال افتاد یاران را چه شد

گوی توفیق و کرامت در میان افکنده اند
کس بمیدان در نمی آید سواران را چه شد

حافظا اسرار الهی کس نمی داند خموش
از که می پرسی که دور روزگاران را چه شد

یک دو جامم دی سحرگه اتفاق افتاده بود
وز لب ساقی شرابم در مذاق افتاده بود

از سر مستی دگر با شاهد عهد شباب
رجعتی میخواستم لیکن طلاق افتاده بود

نقش می بستم که گیرم بوسه زان چشم مست
طاقت و صبر از خم ابروش طاق افتاده بود

ساقیا جام دمادم ده که در سیر طریق
هر که عاشق وش نباشد در نفاق افتاده بود

ای معبر مژده ای فرما که دوشم آفتاب
در شکرخواب صبوحی هم وثاق افتاده بود

در مقامات طریقت هر کجا کردیم سیر
عافیت را با نظربازی فراق افتاده بود

گر نبودی شاه یحیی نصرة الدین از کرم — کار ملک و دین ز نظم و اتفاق افتاده بود

حافظ آن ساعت که این نظم پریشان می‌نوشت
طائر شوقش بدام اشتیاق افتاده بود

یارم چو قدح بدست گیرد — بازار بتان شکست گیرد
در پیش فتاده‌ام چو ماهی — تا یار مرا بشست گیرد
در پاش فتاده‌ام بزاری — آیا بود آنکه دست گیرد
هر کس که بدید چشم او گفت — کو محتسبی که مست گیرد

خرم دل آنکه همچو حافظ
جامی ز می الست گیرد

بنویس دلا بیار کاغذ — بفرست بآن نگار کاغذ
ای باد صبا بر آن شوخ — از عاشق بیقرار کاغذ
هر گه نرسید ازو جوابی — گر بنویسم هزار کاغذ
تا نام تو نقش شد بر او نامه — بر صفحهٔ روزگار کاغذ

بنویس ز روی مهربانی
بر حافظ دلفگار کاغذ

۱۰ الا ای طوطی گویای اسرار | مبادا خالیت شکر ز منقار
سرت سبز و دلت خوش باد جاوید | که خوش نقشی نمودی از خط یار
سخن سربسته گفتی با حریفان | خدا را زین معما پرده بردار
بروی ما زن از ساغر گلابی | که خواب آلوده‌ایم ای بخت بیدار
چه ره بود اینکه زد در پرده مطرب | که می‌رقصند باهم مست و هشیار
از آن افیون که ساقی در می افکند | حریفان را نه سر ماند نه دستار
خرد هرچند نقد کاینات است | چه سنجد پیش عشق کیمیاکار
سکندر را نمی‌بخشند آبی | بزور و زر میسر نیست این کار
بیا و حال اهل درد بشنو | بلفظ اندک و معنی بسیار
بمستوران مگو اسرار مستی | حدیث جان مپرس از نقش دیوار
بت چینی عدوی دین و دلهاست | خداوندا دل و دینم نگهدار
خداوندی بجای بندگان کرد | خداوندا ز آفاتش نگهدار

بیمن دولت منصور شاهی
علم شد حافظ اندر نظم اشعار

صبا ای باد مشکبو بگذر سوی آن نگار | بگشا گره ز زلفش بوی بهار بیار

ای خرم از فروغ رخت لاله زار عمر
باز آ که ریخت بی گل رویت بهار عمر

از دیده گر سرشک چو باران رود رواست
کاندر غمت چو برق بشد روزگار عمر

بی عمر زنده ام من و زین پس عجب مدار
روز فراق را که نهد در شمار عمر

اندیشه از محیط فنا نیست هر که را
بر نقطهٔ دهان تو باشد مدار عمر

در هر طرف ز خیل حوادث کمینگه است
زان رو عنان گسسته دواند سوار عمر

این یک دو دم که دولت دیدار ممکن است
دریاب کار دل که نه پیداست کار عمر

تا کی می صبوح و شکر خواب صبحدم
بیدار گرد هان که نماند اختیار عمر

دی در گذار بود و نظر سوی ما نکرد
بیچاره دل که هیچ ندید از گذار عمر

حافظ سخن بگوی که در صفحهٔ جهان
این نقش ماند از قلمت یادگار عمر

ای صبا نکهتی از خاک در یار بیار
ببر اندوه دل و مژدهٔ دلدار بیار

نکتهٔ روح فزا از دهن یار بگوی
نامهٔ خوش خبر از عالم اسرار بیار

تا معطر کنم از لطف نسیم تو مشام
شمه‌ای از نفحات نفس یار بیار

به وفای تو که خاک رهِ آن یار عزیز
بی غباری که پدید آید از اغیار بیار

روزگاریست که دل چهرهٔ مقصود ندید
ساقیا این قدح آینه کردار بیار

(۱) گردی از رهگذر دوست بکوری رقیب — بهر آسایش این دیدهٔ خونبار بیار
دل دیوانه ز زنجیر نمی آید باز — حلقهٔ از خم آن طرهٔ طرار بیار
خامی و ساده دلی شیوهٔ جانبازان نیست — خبری از بر آن دلبر عیار بیار
شکر آن را که تو در عشرتی ای مرغ چمن — باسیران قفس مژدهٔ گلزار بیار
کام جان تلخ شد از صبر که کردم بی دوست — عشوهٔ زان لب شیرین شکربار بیار

دلق حافظ بچه ارزد بمیش رنگین کن
وانگهش مست و خراب از سر بازار بیار

ای صبا نکهتی از کوی فلانی بمن آر — زار و بیمار غمم راحت جانی بمن آر
قلب بیحاصل ما را بزن اکسیر مراد — یعنی از خاک در دوست نشانی بمن آر
در کمینگاه نظر با دل خویشم جنگ است — ز ابرو و غمزهٔ او تیر و کمانی بمن آر
در غریبی و فراق و غم دل پیر شده — ساغری می ز کف تازه جوانی بمن آر
منکران را هم ازین می دو سه ساغر بچشان — وگر ایشان نستانند روانی بمن آر
ساقیا عشرت امروز بفردا مفکن — یا ز دیوان قضا خط امانی بمن آر

دلم از پرده بشد دوش که حافظ میگفت
ای صبا نکهتی از کوی فلانی بمن آر

روی بنما و مرا گو که دل از جان برگیر
پیش شمع آتش پروانه بجان گو درگیر

در لب تشنهٔ ما بین و مدار آب دریغ
بر سر کشتهٔ خویش آی و ز خاکش برگیر

چنگ بنواز و بساز ار نبود عود چه باک
آتشم عشق و دلم عود و تنم مجمر گیر

در سماع آی و ز سر خرقه برانداز و برقص
ورنه در گوشه نشین دلق ریا در بر گیر

دوست گو یار شو و هر دو جهان دشمن باش
بخت گو پشت کن و روی زمین لشکر گیر

ترک درویش مگیر ار نبود سیم و زرش
در غمت سیم شمار اشک و رخش را زر گیر

میل رفتن مکن ای دوست دمی با ما باش
بر لب جوی طرب جوی و بکف ساغر گیر

رفته گیر از برم و زآتش و آب دل و چشم
گونه ام زرد و لبم خشک و کنارم تر گیر

صوف برکش ز سر و بادهٔ صافی درکش
سیم در باز و به زر سیمبری در بر گیر

حافظ آراسته کن بزم و بگو واعظ را
که ببین مجلسم و ترک سر منبر گیر

روی بنما و وجود خودم از یاد ببر
خرمن سوختگان را همه گو باد ببر

ما چو دادیم دل و دیده بطوفان بلا
گو بیا سیل غم و خانه ز بنیاد ببر

زلف چون عنبر خامش که ببوید هیهات
ای دل خام طمع این سخن از یاد ببر

سینه گو شعلهٔ آتشکدهٔ پارس بکش
دیده گو آب رخ دجلهٔ بغداد ببر

سعی ناکرده درین راه بجائی نرسی
مزد اگر میطلبی طاعت استاد ببر

دوش میگفت بمژگان درازت بکشم
یا رب از خاطرش اندیشهٔ بیداد ببر

روز مرگم نفسی وعدهٔ دیدار بده
وانگهم تا بلحد فارغ و آزاد ببر

دولت پیر مغان باد که باقی سهل است
دیگری گو برو و نام من از یاد ببر

بعد ازین چهرهٔ زرد من و خاک در دوست
باده پیش آر و بیکبار غم از یاد ببر

حافظا اندیشه کن از نازکی خاطر یار
برو از درگهش این ناله و فریاد ببر

ساقیا مایهٔ شباب بیار
یک دو ساغر شراب ناب بیار

داروی درد عشق یعنی می
کوست درمان شیخ و شاب بیار

آفتابست و ماه باده و جام
در میان مه آفتاب بیار

غم دوران مخور که رفت و زرفت
نغمهٔ بربط و رباب بیار

میکند عقل سرکشی تمام
گردنش را ز می طناب بیار

بزن این آتشم مرا آبی
یعنی آن آتش چو آب بیار

گل اگر رفت گو بشادی رو
بادهٔ ناب چون گلاب بیار

غلغل قمری ار نماند رواست
قلقل شیشهٔ شراب بیار

یا صواب است یا خطا هر رون ‌‌ ‌‌ گر خطا هست و گر صواب بیار

وصل او جز بخواب نتوان دید ‌‌ ‌‌ دارویی کوست اصل خواب بیار

گرچه مستم سه چار جام دگر ‌‌ ‌‌ تا بکلی شوم خراب بیار

یک دو رطل گران به حافظ ده
گر گناه است و گر ثواب بیار

شب قدر است و طی شد نامهٔ هجر ‌‌ ‌‌ سلام فیه حتی مطلع الفجر

دلا در عاشقی ثابت قدم باش ‌‌ ‌‌ که در این ره نباشد کار بی اجر

من از رندی نخواهم کرد توبه ‌‌ ‌‌ و لو آذیتنی بالهجر والحجر

دلم رفت و ندیدم روی دلدار ‌‌ ‌‌ فغان از این تطاول آه از این زجر

برآی ای صبح روشندل خدا را ‌‌ ‌‌ که بس تاریک می‌بینم شب هجر

وفا خواهی جفاکش باش حافظ
فان الربح والخسران فی التجر

صبا ز منزل جانان گذر دریغ مدار ‌‌ ‌‌ وز او به عاشق مسکین خبر دریغ مدار

بشکر آنکه شگفتی بکام دل ای گل ‌‌ ‌‌ نسیم وصل ز مرغ سحر دریغ مدار

مراد ما همه موقوف یک کرشمهٔ تست ‌‌ ‌‌ ز دوستان قدیم این قدر دریغ مدار

زانجا که پرده پوشی لطف عمیم تست	بر نقد ما بپوش که قلبیست کم عیار
ترسم که روز حشر عنان بر عنان رود	تسبیح شیخ و خرقهٔ رند شرابخوار

حافظ چو رفت روزه و گل نیز میرود
ناچار باده نوش که از دست رفت کار

عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چه کار	تشنهٔ دردم مرا با وصل و با هجران چه کار
از لب جانان همی یابم نشان زندگی	پس مرا ای جان من با جان و با جانان چه کار
کشتهٔ عشقم مرا از شحنهٔ دوران چه غم	مفلس عورم مرا با زمرهٔ دیوان چه کار
قبلهٔ محراب من ابروی دلدار است و بس	این دل شوریده را با این چه و با آن چه کار
چونکه اندر هر دو عالم یار میباید مرا	با بهشت و دوزخ و با حور و با غلمان چه کار
هر که از خود شد جدا در طریق عاشقی	از غم و درویش چه آگاهی و با دربان چه کار
صورت بت گون چه خواهی سیرت پیران گزین	مرد عاشق پیشه را با صورت الوان چه کار

حافظا گر عاشق و مستی دگر ره باز گوی
عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چه کار

گر بود عمر به میخانه روم بار دگر	بجز از خدمت رندان نکنم کار دگر
خرم آن روز که با دیدهٔ گریان بروم	تا زنم آب در میکده یک بار دگر

مرا فرصت نیست زین دم خدا را مددی / تا برم گوهر خود را بخریدار دگر

عافیت می‌طلبد خاطرم ار بگذارند / غمزهٔ شوخش و آن طرهٔ طرار دگر

گر مساعد شودم دائرهٔ چرخ کبود / هم بدست آورمش باز بپرگار دگر

راز سربستهٔ ما بین که بدستان گفتند / هر زمان با دف و نی بر سر بازار دگر

یار اگر رفت و حق صحبت دیرین نشناخت / حاش لله که روم من ز پی یار دگر

هردم از درد بنالم که فلک هر ساعت / کندم قصد دل زار بآزار دگر

بازگویم نه درین واقعه حافظ تنهاست / غرقه گشتند درین بادیه بسیار دگر

نصیحتی کنمت بشنو و بهانه مگیر / هر آنچه ناصح مشفق بگویدت بپذیر

ز وصل روی جوانان تمتعی بردار / که در کمینگه عمرست مکر عالم پیر

نعیم هر دو جهان پیش عاشقان بجوی / که این متاع قلیلست و آن عطای کثیر

معاشری خوش و رودی بساز میخواهم / که درد خویش بگویم بنالهٔ بم و زیر

بر آن سرم که ننوشم می و گنه نکنم / اگر موافق تدبیر من شود تقدیر

دل رمیدهٔ ما را که پیش میگیرد / خبر دهید بمجنون خسته از زنجیر

چو قسمت ازلی بی حضور ما کردند / گر اندکی نه بوفق رضاست خرده مگیر

بعزم توبه نهادم قدح ز کف صد بار
ولی کرشمهٔ ساقی نمیکند تقصیر

چو لاله در قدحم ریز ساقیا مے ناب
که نقش خال نگارم نمی رود ز ضمیر

مے دو ساله و محبوب چارده ساله
همین بس است مرا صحبت صغیر و کبیر

نگفتمت که حذر کن ز زلف او ای دل
که میکشند دران حلقه باد در زنجیر

بیار ساغر یاقوت [illegible] خوشاب
حسود گو کرم آصفی ببین و بمیر

بنوش باده و [illegible] وصال جانان کن
سخن شنو که ز [illegible] زاهد [illegible]

حدیث توبه درین بزمگه مگو حافظ
که ساقیان کمان ابرویت زنند بتیر

چه جای گفتهٔ خواجو و شعر سلمان است
که شعر حافظ شیراز به ز شعر ظهیر

یوسف گم گشته باز آید بکنعان غم مخور
کلبهٔ احزان شود روزی گلستان غم مخور

ای دل غمدیده حالت به شود دل بد مکن
وین سر شوریده باز آید بسامان غم مخور

دور گردون گر دو روزی بر مراد ما نگشت
دائما یکسان نباشد حال دوران غم مخور

گر بهار عمر باشد باز بر تخت چمن
چتر گل بر سر کشی ای مرغ خوشخوان غم مخور

هان مشو نومید چون واقف نهٔ از سر غیب
باشد اندر پرده بازیهای پنهان غم مخور

هر که سرگردان بعالم گشت و غمخواری نیافت
آخر الامر او بغمخواری رسد هان غم مخور

در بیابان گر بشوق کعبه خواهی زد قدم — سرزنشها گر کند خار مغیلان غم مخور

حال ما در فرقت جانان و ابرام رقیب — جمله میداند خدای حال گردان غم مخور

ای دل ار سیل فنا بنیاد هستی بر کند — چون ترا نوح ست کشتیبان ز طوفان غم مخور

گرچه منزل بس خطرناکست و مقصد ناپدید — هیچ راهی نیست کو را نیست پایان غم مخور

حافظا در کنج فقر و خلوت شبهای تار
تا بود وردت دعا و درس قرآن غم مخور

ای سرو ناز حسن که خوش میروی بناز — عشاق را بناز تو هر لحظه صد نیاز

فرخنده باد طالع نازت که در ازل — ببریده اند بر قد سروت قبای ناز

آن را که بوی عنبر زلف تو آرزوست — چون عود گو بر آتش سوزان بسوز و ساز

از طعنهٔ رقیب نگردد عیار کم — چون زر اگر برند مرا در دهان گاز

پروانه را ز شمع بود سوز دل ولی — بی شمع عارض تو دلم را بود گداز

دل کز طواف کعبهٔ کویت وقوف یافت — از شوق آن حریم ندارد سر حجاز

هر دم بخون دیده چه حاجت وضو چو نیست — بی طاق ابروی تو نماز مرا جواز

صوفی که بی تو توبه ز می کرده بود دوش — بشکست عهد چون در میخانه دید باز

چون باده مست بر سر خم رفت کف زنان — حافظ که دوش از لب ساقی شنید راز

براه میکده عشاق راست در تک و تاز
همان نیاز که حجاج را براه حجاز

چه گویمت که ز سوز درون چه می‌بینم
ز اشک پرس حکایت که من نیم غماز

غرض کرشمهٔ حسن است ورنه حاجت نیست
جمال دولت محمود را بزلف ایاز

بهیچ در نروم بعد ازین ز حضرت دوست
چو کعبه یافتم آیم ز بت‌پرستی باز

شبی چنین به سحر گو ز بخت میخواهم
که با تو شرح سرانجام خود کنم آغاز

تنم ز هجر تو چشم از جهان فرو میدوخت
امید دولت وصل تو داد جانم باز

چه حلقه‌ها که زدم بر در دل ز سر سوز
بهوسی روز وصال تو در شبان دراز

چو غنچه سر نهفته نهان کجا ماند
دل مرا که نسیم صباست محرم راز

ز شوق مجلس آن ماه خرگهی حافظ
گرت چو شمع جفایی رسد بسوز و بساز

برنیامد از تمنای لبت کامم هنوز
بر امید جام لعلت دردی آشامم هنوز

روز اول رفت دینم در سر زلفین تو
تا چه خواهد شد درین سودا سرانجامم هنوز

از خطا گفتم شبی موی ترا مشک ختن
میزند هر لحظه تیغی مو بر اندامم هنوز

نام من رفتست روزی بر لب جانان بسهو
اهل دل را بوی جان می‌آید از نامم هنوز

پرتو روی ترا در خلوتم دید آفتاب
میرود چون سایه هر دم بر در و بامم هنوز

در ازل داده است ما را ساقی لعل لبت
جرعه جامی که من سرگرم آن جامم هنوز

ساقیا یک جرعه زان آب آتشگون که من
در میان پختگان عشق او خامم هنوز

ای که گفتی جان بده تا باشدت آرام دل
جان بغمهایش سپردم نیست آرامم هنوز

در قلم آورد حافظ قصه لعل لبش
آب حیوان میرود هر دم ز اقلامم هنوز

صبا بمقدم گل راح روح بخشد باز
کجاست بلبل خوشگو که بر کشد آواز

دلا ز هجر مکن ناله زانکه در عالم
غم است و شادی و خار و گل و نشیب و فراز

دوتا شدم چو کمان از غم و نمیگویم
هنوز ترک کمان ابروان تیر انداز

حکایت شب هجران بدشمنان که نهند
که نیست سینه ارباب کینه محرم راز

ز طره تو پریشانی دلم شد فاش
ز مشک نیست غریب ار بود غماز

هزار دیده بروی تو ناظرند و تو خود
نظر بروی کسی نمیکنی آغاز

اگر نبود دستهای دل رود و ناله مکن
دم از محبت او میزن و بدرد بساز

غبار خاطر ما چشم کور کند
تو مرغ سجای نه ای حافظا ز مقام نیاز

منم غریب دیار و توئی غریب نواز
دمی بحال غریب دیار خود پرداز

بهر کمند که خواهی بگیر و بازم بند
بشرط آنکه ز کارم نظر نگیری باز

بر آستین خیال تو سید هم بوسه
بر آستان وصالت چه نیست سد نیاز

نه این زمان من شیفته دل نهادم روی
بر آستان تو کاندر ازل نهادم باز

ولا منال ز شامی که صبح در پی اوست
که نیش و نوش بهم باشد و نشیب و فراز

گرم چو خاک زمین خوار میکنی سهل است
خرام میکن و بر خاک سایه می انداز

درون سینه دلم چون کبوتران لب بام
چه حاجتیست که بر جان بانهادی باز

خیال قد بلند تو میکند دل من
تو دست کوته من بین و آستین دراز

مکن به شیوه در من ای ناصحی نه امروز است
که حافظ از ازل او رند بود و شاهد باز

منم که دیده بدیدار دوست کردم باز
چه شکر گویمت ای کارساز بنده نواز

نیازمند بلا گو رخ از غبار مشوی
که کیمیای مراد است خاک کوی نیاز

بیک دو قطره که ایثار کردی ای دیده
بسا که در رخ دولت کنی کرشمه و ناز

طهارت ار نه بخون جگر کند عاشق
بقول مفتی عشقش درست نیست نماز

ز مشکلات طریقت عنان متاب ای دل
که مرد راه نیندیشد از نشیب و فراز

درین مقام مجازی بجز پیاله مگیر
درین سراچه بازیچه غیر عشق مباز

من از نسیم سخن چین چه طرف بربندم | چو سرو راستی بیرون باغ نیستم را

اگرچه حسن تو از عشق غیر مستغنی ست | من آن نیم که ازین عشقبازی آیم باز

غزل سرائی ناهید صرفه ای نبرد
در آن مقام که حافظ برآورد آواز

هزار شکر که دیدم بکام خویشت باز | ترا بکام خود و با تو خویش را دمساز

روندگان حقیقت ره بلا سپرند | رفیق عشق چه غم دارد از نشیب و فراز

غم حبیب نهان به ز جستجوی رقیب | که نیست سینهٔ ارباب کینه محرم راز

چه فتنه بود که مشاطهٔ قضا انگیخت | که کرد نرگس مستش سیه بسرمهٔ ناز

بدین سپاس که مجلس منور است بدوست | گرت چو شمع جفائی رسد بسوز و بساز

لاشے که پرسش من آمد از غم عشق | زناشکیپس حکایت که من نیم غماز

اسیر قد تو میداشتم ز بخت بلند | نسیم زلف تو میخواستم ز عمر دراز

چنیم بوسه دعای بگو ز اہل دلے | تا | که کید دشمنت از جان و جسم دارد باز

فگنده زمزمهٔ عشق در حجاز و عراق
نوای بانگ غزلهای حافظ شیراز

بیا و کشتی ما در شط شراب انداز | غریو و ولوله در جان شیخ و شاب انداز

مرا بکشتی باده درافکن ای ساقی — که گفته‌اند نکوئی کن و در آب انداز

زکوی میکده برگشته‌ام ز راه خطا — مرا دگر ز کرم در ره صواب انداز

بیار زان می گلرنگ مشکبو جامی — شرار رشک و حسد در دل گلاب انداز

اگرچه مست و خرابم تو نیز لطفی کن — نظر برین دل سرگشته خراب انداز

بنیم شب اگرت آفتاب میباید — ز روی دختر گلچهر رز نقاب انداز

مهل که روز وفاتم بخاک بسپارند — مرا بمیکده بر در خم شراب انداز

گر از تو یکسر مو سر کشد دل حافظ — بگیر و در خم زلفش به پیچ و تاب انداز

حال خونین دلان که گوید باز — وز فلک خون خم که جوید باز

جز فلاطون خم نشین شراب — سر حکمت بما که گوید باز

شرمش از چشم می‌پرستان باد — نرگس مست اگر بروید باز

هر که چون لاله کاسه گردان شد — زین جفا رخ بخون بشوید باز

بسکه در پرده چنگ گفت سخن — ببرش موی تا نموید باز

بگشاید دلم چو غنچه اگر — ساغر لاله گون ببوید باز

گرد بیت الحرام خم حافظ — گر نمیرد بسر بپوید باز

خیز و در کاسهٔ زر آب طربناک انداز
پیش از آنکه شود کاسهٔ سر خاک انداز

عاقبت منزل ما وادی خاموشانست
حالیا غلغله در گنبد افلاک انداز

ملک این مزرعه دانی که ثباتی نکند
آتشی از جگر جام در افلاک انداز

به سر سبز تو ای سرو که چون خاک شوم
ناز از سر بنه و سایه برین خاک انداز

دل ما را که ز مار سر زلف تو بخست
از لب خود بشفاخانهٔ تریاک انداز

غسل در اشک زدم کاهل طریقت گویند
پاک شو اول و پس دیده بران پاک انداز

یا رب آن زاهد خودبین که بجز عیب ندید
دود آهیش در آئینهٔ ادراک انداز

چشم آلوده نظر از رخ جانان دورست
بر رخ او نظر از آئینهٔ پاک انداز

چون گل از نکهت او جامه قبا کن حافظ
وان قبا در ره آن قامت چالاک انداز

دلم ربودهٔ لولی وشیست شورانگیز
دروغ وعده و قتال وضع و رنگ آمیز

فدای پیرهن چاک ماهرویان باد
هزار جامهٔ تقوای و خرقهٔ پرهیز

فرشته عشق نداند که چیست قصه مخوان
بخواه جام شرابی بخاک آدم ریز

غلام آن کلماتم که آتش افروزد
نه آب سرد زند در سخن بر آتش تیز

فقیر و خسته بدرگاهت آمدم رحمی
که جز ولای توام نیست هیچ دستاویز

بیا کہ حافظ میخانہ دوش با من گفت
کہ در مقام رضا باش و از قضا مگریز

پیالہ در کفنم بند تا سحرگہ حشر
بہ می ز دل ببرم ہول روز رستاخیز

میان عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست
تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز

روز عیش و طرب و ماہ صیام ست امروز
کام دل حاصل و ایام بکام ست امروز

گو عروس فلکی رخ منماے از مشرق
کہ مراد دیدن آن ماہ تمام ست امروز

زاہدے راکہ بجوئے چہ صوامع جاے
بین کہ در کنج خرابات مقام ست امروز

صبحدم بلبل مست از چہ سبب می‌نالد
کار او چون ز بہاران بنظام ست امروز

محتسب بیہدہ گو ندہد رندان را
کانکہ بے شاہد و می نیست کدام ست امروز

گو بگویند خلائق کہ ہمی حافظ را
چشم بر روئے نگار و لب جام ست امروز

زلفین سیہ خم بخم اندر زدہ باز
وقتا من شوریدہ بہم برزدہ باز

زان روئے نکو چشم بدان دور کہ امروز
برہم زدہ طعنہ و برخود زدہ باز

بر ساعد سیمم زدہ سنگ ولیکن
با تو چہ توان گفت کہ ساغر زدہ باز

از دود دل خستہ ام ای دست حذر کن
کآتش بمن سوختہ دل در زدہ باز

من سر عوض قلم بر سر سودای تو دارم — با آنکه من سر زده را سر زده باز

نقد سره قلب که پالوده ام از چشم — بر سکه روی ام همه پر زر زده باز

از غالیه بر هم زده خوش شکر و قند — امروز همه برگ گل و شکر زده باز

شهباز غمت راست کبوتر دل حافظ
هشدار که بر صید کبوتر زده باز

درآ که در دل خسته توان درآید باز — بیا که در دل مرده روان درآید باز

بیا که فرقت تو چشم من چنان بربست — که فتح باب وصالت مگر گشاید باز

به پیش آینهٔ دل هر آنچه میدارم — بجز خیال جمالت نمینماید باز

غمی که چون سپه زنگ ملک دل بگرفت — ز خیل شادی روم رخت زداید باز

ز خوف بادیه دل بد مکن ببند احرام — که مرد راه نیندیشد ار چه ناید باز

بدان مثل که شب آبستن آمده است بروز — ستاره می شمرم تا که شب چه زاید باز

بیا که بلبل مطبوع خاطر حافظ
ببوی گلشن وصل تو می سراید باز

ای صبا گر گذری بر ساحل رود ارس — بوسه زن بر خاک آن وادی و مشکین کن نفس

منزل سلمی که بادش هر دم از ما صد سلام — پر صدای ساربانان بینی و آهنگ جرس

محمل جانان ببوس آنگه بزاری عرضه دار — کز فراقت سوختم ای مهربان فریاد رس

عشرت شبگیر کن می نوش کاندر راه عشق — شبروان را آشنائیهاست با میر عسس

دل برغبت می سپارد جان بچشم مست یار — گرچه هشیاران ندادند اختیار خود بکس

من که قول ناصحان را خواندمی بانگ رباب — گوشمالی خوردم از هجران که اینم پند بس

طوطیان در شکرستان کامرانی میکنند — وز تحسر دست بر سر میزند مسکین مگس

عشقبازی کار بازی نیست ای دل سر بباز — زانکه گوی عشق نتوان زد بچوگان هوس

نام حافظ گر برآید بر زبان کلک دوست
از جناب حضرت شاهم بس است این ملتمس

جانان ترا که گفت که احوال ما مپرس — بیگانه گرد و قصهٔ هیچ آشنا مپرس

آنجا که لطف شامل و خلق کریم تست — جرم گذشته عفو کن و ماجرا مپرس

خواهی که روشنت شود احوال سر عشق — از شمع پرس قصه ز باد صبا مپرس

هیچ آگهی ز عالم درویشیش نبود — آن کس که با تو گفت که درویش را مپرس

از دلق پوش صومعه نقد طلب مجوی — یعنی ز مفلسان سخن کیمیا مپرس

در دفتر طبیب خرد باب عشق نیست — ای دل بدرد خوکن و نام دوا مپرس

نقش حقوق خدمت ما و اخلاص و بندگی — از لوح سینه محو کن و نام ما مپرس

ما قصهٔ سکندر و دارا نخوانده‌ایم — از ما بجز حکایت مهر و وفا مپرس

حافظ رسید موسم گل معرفت مخوان
دریاب نقد عمر و ز چون و چرا مپرس

دارم از زلف سیاهش گله چندان که مپرس — که چنان زو شده‌ام بی سر و سامان که مپرس

کس بامید وفا ترک دل و دین مکناد — که چنانم من ازین کرده پشیمان که مپرس

بهر یک جرعه که آزار کسش در پی نیست — زحمتی میکشم از مردم نادان که مپرس

گوشه گیری و سلامت هوسم بود ولی — فتنهٔ میکند آن نرگس فتان که مپرس

زاهد از ما بسلامت بگذر کان می لعل — دل و دین میبرد از دست بدانسان که مپرس

گفتم از گوی فلک صورت حالی پرسم — گفت آن میکشم اندر خم چوگان که مپرس

گفتمش زلف بخون که شکستی گفتا
حافظ این قصه درازست بقرآن که مپرس

درد عشقی کشیده‌ام که مپرس — زهر هجری چشیده‌ام که مپرس

گشته‌ام در جهان و آخر کار — دلبری برگزیده‌ام که مپرس

آنچنان در هوای خاک درش — میرود آب دیده‌ام که مپرس

بی تو در کلبهٔ گدائی خویش — رنجهائی کشیده‌ام که مپرس

من بگوش خود از دهانش دوش — سخنانی شنیده ام که مپرس
سوی من لب چه میگزی که مگوی — لب لعلی گزیده ام که مپرس

همچو حافظ غریب در ره عشق
بمقامی رسیده ام که مپرس

در ضمیر ما نمی گنجد بغیر از دوست کس — هر دو عالم را بدشمن ده که ما را دوست بس
یار اگر نا هم گوی ما گر میل کردی نیم شب — هر دو عالم پیش چشمم با نمودی یک نفس
میگذری چون شمع جمعی از پس و پیشت روان — ای غلط گفتم نباشد شمع را خود پیش و پس
غافل است آن کو بشمشیر از تو می پیچد عنان — قند را لذت اگر نیست و نبیند آن مگس
تا نگارم وقتی بوس کرده که هم چنین را — تا ترا دیدم نکردم جز بدیدارت هوس
مردمان را از عکس شب گر خیالی در سر است — من چنانم کز خیالم باز نشناسد کس
گر نشینی از لبم چون دیده بر گشت و نشینم که باز — پیش آیند این رقیبان سبکسارت چو خس

حافظا این ره بپای لاشه لنگر تو نیست
بعد ازین منشین که گردی بر نخیزد زین فرس

دلا رفیق سفر بخت نیکخواهت بس — نسیم روضه شیراز پیک راهت بس
دگر ز منزل جانان سفر مکن درویش — که سیر معنوی و کنج خانقاهت بس

بصدرِ مصطبه بنشین و ساغرِ مے نوش
که این قدر ز جهان کسبِ مال و جاهت بس

زیادتی مطلب کار بر خود آسان کن
که شیشهٔ مے صاف و بتے چو ماهت بس

فلک بمردمِ نادان دهد زمامِ مراد
تو اهلِ دانش و فضلی همین گناهت بس

دگر کمین بگشاید غمے ز کشورِ دل
حریمِ درگہِ پیرِ مغان پناهت بس

هوائے مسکنِ مألوف و عهدِ یارِ قدیم
ز رهروانِ سفر کرده عذرخواهت بس

بمنتِ دگران خو مکن که در دو جهان
رضائے ایزد و انعامِ پادشاهت بس

بهیچ وردِ دگر نیست حاجت اے حافظ
دعائے نیم شب و درسِ صبحگاهت بس

گلعذارے ز گلستانِ جهان ما را بس
زین چمن سایهٔ آن سروِ روان ما را بس

من و همصحبتیِ اهلِ ریا دورم باد
از گرانانِ جهان رطلِ گران ما را بس

قصرِ فردوس بپاداشِ عمل می‌بخشند
ما که رندیم و گدا دیرِ مغان ما را بس

بنشین بر لبِ جوے و گذرِ عمر ببین
کاین اشارت ز جهانِ گذران ما را بس

نقدِ بازارِ جهان بنگر و آزارِ جهان
گر شما را نه بس این سود و زیان ما را بس

یار با ماست چه حاجت که زیادت طلبیم
دولتِ صحبتِ آن مونسِ جان ما را بس

از درِ خویش خدا را ببهشتم مفرست
که سرِ کوے تو از کون و مکان ما را بس

نیست ما را بجز از وصل تو در سر هوسی | وین تجارت ز متاع دو جهان ما را بس

حافظ از مشرب قسمت گله بی انصافیست
طبع چون آب و غزلهای روان ما را بس

اگر رفیق شفیقی درست پیمان باش | حریف حجره و گرمابه و گلستان باش
شکنج زلف پریشان بدست باد مده | مگو که خاطر عشاق گو پریشان باش
گرت هواست که با خضر همنشین باشی | نهان ز چشم سکندر چو آب حیوان باش
رموز عشق نوازی نه کار هر مرغیست | بیا و نوگل این بلبل غزلخوان باش
طریق خدمت و آئین بندگی کردن | خدای را که رها کن بما و سلطان باش
دگر بصید حرم تیغ بر مکش زنهار | ازانچه با دل ما کرده پشیمان باش
تو شمع انجمنی یک زبان و یکدل شو | خیال و کوشش پروانه بین و خندان باش
کمال دلبری و حسن در نظربازیست | بشیوهٔ نظر از نادران دوران باش

خموش حافظ و از جور یار ناله مکن
ترا که گفت که بر روی خوب حیران باش

ای دل غلام شاه جهان باش و شاه باش | پیوسته در حمایت لطف اله باش
از خارجی هزار بیک جو نمی خرند | گو کوه تا بکوه منافق سپاه باش

چون احمدم شفیع بود روز رستخیز — گو این تن بلاکش من پر گناه باش

آن را که دوستی علی نیست کافرست — گو زاهد زمانه و گو شیخ راه باش

امروز زنده ام بولاے تو یا علی — فردا بروح پاک امامان گواه باش

قبر امام هشتم سلطان دین رضا — از جان ببوس و بر در آن بارگاه باش

دستت نمیرسد که بچینی گلے ز شاخ — بارے بپاے گلبن ایشان گیاه باش

مرد خدا که زاهد تقوے طلب بود — خواهی سفید جامه و خواهی سیاه باش

حافظ طریق بندگی شاه پیشه کن — وانگاه در طریق چو مردان راه باش

باز آے و دل تنگ مرا مونس جان باش — وین سوخته را محرم اسرار نهان باش

زان باده که در مصطبه عشق فروشند — ما را دو سه ساغر بده و گو رمضان باش

در خرقه چو آتش زدی ای عارف سالک — جهدے کن و سر حلقهٔ رندان جهان باش

آن یار که گفتا بتوام دل نگران ست — گو میرسم اکنون بسلامت نگران باش

خون شد دلم از حسرت آن لعل روان بخش — آن درج محبت بهمان مهر و نشان باش

تا بر دلش از غصه غبارے ننشیند — اے سیل سرشک از عقب نامه روان باش

حافظ که هوس میکندش جام جهان بین — گو در نظر آصف جمشید مکان باش

باغبان گر پنج روزی صحبت گل بایدش
بر جفای خار هجران صبر بلبل بایدش

ای دل اندر بند زلفش از پریشانی منال
مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش

با چنین زلف و رخش بادش نظربازی حرام
هر که روی یاسمین و جعد سنبل بایدش

رند عالم سوز را با مصلحت بینی چه کار
کار ملک است آنکه تدبیر و تأمل بایدش

تکیه بر تقوی و دانش در طریقت کافریست
راهرو گر صد هنر دارد توکل بایدش

نازها زین نرگس مستانه‌اش باید کشید
این دل شوریده تا آن جعد و کاکل بایدش

ساقیا در گردش ساغر تعلل تا بچند
دور چون با عاشقان افتد تسلسل بایدش

کیست حافظ تا ننوشد باده بی آواز چنگ
عاشق مسکین چرا چندین تجمل بایدش

ببرد از من قرار و طاقت و هوش
بت سنگین دل سیمین بناگوش

نگاری چابکی شوخی پریوش
حریفی مهوشی ترکی قباپوش

ز تاب آتش سودای عشقش
بسان دیگ دائم میزنم جوش

چو پیراهن شوم آسوده خاطر
گرش همچون قبا گیرم در آغوش

اگر پوسیده گردد استخوانم
نگردد مهرش از جانم فراموش

دل و دینم دل و دینم ببردست
بر و دوشش بر و دوشش بر و دوش

دوای تو دوای تست حافظ
لب نوشش لب نوشش لب نوشش

[illegible] چو کار است نیز دراز پیش
بکردگار رها کرده به مصالح خویش

به پادشاهی عالم فرو نیارد سر
اگر ز سرّ قناعت خبر شود درویش

ز سنگ تفرقه خواهی که منهی نشوی
مشو بسان ترازو تو در پی کم و بیش

ولیکه نما به سالوس جان من فرسود
قدح بیار و بزن مرهمی بر این دل ریش

بنوش باده که قسام صنع قسمت کرد
در آفرینش از انواع نوشها و نیش

مرا حلال شمارند و جام باده حرام
زهی طریقت ملت زهی شریعت و کیش

به دلربائی اگر خود سرآمدی چه عجب
که تو درین تو بود از اساس عالم پیش

دهان تنگ تو دلخواه جان حافظ شد
بجان بود خطرم زین دل محال اندیش

به دور لاله قدح گیر و بی ریا میباش
به بوی گل نفسی همدم صبا میباش

نگویمت که همه ساله می پرستی کن
سه ماه می خور و نه ماه پارسا میباش

چو پیر سالک عشقت به می حواله کند
بنوش و منتظر رحمت خدا میباش

گرت هواست که چون جم به سر غیب رسی
بیا و همدم جام جهان نما میباش

چو غنچه گرچه فروبستگیست کار جهان — تو همچو باد بهاری گره کشا میباش
وفا مجوی ز کس ور سخن نمی شنوی — بهرزه طالب سیمرغ و کیمیا میباش

مرید طاعت بیگانگان مشو حافظ
ولے معاشر رندان آشنا میباش

من خرابم ز غم یار خراباتی خویش — میزند غمزهٔ او ناوک غم بر دل ریش
با تو پیوستم و از غیر تو دل ببریدم — آشنائے تو ندارد سر بیگانه و خویش
بعنایت نظرے کن که من دلشده را — نرود بے مدد لطف تو کارے از پیش
آخر اے پادشه حسن و ملاحت چه شود — گر لب لعل تو ریزد نمکے بر دل ریش
خرمن صبر من سوخته دل داد بباد — چشم مست تو که بگشاد کمین از پس و پیش
گرچه پامال شده سر زلفش از هم بگشاید — بس مسلمان که شود کشتهٔ آن کافر کیش
ایصبا زان [illegible] — که ز غم خوردن تو رزق نگردد کم و بیش
چونکه این کوشش بے‌فائده [illegible] — چند باشی [illegible] دل خود ز غم اے دوراندیش
پیش [illegible] حال دل [illegible] سوخته کن [illegible] — نیست [illegible] گر شود از ده درویش

حافظ [illegible] لب لعل تو کامے نگرفت
[illegible] دل [illegible] سر و ریش

چو برشکست صبا زلف عنبرافشانش
بهر شکسته که پیوست تازه شد جانش

کجاست همنفسی تا که شرح غصه دهم
که دل چه میکشد از روزگار هجرانش

نسیم صبح وفا نامه که برد بدوست
ز خون دیدهٔ ما بود مهر عنوانش

زمانه از ورق گل مثال روی تو بست
ولی ز شرم تو در غنچه کرد پنهانش

بسی شدیم و نشد عشق را کرانه پدید
تبارک الله ازین ره که نیست پایانش

جمال کعبه مگر عذر رهروان خواهد
که جان زنده دلان سوخت در بیابانش

دلم که مهر ترا از ضمیر تو نهان میداشت
ببین که دیده کند فاش خوش ارزانش

بدین شکسته بیت الحزن که می آرد
نشان یوسف دل از چه زنخدانش

بگیرم آن سر زلف و بدست خواجه دهم
که داد من بستاند مگر ز دستانش

سحر بطرف چمن می شنیدم از بلبل
نوای حافظ خوش لهجهٔ غزلخوانش

چه جام لعل تو نوشم کجا بماند هوشش
چو چشم مست تو بینم بجا نماند گوش

منم غلام تو ور زانکه از من آزادی
مرا بکوزه فروش شرابخانه فروش

به بوسه آنکه ز میخانه کوزه یابم
روم سبوی خراباتیان کشم بدوش

مرا گوی که خاموش باش و دم درکش
که در چمن نتوان یافت مرغ را خاموش

اگر نشان تو جوییم کدام صبر و قرار — وگر حدیث تو گوییم کدام طاقت و هوش

شراب پخته بخامان دل فسرده دهید — که باده آتش تیزست و پختگان در جوش

نعیم روضهٔ جنت بذوق آن نرسد — که یار نوش کند باده و تو گویی نوش

مرا بخلعت سلطان عشق میدادند
ندا زدند که حافظ خموش باش خموش

خوشا شیراز و وضع بی‌مثالش — خداوندا نگهدار از زوالش

ز رکناباد ما صد لوحش الله — که عمر خضر می‌بخشد زلالش

میان جعفرآباد و مصلی — عبیرآمیز می‌آید شمالش

بشیراز آی و فیض روح قدسی — بخواه از مردم صاحب کمالش

که نام قند مصری برد آنجا — که شیرینان ندادند انفعالش

صبا زان لولی شنگول سرمست — چه داری آگهی چونست حالش

مکن بیدار ازین خوابم خدا را — که دارم عشرتی خوش با خیالش

گر آن شیرین پسر خونم بریزد — دلا چون شیر مادر کن حلالش

چرا حافظ چو می‌ترسیدی از هجر
نکردی شکر ایام وصالش

در عهد پادشاه خطابخش جرم پوش | حافظ قرابه کش شد و مفتی پیاله نوش

صوفی ز کنج صومعه در پای خم نشست | تا دید محتسب که سبو میکشد بدوش

احوال شیخ و قاضی و شرب الیهودشان | کردم سوال صبحدم از پیر میفروش

گفتا نه گفتنیست سخن گرچه محرمی | درکش زبان و پرده نگهدار و می بنوش

ساقی بهار میرسد و جام مے نماند | فکرے بکن که خون دل آمد ز غم بجوش

عشق ست و مفلسی و جوانی و نوبهار | عذرم پذیر و جرم بذیل کرم بپوش

اے پادشاه صورت و معنی که مثل تو | نادیده هیچ دیده و نشنیده هیچ گوش

چندان بمان که خرقهٔ ازرق کند قبول | بخت جوانت از فلک پیر ژنده پوش

تا چند همچو شمع زبان آوری کنی | پروانهٔ مراد رسید اے محب خموش

دیشب ندا ز غیب بگوش دلم رسید
حافظ تو غصه کم خور و بنشین و می بنوش

دلم رسیده شد و غافلم من درویش | که آن شکاری سرگشته را چه آمد پیش

چو بید بر سر ایمان خویش می لرزم | که دل بدست کمان ابروییست کافرکیش

خیال حوصلهٔ بحر مے پزم هیهات | چهاست بر سر این قطرهٔ محال اندیش

بکوے میکده گریان و سرفکنده روم | چرا که شرم همی آیدم ز حاصل خویش

ز عمر خضر بماند ز ملک اسکندر
نزاع بر سر دنیای دون مکن درویش

بنازم آن مژهٔ شوخ عافیت‌کش را
که موج میزندش آب نوش بر سر نیش

ز آستین طبیبان هزار خون بچکد
گرم بتجربه دستی نهند بر دل ریش

تو بنده‌ای گله از پادشه مکن ای دل
که شرط عشق نباشد شکایت از کم و بیش

بدان کمر نرسد دست هر گدا حافظ
خزینه بکف آور ز گنج قارون بیش

سحر ز هاتف غیبم رسید مژده بگوش
که دور شاه شجاع است می دلیر بنوش

شد آنکه اهل نظر بر کناره میرفتند
هزار گونه سخن در دهان و لب خاموش

به بانگ چنگ بگوئیم آن حکایتها
که از نهفتن آن دیگ سینه میزد جوش

شراب خانگی از بیم محتسب خوردن
بروی یار بنوشیم و بانگ نوشانوش

ز کوی میکده دوشش بدوش می‌بردند
امام شهر که سجاده میکشید بدوش

دلا دلالت خیرت کنم براه نجات
مکن بفسق مباهات و زهد هم مفروش

محل نور تجلیست رای انور شاه
چو قرب او طلبی در صفای نیت کوش

بجز ثنای جلالش مساز ورد ضمیر
که هست گوش دلش محرم پیام سروش

رموز مصلحت ملک خسروان دانند
گدای گوشه‌نشینی تو حافظا مخروش

شراب تلخ میخواهم که مردافگن بود زورش — که تا یکدم بیاسایم ز دنیا و شر و شورش

بیاور می که نتوان شد ز مکر آسمان ایمن — بلعب زهره چنگی و بهرام سلحشورش

کمند صید بهرامی بیفگن جام جم بردار — که من پیمودم این صحرا نه بهرامست نه گورش

نظر کردن بدرویشان منافی بزرگی نیست — سلیمان با چنان حشمت نظرها بود با مورش

بیا تا در می صافیت راز دهر بنمایم — بشرط آنکه ننمائی بکج طبعان دل کورش

شراب لعل مینوشم من از جام زمردگون — که زاهد افعی وقتست میسازم ازین کورش

سماط دهر دون‌پرور ندارد شهد آسایش — مذاق حرص و آز ای دل بشو از تلخ و از شورش

کمان ابروی جانان نمی‌پیچد سر از حافظ — ولیکن خنده می‌آید برین بازوی بی‌زورش

صوفی گلی بچین و مرقع بخار بخش — وین زهد خشک را بمی خوشگوار بخش

طامات و زرق در ره آهنگ چنگ نه — تسبیح و طیلسان بمی و میگسار بخش

زهد گران که ساقی و شاهد نمی‌خرند — در حلقهٔ چمن بنسیم بهار بخش

راهم شراب لعل زد ای میر عاشقان — خون مرا بچاه زنخدان یار بخش

یارب بوقت گل گنه بنده عفو کن — وین ماجرا بسرو لب جویبار بخش

ای آنکه ره بمشرب مقصود برده‌ئی — زین بحر قطرهٔ بمن خاکسار بخش

شکرانه که روی ترا چشم بد ندید | ما را به عفو و لطف خداوندگار بخش

ساقی چو شاه نوش کند باده صبوح
گو جام زر به حافظ شب زنده دار بخش

فکر بلبل همه آنست که گل شد یارش | گل در اندیشه که چون عشوه کند در کارش

دلربایی همه آن نیست که عاشق بکشند | خواجه آنست که باشد غم خدمتگارش

جای آنست که خون موج زند در دل لعل | زین تغابن که خزف می شکند بازارش

بلبل از فیض گل آموخت سخن ورنه نبود | این همه قول و غزل تعبیه در منقارش

آن سفر کرده که صد قافله دل همره اوست | هر کجا هست خدایا بسلامت دارش

اگر از وسوسه نفس و هوا دور شوی | بیشکی ره ببری در حرم دیدارش

ای که از کوچه معشوقه ما میگذری | با خبر باش که سر می شکند دیوارش

صحبت عافیتت گرچه خوش افتاد ای دل | جانب عشق عزیز است فرو مگذارش

صوفی ار سرخوش ازینست که کج کرد کلاه | به دو جام دگر آشفته شود دستارش

دل حافظ که بدیدار تو خوگر شده است
نازپرورد وصال است مجو آزارش

کنار آب و پای بید و طبع شعر و یاری خوش | معاشر دلبری شیرین و ساقی گلعذاری خوش

کم از جوانی خضر در ره ما نه
چو حافظ خاک کرد آب و گل خویش

هاتفی از گوشهٔ میخانه دوش
گفت ببخشند گنه می بنوش

عفو الهی بکند کار خویش
مژدهٔ رحمت برساند سروش

این خرد خام بمیخانه بر
تا می لعل آوردش خون بجوش

عفو خدا بیشتر از جرم ماست
نکتهٔ سربسته چه گوئی خموش

گرچه وصالش نه بکوشش دهند
هر قدر ای دل که توانی بکوش

گوش من و حلقهٔ گیسوی یار
روی من و خاک در میفروش

داور دین شاه شجاع آنکه کرد
روح قدس حلقهٔ امرش بگوش

ای ملک العرش مرادش بده
وز خطر چشم بدش دار گوش

رندی حافظ نه گناهیست صعب
با کرم پادشه عیب پوش

یا رب آن نوگل خندان که سپردی بمنش
می سپارم بتو از چشم حسود چمنش

همره اوست دلم باد بهر جا که رود
هست با اهل کرم بدرقهٔ جان و تنش

گر بسر منزل سلمی رسی ای باد صبا
چشم دارم که سلامی برسانی ز منش

باد صبا نافه گشائی کن ازان زلف سیاه / جای دلهاست عزیزست بهم بر مزنش

چون دلم حق وفا با خط و خالش دارد / محترم دار دران طرهٔ عنبرشکنش

گرچه از کوی وفا گشت بصد مرحله دور / دور باد آفت دور فلک از جان و تنش

در مقامی که بیاد لب او می نوشند / سفله آن مست که باشد خبر از خویشتنش

عرض و مال از در میخانه نشاید اندوخت / هر که این آب خورد رخت بدریا فگنش

هر که ترسد ز ملال انده عشقش نه حلال / سر ما و قدمش یا لب ما و دهنش

شعر حافظ همه بیت الغزل معرفت ست / آفرین بر نفس دلکش و لطف سخنش

ای همه شکل تو مطبوع و همه جای تو خوش / دلم از عشوهٔ شیرین شکرخای تو خوش

همه گلبرگ طری هست وجود تو لطیف / همچو سرو چمنی هست سراپای تو خوش

هم گلستان خیالم ز تو پر نقش و نگار / هم مشام دلم از زلف سمنسای تو خوش

شیوهٔ ناز تو شیرین خط و خال تو ملیح / چشم و ابروی تو زیبا قد و بالای تو خوش

پیش چشم تو بمیرم که بدان بیماری / میکند درد مرا از رخ زیبای تو خوش

در ره عشق که از سیل فنا نیست گذار / میکنم خاطر خود را بتمنای تو خوش

در بیابان فنا گرچه ز هر سو خطرست / میرود حافظ بیدل بتولای تو خوش

بشرم رفته تن یاسمین ازان اندام / بخون نشسته گل ارغوان ازان عارض

ز مهر روی تو خورشید گشته غرق عرق / نزار مانده مه آسمان ازان عارض

ز نظم دلکش حافظ چکید آب حیات
چنانکه خوی شده جانا چکان ازان عارض

حسن و جمال تو جهان جمله گرفت طول و عرض / شمس فلک خجل شد از رخ خوب بارض

از رخ تست مقتبس خور ز چهارم آسمان / همچو زمین نشستین مانده بزیر بار قرض

دیدن حسن روی تو بر همه خلق واجبست / سجده درگه تو شد بر همه شاه ارض فرض

گر لب روح پرورت گلشکری بخشدم / کی تن دردمند من شد شفا ازین مرض

بوسه بخاک پای او دست کجا دهد ترا
قصه شوق حافظا خود که رساندش بعرض

گرد عذار یار من تا بنوشت حسن خط / ماه ز حسن روی او راست فتاده در غلط

از هوس لبش کزان آب حیات خوشترست / گشت روان دیده ام چشمه آب همچو شط

خال سیاه را بر آن عارض سیم رنگ بین / راست ز مشک ماندان بر رخ ماه یک نقط

موی کشاده کرده خوی تا بچمن در آمدی / شد رخ گل چو زعفران مشک گلاب شد سقط

گر بهواش میرسد هم گرد مثال جان و دل / گاه باب میکشم آتش عشق همچو بط

گر بغلامی خودم شاه قبول میکند — تا به بهار کی دهم بنده به بندگیش خط

آب حیات حافظا گشته خجل ز نظم تو
کس بهوای عشق او شعر نگفته زین نمط

ردیف الظاء

ز چشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ — که کرد جمله نکوئی بجای ما حافظ

اگرچه خون دلت خورد لعل آن لبشان — بکام دل ز لبش بوسه خونبها حافظ

بزلف و خال بتان دل مبند دیگر بار — اگر بجستی ازین بند و این بلا حافظ

بیا که نوبت صلح است و دوستی و صفا — که با تو نیست مرا جنگ و ماجرا حافظ

تو از کجا و امید وصال او ز کجا — بدامنش نرسد دست هر گدا حافظ

چه ذوق یافت دل من ز وصل آن محبوب — مراست تحفه جان بخش غمزدا حافظ

بیا بخوان غزل خوب و نازنده و پرسوز
که شعر تست فرح بخش و جانفزا حافظ

قسم بحشمت و جاه و جلال شاه شجاع — که نیست با کسم از بهر مال و جاه نزاع

بفیض جرعه جام تو تشنه ایم ولی — نمی کنیم دلیری نمیدهیم صداع

خدای را بمیم شست و شوی خرقه کنید — که من نمی شنوم بوی خیر ازین اوضاع

ببین که رقص کنان میرود بناله چنگ — کسیکه اذن نمیداد و استماع سماع

چنگ در غلغله آید که کجا شد منکر
جام در قهقهه آید که کجا شد مناع

وضع دوران بنگر ساغر عشرت برگیر
که بهر حال همین است بهین اوضاع

طره شاهد دنیا همه مکر است و فریب
عارفان بر سر این نکته نجویند نزاع

عمر خسرو طلب ار نفع جهان می طلبی
که وجودیست عطابخش کریم نفاع

مظهر لطف ازل روشنی چشم امل
جامع علم و عمل جان جهان شاه شجاع

حافظا باده خوری با صنم گلرخ خور
کاین نبود در دو جهان هیچ متاع

در وفای عشق تو مشهور خوبانم چو شمع
شب نشین کوی سربازان و رندانم چو شمع

کوه صبرم نرم شد چون موم در دست غمت
تا در آب و آتش عشقت گدازانم چو شمع

بی جمال عالم آرای تو روز من شبست
با کمال عشق تو در عین نقصانم چو شمع

رشته صبرم بمقراض غمت ببریده شد
همچنان در آتش هجر تو سوزانم چو شمع

گر کمیت اشک گلگونم نبودی تندرو
کی شدی پیدا بگیتی راز پنهانم چو شمع

روز و شب خوابم نمی آید بچشم غم پرست
بسکه در بیماری هجر تو گریانم چو شمع

در میان آب و آتش همچنان سرگرم تست
این دل زار و نزار اشکبارانم چو شمع

در شب هجران مرا پروانه وصلی فرست
ورنه از آهی جهانی را بسوزانم چو شمع

سرفرازم کن شبی از وصل خود ای ماهرو
تا منور گردد از دیدارت ایوانم چو شمع

همچو صبحم یک نفس باقیست بی دیدار تو
چهره بنما دلبرا تا جان بیفشانم چو شمع

آتش مهر ترا حافظ عجب در سر گرفت
آتش دل کی به آب دیده بنشانم چو شمع

سحر چو بلبل بیدل بگشت شدم در باغ
که تا چو بلبل بیدل کنم علاج دماغ

بچهره گل سوری نگاه میکردم
که بود در شب تار سحر روشنی چو چراغ

چنان بحسن و جوانی خویشتن مغرور
که داشت از دل بلبل هزار گونه فراغ

گشاده نرگس رعنا ز حسرت آب از چشم
نهاده لاله احمر بجان و دل صد داغ

زبان کشیده چو تیغی بسرزنش سوسن
دهان گشاده شقایق چو مردمان بباغ

یکی چو باده پرستان صراحی اندر دست
یکی چو ساقی مستان بکف گرفته ایاغ

نشاط و عیش و جوانی چو گل غنیمت دان
که حافظا نبود بر رسول غیر بلاغ

طالع اگر مدد کند دامنش آورم بکف
گر بکشم زهی طرب ور بکشد زهی شرف

طرف کرم ز کس نبست این دل پر امید من
گرچه صبا همی برد قصه من بهر طرف

چند بناز پرورم مهر بتان سنگدل
یاد پدر نمیکنند این پسران ناخلف

از خم ابرو توام هیچ کشایشی نشد — وه که درین خیال کج عمر عزیز شد تلف

من بخیال زاهدی گوشه نشین و طرفه آنکه — مغبچه ز هر طرف میزندم بچنگ و دف

ابروی دوست کی شود دستکش خیال من — کس نزدست ازین کمان تیر مراد بر هدف

بیخبرند زاهدان نقش بخوان و لا تقل — مست ریاست محتسب باده بنوش و لا تخف

صوفی شهر بین که چون لقمه شبهه میخورد — پاردمش دراز باد این حیوان خوش علف

من که بیاد ام دل خوشی بی خورم و طرب کنم — گر ز پس و پیش خاطرم لشکر غم کشیده صف

حافظا اگر قدم زنی در ره خاندان عشق — بدرقه رهت شود همت شحنه نجف

زبان خامه ندارد سر بیان فراق — وگرنه شرح دهم با تو داستان فراق

رفیق خیل خیالیم و همنشین شکیب — قرین آتش هجران و هم‌قران فراق

دریغ مدت عمرم که بر امید وصال — بسر رسید و نیامد بسر زمان فراق

سری که بر سر گردون بفخر میسودم — ز راستی که نهادم بر آستان فراق

چگونه باز کنم بال در هوای وصال — که ریخت مرغ دلم پر در آشیان فراق

بسی نماند که کشتی عمر غرقه شود — ز موج شوق تو در بحر بیکران فراق

فلک چو دید سرم را اسیر چنبر عشق — ببست گردن صبرم بریسمان فراق

چگونه چاره کند هجر غم جگر دل بی — فتاده کشتی صبرم ز بادبان فراق

چگونه دعوی وصلت کنم بجان که شدست — تنم وکیل قضا و دلم ضمان فراق

فراق و هجر که آورد در جهان یا رب — که روز هجر سیه باد خانمان فراق

بپای شوق گر این ره بسر شدے حافظ — بدست هجر ندادے کسے عنان فراق

مباد کس چو من خسته مبتلاے فراق — که عمر من همه بگذشت در بلاے فراق

غریب و عاشق و بیدل فقیر و سرگردان — کشیده محنت ایام و دردهاے فراق

اگر بدست من افتد فراق را بکشم — تا آب دیده دهم بازه خونبهاے فراق

کجا روم چه کنم حال دل کرا گویم — که داد من بستاند دهد جزاے فراق

ز درد هجر و فراقم دمے خلاصی نیست — خداے را بستان داد دل ز هاے فراق

فراق را بفراق تو مبتلا سازم — چنانکه خون بچکانم ز دیدهاے فراق

من از کجا و فراق از کجا و غم ز کجا — مگر که زاد مرا مادر از براے فراق

بداغ عشق تو حافظ چو بلبل سحری — فتد بروز و شبان خونفشان نواے فراق

مقام امن و مے بیغش و رفیق شفیق — گرت مدام میسر شود زهے توفیق

جهان و کار جهان جمله هیچ در هیچ است
هزار بار من این نکته کرده‌ام تحقیق

دریغ و درد که تا این زمان ندانستم
که کیمیای سعادت رفیق بود رفیق

بمامنی رو و فرصت شمر غنیمت وقت
که در کمینگه عمرند قاطعان طریق

کجاست اهل دلی تا کند دلالت خیر
که ما بدوست نبردیم ره بهیچ طریق

فدای غمزهٔ ساقی هزار جان آن دم
که تر کند لب لعل از شراب همچو عقیق

حلاوتی که ترا در چه زنخدان است
بکنه او نرسد صد هزار فکر عمیق

اگرچه موی میانت بچون منی نرسد
خوش است خاطرم از فکر این خیال دقیق

ازان برنگ عقیق است اشک من همه دم
که مهر خاتم چشم من است همچو عقیق

بیا که توبه ز لعل نگار و خندهٔ جام
تصوریست که عقلش نمیکند تصدیق

بخنده گفت که حافظ غلام طبع توام
ببین که تا بچه حدم همیکند تحمیق

اگر شراب خوری جرعهٔ فشان بر خاک
ازان گناه که نفعی رسد بغیر چه باک

بجان [illegible]
که خود برد اجلت ناگهان بتیره مغاک

مخور دریغ و [illegible]
که بیدریغ زند روزگار تیغ هلاک

بخاک پای تو ای سرو ناز پرور من
که روز واقعه پا وامگیر از سر خاک

چه دوزخی چه بهشتی چه آدمی چه ملک | بمذهب همه کفر طریقت است امساک
فریب دختر رز طرفه میزند ره عقل | مباد تا بقیامت خراب طارم تاک

براه میکده حافظ خوش از جهان رفتی
دعای اهل دلت باد مونس دل پاک

ای دل ریش مرا با لب تو حق نمک | حق نگهدار که من میروم الله معک
توئی آن گوهر پاکیزه که در عالم قدس | ذکر خیر تو بود حاصل تسبیح ملک
در خلوص منت ار هست شکی تجربه کن | کس عیار زر خالص نشناسد چو محک
گفته بودی که شوم مست و دو بوست بدهم | وعده از حد بشد و ما نه دو دیدیم نه یک
بگشا پسته خندان و شکر ریزی کن | خلق را از دهن خویش مینداز بشک
چرخ برهم زنم ار غیر مرادم گردد | من نه آنم که زبونی کشم از چرخ فلک

چون بر حافظ خویشش نگذاری باری
ای رقیب از بر او یکدو قدم پیشترک

ای پیک پی خجسته چه نامی فدیت لک | هرگز سیاه چرده ندیدم باین نمک
خوبان شهر که بر درت آیند بندگی | وانگاه خاک پای تو بوسند یک بیک
هم ظاهر از دو چشم تو در دیده مردمی | هم روشن از دو لعل تو [illegible]

آدم ز حسن روی تو گر بهره داشتی — از دیدنش بسجده نپرداختی ملک

صورتگران چین گر آن چهره بنگرند — نقش نگار خانهٔ چین را کنند حک

از طرف بام روی چو ماه تو هر شبی — مانند آفتاب همی تابد از فلک

در دوستی حافظا اگر نیستت یقین
زر خالص است و باک نباید از محک

هزار دشمنم ار میکنند قصد هلاک — گرم تو دوستی از دشمنان ندارم باک

مرا امید وصال تو زنده میدارد — وگرنه هر دمم از هجر تست بیم هلاک

نفس نفس اگر از باد نشنوم بویت — زمان زمان کنم از غم چو گل گریبان چاک

رود بخواب دو چشم از خیال تو هیهات — بود صبور دل اندر فراق تو حاشاک

بضرب سیفک قتلی حیاتنا ابدا — فان روحی قد طاب ان یکون فداک

اگر تو زخم زنی به که دیگری مرهم — وگر تو زهر دهی به که دیگری تریاک

ترا چنانکه توئی هر نظر کجا بیند — بقدر بینش خود هر کسی کند ادراک

عنان مپیچ اگر میزنی بشمشیرم — سپر کنم سر و دستت ندارم از فتراک

بچشم خلق عزیز آنگهی شوی حافظ
که بر درش بنهی روی مسکنت بر خاک

اگر بکوی تو باشد مرا مجال وصول
رسد ز دولت وصل تو کار من باصول

قرار برده ز من آن دو سنبل مشکین
خراب کرده مرا آن دو نرگس مکحول

دل از جواهر مهر تو صیقلی دارد
بود ز زنگ حوادث هر آینه مصقول

من شکسته بدحال زندگی یابم
در آن زمان که به تیغ غمت شوم مقتول

چه جرم کرده ام ای جان و دل بحضرت تو
که طاعت من بیدل نمیشود مقبول

چو بر در تو من بینوای بی زر و زور
بهیچ باب ندارم ره خروج و دخول

کجا روم چکنم حال دل کرا گویم
که گشته ام ز غم و جور روزگار ملول

خرابتر ز دل من غم تو جای نیافت
که ساخت در دل تنگم قرارگاه نزول

بدرد عشق بساز و خموش شو حافظ
رموز عشق مکن فاش پیش اهل عقول

ای برده دلم را تو بدین شکل و شمائل
پروای کست نیست جهانی به تو مایل

گه آه کشم از دل و گه تیر تو از جان
پیش تو چه گوئیم که بیهوشم از دل

وصف لب لعل تو نگوئیم به قیمت
نیکو نبود صفت نازک بر جاهل

هر روز چو حسنت ز دگر روز فزون است
صد امتحان کرد بر روی تو مقابل

دل بردی و جان میدهمت عمر چه فرقی
چون نیک حریفیم چه حاجت به تجمل

حافظا چو تو پا در حرم عشق نهادی
در دامن او دست زن و از همه بگسل

ای رخت چون خلد و لعلت سلسبیل
سلسبیلت کرده جان و دل سبیل

سبز پوشان خطت بر گرد لب
همچو مورانند گرد سلسبیل

ناوک چشم تو در هر گوشهٔ
همچو من افتاده دارد صد قتیل

یا رب این آتش که در جان من ست
سرد کن زان سان که کردی بر خلیل

من نمی یابم مجال ای دوستان
گرچه او دارد جمالے بس جمیل

پای ما لنگ ست و منزل بس دراز
دست ما کوتاه و خرما بر نخیل

حسن این نظم از بیان مستغنی ست
بر فروغ نور کسے جوید دلیل

آفرین بر کلک نقاشے که داد
بکر معنی را چنان حسن جمیل

معجز ست این شعر یا سحر حلال
هاتف آورد این سخن یا جبرئیل

کس نداند گفت شعرے زین نمط
کس نیارد سفت دُرّے زین قبیل

حافظ از سر پنجهٔ عشق نگار
همچو مور افتاده زیر پاے پیل

ن

بعهد گل شدم از توبهٔ شراب خجل
که کس مباد ز کردار ناصواب خجل

صلاح من همه دام رهست و من زین بحث
نیم ز شاهد و ساقی به هیچ باب خجل

ز خون که رفت مرا دوش در سراچهٔ چشم
شدیم در نظر رهروان خواب خجل

تو خوبروی‌تری ز آفتاب و شکر خدا
که نیستم ز تو در روی آفتاب خجل

رواست نرگس مست ار فکند سر در پیش
که شد ز شیوهٔ آن چشم پرعتاب خجل

بود که یار نپرسد گنه ز خلق کریم
که از سؤال ملولیم و از جواب خجل

بزیر لب ز چه رو جام زهر خنده زند
اگر نه از لب لعل تو شد شراب خجل

رخ از جناب تو عمریست تا نتافته‌ام
نیم بیاری توفیق ازین جناب خجل

ازان نهفته رخ خویش در نقاب صدف
که شد ز نظم خوشش لؤلؤ خوشاب خجل

حجاب ظلمت ازان بست آب خضر که گشت
ز نظم حافظ و این طبع همچو آب خجل

خوش خبر باش ای نسیم شمال
که بما میرسد زمان وصال

انسلمی و من بذی سلم
این جیراننا و کیف الحال

عرصهٔ بزمگاه خالی ماند
از حریفان و رطل مالامال

عفت الدار بعد عافیة
فاسئلوا حالها عن الاطلال

سایه افکند حالیا شب هجر
تا چه بازند شبروان خیال

قصة العشق لا انفصام لها
وصمت ههنا لسان الحال

ترک ما سوی کس نمی‌نگرد
آه ازین کبریا و جاه و جلال

یا برید الحمی حماک الله
مرحبا مرحبا تعال تعال

حافظا عشق و صابری تا چند
نالهٔ عاشقان خوش ست بنال

دارای جهان نصرت دین خسرو کامل
یحیی بن مظفر ملک عالم عادل

ای آنکه در اسلام پناه تو گشوده
بر روی جهان روزنهٔ جان تن و دل

تعظیم تو بر جان و خرد واجب و لازم
انعام تو بر کون و مکان فائض و شامل

روز ازل از کلک تو یک قطره سیاهی
بر روی مه افتاد که شد حل مسائل

خورشید چو آن خال سیه دید بدل گفت
ای کاش که من بودمی آن هندوی مقبل

شاها فلک از بزم تو در رقص و سماع ست
دست طرب از دامن این سلسله مگسل

می نوش و جهان بخش که از زخم کمندت
شد گردن بدخواه گرفتار سلاسل

چون دور فلک یکسره بر منهج عدل ست
خوش باش که ظالم نبرد راه بمنزل

حافظ قلم شاه جهان مقسم رزق ست
از بهر معیشت مکن اندیشهٔ باطل

رهروان را عشق بس باشد دلیل
آب چشم اندر رهش کردم سبیل

موج اشکم بین که آرد در حساب
آنکه کشتی راند [illegible]

اختیاری نیست بدنامی ما
ضللنی فی العشق من یهدی السبیل

بی می و مطرب بفردوسم مخوان
راحتی فی الراح لا فی السلسبیل

آتش رخ بتان بر خود مزن
ورنه از آتش گذر کن چون خلیل

یا مکن با پیلبانان دوستی
یا بنا کن خانه در خورد پیل

یا منه بر [illegible] که مقصد گم کنی
یا منه پا اندرین ره بی دلیل

یا کشش بر چهره نیل عاشقی
یا فرو بر جامه تقوی به نیل

شاه عالم را بقا و عز و مال
باد و هر چیزی که خواهد زین قبیل

حافظا گر معنی داری بیار
ورنه دعوی نیست غیر از قال و قیل

هر نکته که گفتم در وصف آن شمائل
هر کس شنید گفتا لله در قائل

دل داده‌ام بیاری عاشق کشی نگاری
مرضیة السجایا محمودة الخصائل

تحصیل عشق و رندی آسان نمود اول
جانم بسوخت آخر در کسب این فضائل

گفتم که کی ببخشی بر جان ناتوانم
گفت آن زمان که نبود جان در میانه حائل

بنوش لعل تو ای آب زندگانی من
ز رنگ و بوی تو ای نوبهار حسن و جمال

بآن صحیفهٔ عارض که گشته گلشن چشم
بآن حدیقهٔ بینش که شد مقال خیال

بآن عقیق که ما راست مهر خاتم چشم
بآن گهر که شما راست در درج مقال

بطیب خلق تو و نفحهٔ شمامهٔ گل
ببوی زلف تو و نکهت نسیم شمال

بجلوهای تو و شیوهای رفتن چشم
بعشوهای تو و غمزهای چشم غزال

بگرد راه تو یعنی بسایهٔ امید
بخاک پای تو یعنی برشک آب زلال

بسرو و ماه نمایت بآفتاب بلند
بآستان رفیعت بآسمان جلال

که بی رضای تو حافظ اگر التفات کند
بعمر باز نماند چه جای مال و منال

شمیمت روح وداد تو راست برق وبال
بیا که بوی ترا میرم ای نسیم وصال

اداء باکمال ز جیب قضا ازل
که نیست صبر جمیلم ز اشتیاق جمال

شکایت شب هجران فرو گذار ای دل
بشکر آنکه برافکند پرده روز وصال

چو یار بر سر صلح است و عذر میخواهد
توان گذشت ز جور رقیب در همه حال

بیا که پردهٔ گلریز هفت خانهٔ چشم
کشیدهایم بتحریر کارگاه خیال

بجز خیال دهان تو نیست در دل تنگ
که کس مباد چو من در پی خیال محال

ملال مصلحتی می نمایم از جانان — کہ کس بجد نماند ز جان خود بملال
مراد دلبست پریشان بدست غم پامال — چنانکہ ہیچکسش نیست واقف احوال

قتیل عشق تو شد حافظ غریب ولے
بخاک ما گذرے کن کہ خون مات حلال

ساقی بیار بادہ کہ آمد زمان گل — تا بشکنیم توبہ دگر در میان گل
گوری خار خندہ زنان تا چمن رویم — چون بلبلان نزول کنیم آشیان گل
در صحن بوستان قدح بادہ نوش کن — کآیات خوشدلی رسید از زبان گل
گل در چمن رسید مشو ایمن از فراق — یار و شراب خواہ و سر بوستان گل

حافظ وصال گل طلبی ہمچو بلبلان
جان کن فدائے خاک رہ باغبان گل

آنکہ پامال جفا کرد چو خاک راہم — خاک مے بوسم و عذر قدمش میخواہم
من نہ آنم کہ بجور از تو بنالم حاشا — چاکر معتقد و بندۂ دولتخواہم
ذرۂ خاکم و در کوی توام وقت خوش است — ترسم اے دوست کہ بادے ببرد ناگاہم
صوفی صومعۂ عالم قدسم لیکن — حالیا دیر مغانست حوالتگاہم
بستہ ام در خم گیسوے تو امید دراز — آن مبادا کہ کند دست طلب کوتاہم

پیر میخانه سحر جام جهان بینم داد | واندران آینه از حسن تو کرد آگاهم
با من راه نشین خیز و سوی میکده آی | تا ببینی که دران حلقه چه صاحب جاهم
بر سر شمع قدت شعله صفت میرزم | گرچه دانم که هوای تو کشد ناگاهم
خوشم آمد که سحر خسرو خاور میگفت | با همه پادشهی بندهٔ توران شاهم

مست بگذشتی و از حافظت اندیشه نبود
آه اگر دامن حسن تو بگیرد آهم

بارها گفته ام و بار دگر میگویم | که من دلشده این ره نه بخود می پویم
در پس آینه طوطی صفتم داشته اند | آنچه استاد ازل گفت بگو میگویم
من اگر خارم اگر گل چمن آرائی هست | که ازان دست که او میکشدم میرویم
دوستان عیب من بیدل حیران مکنید | گوهری دارم و صاحب نظری میجویم
گرچه با دلق ملمع می گلگون عیب است | مکنم عیب کزو رنگ ریا میشویم
خنده و گریهٔ عشاق ز جای دگر است | می سرایم بشب و وقت سحر می مویم

حافظم گفت که خاک در میخانه مبوی
گو مکن عیب که من مشک ختن می بویم

باز آی ساقیا که هواخواه خدمتم | مشتاق بندگی و دعاگوی دولتم

زانجا که فیض جام سعادت فروغ تست — بیرون شدن نمای ز ظلمات حیرتم

تام

هر چند غرق بحر گناهم ز شش جهت — تا آشنای عشق شدم ز اهل رحمتم

عیبم مکن برندی و بدنامی ای فقیه — کاین بود سرنوشت ز دیوان فطرتم

می خور که عاشقی نه بکسب است و اختیار — این موهبت رسید ز ایوان قسمتم

گر دم زنی ز طره مشکین آن نگار — فکری بکن ای صبا ز مکافات غیرتم

تمکان

در ابروی تو تیر نظر تا بگوش هوش — آورده و کشیده و موقوف فرصتم

من کز وطن سفر نگزیدم بعمر خویش — در عشق دیدن تو هواخواه غربتم

دریا و کوه در ره و من خسته و ضعیف — ای خضر پی خجسته مدد کن به همتم

دورم بصورت از در دولتسرای دوست — لیکن بجان و دل ز مقیمان حضرتم

حافظ به پیش چشم تو خواهد سپرد جان
در این خیالم ار بدهد عمر مهلتم

برخیز تا طریق تکلف رها کنیم — دکان معرفت بدو جو پر بها کنیم

بر دیگران نگار قبا پوش بگذرد — ما نیز جامه های صبوری قبا کنیم

هفتاد زلت از نظر خلق در حجاب — بهتر ز طاعتی که بروی و ریا کنیم

آنکو بتیر سابقه چندین نواخت کرد — ممکن بود که عفو کند گر خطا کنیم

پیر میخانہ سحر جام جہان بینم داد — واندران آئینہ از حسن تو کرد آگاہم

با من راہ نشین خیز و سوے میکدہ آے — تا بہ بینی کہ دران حلقہ چہ صاحب جاہم

بر سر شمع قدرت شعلہ صفتم مے لرزم — گرچہ دانم کہ ہواے تو کشد ناگاہم

خوشم آمد کہ سحر خسرو خاور میگفت — با ہمہ پادشہی بندۂ توران شاہم

مست بگذشتی و از حافظت اندیشہ نبود — آہ اگر دامن حسن تو بگیرد آہم

بارہا گفتہ ام و بار دگر میگویم — کہ من دلشدہ این رہ نہ بخود می پویم

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند — آنچہ استاد ازل گفت بگو می گویم

من اگر خارم اگر گل چمن آرائے ہست — کہ ازان دست کہ مے پروردم می رویم

دوستان عیب من بیدل حیران مکنید — گوہرے دارم و صاحب نظرے می جویم

گرچہ با دلق ملمع مے گلگون عیب ست — مکنم عیب کزو رنگ ریا می شویم

خندہ و گریۂ عشاق ز جای دگر ست — می سرایم بشبہا و وقت سحر می مویم

حافظم گفت کہ خاک در میخانہ مبوے — گو مکن عیب کہ من مشک ختن می بویم

باز آے ساقیا کہ ہوا خواہ خدمتم — مشتاق بندگی و دعاگوے دولتم

زانجا کہ فیض جام سعادت فروغ تست	ناتم	بیرون شدن نماے ز ظلمات حیرتم
ہر چند غرق بحر گناہم ز شش جہت		تا آشناے عشق شدم ز اہل رحمتم
عیبم مکن برندی و بدنامی اے فقیہ		کاین بود سرنوشت ز دیوان فطرتم
مے خور کہ عاشقی نہ بکسب ست و اختیار		این موہبت رسید ز ایوان قسمتم
گر دم زنی ز طرۂ مشکین آن نگار		فکرے کن اے صبا ز مکافات غیرتم
در راہ او تو تیر نظر تا بگوش ہوش	تمکان	آوردہ و کشیدہ و موقوف فرصتم
من کز وطن سفر نگزیدم بعمر خویش		در عشق دیدن تو ہواخواہ غربتم
دریا و کوہ در رہ و من خستہ و ضعیف		اے خضر پے خجستہ مدد کن بہ ہمتم
دورم بصورت از در دولتسراے دوست		لیکن بجان و دل ز مقیمان حضرتم

حافظ بپیش چشم تو خواہد سپرد جان
در این خیالم ار بدہد عمر مہلتم

برخیز تا طریق تکلف رہا کنیم	دکان معرفت بدو جو پر بہا کنیم
بر دیگران نگار قبا پوشش بگذرد	ما نیز جامہ ہاے صبوری قبا کنیم
ہفتاد زلت از نظر خلق در حجاب	بہتر ز طاعتے کہ بروی و ریا کنیم
آنکو بتیر سابقہ چندین نواخت کرد	ممکن بود کہ عفو کند گر خطا کنیم

گر یک شبی بدستمان افتد نگار من — مشکل بود که دامنش از کف رها کنیم
گفتم نگشت کام دلم حاصل از لبت — گفتا تو صبر کن که مرادت روا کنیم

حافظ وفا نکن ایام سست عهد
این چند روزه عمر بیا تا وفا کنیم

بشری اذا السلامة حلت بذی سلم — لله حمد معترف غایة النعم
آن خوش خبر کجاست کزین فتح مژده داد — تا جان فشانمش چو زر و سیم در قدم
از بازگشت شاه چه خوش طرفه نقش بست — آهنگ خصم او بسراپرده عدم
پیمان شکن هر آینه گردد شکسته دل — ان العهود عند ملوک النهی ذمم
در نیل غم فتاده سپهرش بطنز گفت — الآن قد ندمت و ما ینفع الندم
می جست از سحاب امل رحمتی ولی — جز دیده‌اش معاینه بیرون نداد نم
ساقی بیا که دور گل است و زمان عیش — پیش آر جام و هیچ مخور غم ز بیش و کم
ای دل تو جام جم طلبی ملک جم مخواه — کاین بود قول بلبل بستانسرای جم
چون خون خصم تو صراحی بریختی — با دوستان بعیش و طرب گیر جام جم
بشنو ز جام تو باده که این ال ... — ای بازگشت شهر دون کیقباد و جم

حافظ ... بیاده دارد قرارگاه — کالطیر فی الحدیقة واللیث فی الاجم

بعزم توبه سحر گفتم استخاره کنم
بهار توبه شکن میرسد چه چاره کنم

سخن درست بگویم نمیتوانم دید
که می خورند حریفان و من نظاره کنم

بدور لاله دماغ مرا علاج کنید
گر از میانهٔ بزم طرب کناره کنم

اگر شبی بزبانم حدیث توبه رود
ز بی‌طهارتی آن را بمی غراره کنم

بتخت گل بنشانم بتی چو سلطانی
ز سنبل و سمنش ساز طوق و یاره کنم

مرا که نیست ره و رسم لقمه پرهیزی
همان به است که میخانه را اجاره کنم

ز روی دوست مرا چون گل مراد شکفت
حوالهٔ سر دشمن بسنگ خاره کنم

گدای میکده ام لیک وقت مستی بین
که ناز بر فلک و حکم بر ستاره کنم

اگر ز لعل لب یار بوسهٔ یابم
جوان شوم ز سر و زندگی دوباره کنم

چو غنچه با لب خندان بیاد مجلس شاه
پیاله گیرم و از شوق جامه پاره کنم

نه قاضیم نه مدرس نه محتسب نه فقیه
مرا چه سود که منع شرابخواره کنم

ز باده خوردن پنهان ملول شد حافظ
ببانگ بربط و نی رازش آشکاره کنم

بغیر از آنکه بشد دین و دانش از دستم
دگر بگو که ز عشقت چه طرف بربستم

اگرچه خرمن عمرم غم تو داد بباد
بخاک پای عزیزت که عهد نشکستم

چو ذره گرچه حقیرم ببین بدولت عشق
که در هوای رخت چون بمهر پیوستم

بیار باده که عمریست تا من از سر مهر
بکنج عافیت از بهر عیش ننشستم

اگر ز مردم هشیاری ای نصیحتگو
سخن بخاک میفکن چرا که من مستم

چگونه سر ز خجالت برآورم بر دوست
که خدمتی بسزا برنیامد از دستم

بسوخت حافظ و آن یار دلنواز نگفت
که مرهمی بفرستم چو خاطرش خستم

بگذار تا ز شارع میخانه بگذریم
کز بهر جرعهٔ همه محتاج این دریم

جائیکه تخت و مسند جم میرود بباد
گر غم خوریم خوش نبود به که می خوریم

تا بو که دست در کمر او توان زدن
در خون دل نشسته چو یاقوت احمریم

روز نخست چون دم رندی زدیم و عشق
شرط آن بود که جز ره این شیوه نسپریم

واعظ مکن نصیحت شوریدگان که ما
با خاک کوی دوست بفردوس ننگریم

زان پیشتر که عمر گرانمایه بگذرد
بگذار تا مقابل روی تو بگذریم

چون صوفیان بحالت و رقصند در سماع
ما نیز هم بشعبده دستی برآوریم

از جرعهٔ تو خاک زمین در و لعل یافت
بیچاره ما که پیش تو از خاک کمتریم

حافظ چو ره بکنگرهٔ کاخ وصل نیست
با خاک آستانهٔ این در بسر بریم

بتیغم گر زند دستش نگیرم ‏ ‏ ‏ دگر تیرم زند منت پذیرم

کمان ابروے ما را گو مزن تیر ‏ ‏ ‏ که پیش دست و بازوت بمیرم

غم گیتی چو از پایم درآورد ‏ ‏ ‏ بجز ساغر نباشد دستگیرم

برآے ای آفتاب صبح امید ‏ ‏ ‏ که در دست شب هجران اسیرم

چو طفلان تا کے ای واعظ فریبی ‏ ‏ ‏ بسیب بوستان و جوے شیرم

من آن مرغم که هر شام و سحرگاه ‏ ‏ ‏ رسد تا سدره آواز صفیرم

بفریادم رس اے پیر خرابات ‏ ‏ ‏ بیک جرعه جوانم کن که پیرم

بگیسوے تو خوردم دوش سوگند ‏ ‏ ‏ که از پاے تو من سر بر نگیرم

بسوز این خرقهٔ تقوے چو حافظ ‏ ‏ ‏ که گر آتش شوم در وے نگیرم

بمژگان سیه کردی هزاران رخنه در دینم ‏ ‏ ‏ بیا کز چشم بیمارت هزاران درد برچینم

الا اے همنشین دل که یارانت برفت از یاد ‏ ‏ ‏ مرا روزی مباد آن دم که بے یاد تو بنشینم

ز تاب آتش دوری شدم غرق عرق چون گل ‏ ‏ ‏ بیار اے باد شبگیری نسیمے زان عرق چینم

شب رحلت هم از بستر روم تا قصر حور العین ‏ ‏ ‏ اگر در وقت جان دادن تو باشی شمع بالینم

صباح الخیر زد بلبل کجائی ساقیا برخیز ‏ ‏ ‏ که غوغا میکند در سر خیال خواب دوشینم

[illegible]

اگر بجای من غیری گزیند دوست حاکم اوست
حرامم باد اگر من جان بجای دوست بگزینم

جهان پیر است و بی بنیاد ازین فرهادکش فریاد
که کرد افسون و نیرنگش ملول از جان شیرینم

جهان فانی و باقی فدای شاهد و ساقی
که سلطانی عالم را طفیل عشق می‌بینم

رموز عشق و مستی زمن بشنو نه از واعظ
که با جام و قدح هر شب قرین ماه و پروینم

حدیث آرزومندی که درین نامه ثبت افتاد
همانا بی غلط باشد که حافظ داد تلقینم

بیا تا گل برافشانیم و می در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشکافیم و طرح نو دراندازیم

اگر غم لشکر انگیزد که خون عاشقان ریزد
من و ساقی بهم سازیم و بنیادش براندازیم

چو در دست است رودی خوش بزن مطرب سرودی خوش
که دست افشان غزل خوانیم و پاکوبان سر اندازیم

صبا خاک وجود ما بآن عالیجناب انداز
بود کان شاه خوبان را نظر بر منظر اندازیم

یکی از عشق می‌لافد دگر طامات می‌بافد
بیا کاین داوری‌ها را به پیش داور اندازیم

بهشت عدن اگر خواهی بیا با ما بمیخانه
که از پای خمت یکسر بحوض کوثر اندازیم

شراب ارغوانی را گلاب اندر قدح ریزیم
نسیم عطرگردان را شکر در مجمر اندازیم

بیا جانا منور کن ز رویت مجلس ما را
که در پیشت غزل خوانیم و در پایت سر اندازیم

سخندانی و خوشخوانی نمی‌ورزند در شیراز
بیا حافظ که تا خود را بملکی دیگر اندازیم

بی تو ای سرو روان با گل و گلشن چه کنم
زلف سنبل چه کشم عارض سوسن چه کنم

آه کز طعنهٔ بدخواه ندیدم رویت
نیست چون آینه‌ام روی ز آهن چه کنم

برو ای زاهد و بر دردکشان خرده مگیر
کارفرمای قدر میکند این من چه کنم

برق غیرت چو چنین می جهد از مکمن غیب
تو بفرما که من سوخته خرمن چه کنم

مددی گر بچراغی نکند آتش طور
چارهٔ تیره شب وادی ایمن چه کنم

شاه ترکان چو پسندید و بچاهم انداخت
دستگیر ار نشود دست تو تهمتن چه کنم

خون من ریختی از ناوک ابروی فراق
خود بگو با تو من ای دیدهٔ روشن چه کنم

[illegible]

حافظا خلد برین خانهٔ موروث من است
اندرین منزل ویرانه نشیمن چه کنم

تا سایهٔ مبارکت افتاد بر سرم
دولت غلام من شد و اقبال چاکرم

شد سالها که از سر من بخت رفته بود
از دولت وصال تو باز آمد از درم

بیدار در زمانه ندیدی کسی مرا
در خواب اگر خیال تو گشتی مصورم

من گرد چشم تو بلاهات برم ولی
باور مکن که بی تو زمانی بسر برم

زان شب که باز در دل تنگم درآمدی
چون شمع درگرفت دماغ معطرم

درد مرا طبیب نداند دوا که من
بی دوست خسته خاطرم و با دوست خرمم

گفتی بیار رخت اقامت بکوی ما
من خود بجان خود که ازین کو نگذرم

هر کس غلام شاهی و مملوک صاحبیست
حافظ کمینه بندهٔ سلطان کشورم

مرا می بینی و دردم زیادت میکنی دردم
ترا می بینم و شوقم زیادت می شود هر دم

بسامانم نمی پرسی نمیدانم چه سر داری
بدرمانم نمیکوشی نمیدانی مگر دردم

نه راهست اینکه بگذاری مرا با خاک و بگریزی
گذاری آر و بازم پرس تا خاک رهت گردم

ندارم دستت از دامن بجز در خاک و آن دم هم
چو بر خاکم گذار آری بگیرد دامنت گردم

فرو رفت از غم عشقت دمم دم میدهی تا کی
دمار از من برآوردی نمیگوئی برآوردم

شبی دل را بتاریکی ز زلفت باز میجستم
رخت میدیدم و جامی ز لعلت باز میخوردم

کشیدم در برت ناگاه و شد در تاب گیسویت
نهادم بر لبت لب را و جان و دل فدا کردم

تو خوش میباش با حافظ برو گو خصم جان میده
چو گرمی از تو می بینم چه باک از خصم دم سردم

تو همچو صبحی و من شمع خلوت سحرم
تبسمی کن و جان بین که چون همی سپرم

چنین که در دل من داغ زلف سرکش تست
بنفشه زار شود تربتم چو در گذرم

بر آستان امیدت گشاده ام در چشم
که یک نظر فگنی چون فگندی از نظرم

غلام مردم چشمم که با سیاه دلی
هزار قطره ببارد چو درد دل شمرم

چو فکر گو بیت ای خیل غم عفاک الله
که روز بیکسی آخر نمی‌روی ز سرم

بهر نظر بت ما جلوه میکند لیکن
کس آن کرشمه نبیند که من همی نگرم

بخاک حافظ اگر یار بگذرد چو نسیم
چو غنچه در لحد تنگ خود کفن بدرم

چرا نه در پی عزم دیار خود باشم
چرا نه خاک کف پای یار خود باشم

غم غریبی و غربت چو بر نمی‌تابم
بشهر خود روم و شهریار خود باشم

ز محرمان سراپرده وصال شوم
ز بندگان خداوندگار خود باشم

چو کار عمر نه پیداست باری آن اولی
که روز واقعه پیش نگار خود باشم

ز دست بخت گران خواب و کار بی‌سامان
اگر کنم گله راز دار خود باشم

همیشه پیشه من عاشقی و رندی بود
دگر بکوشم و مشغول کار خود باشم

بود که لطف ازل رهنمون شود حافظ
وگرنه تا بابد شرمسار خود باشم

چل سال بیش رفت که من لاف میزنم
کز چاکران پیر مغان کمترین منم

هرگز بیمن عاطفت پیر میفروش
ساغر تهی نشد ز می صاف روشنم

در حق من به دردکشی ظن بد مبر / کالوده گشت خرقه ولی پاکدامنم

شهباز دست پادشهم این چه حالت است / کز یاد برده اند هوای نشیمنم

حیف است بلبلی چو من اکنون درین قفس / با این لسان عذب که خامش چو سوسنم

آب و هوای پارس عجب سفله پرور است / کو همرهی که خیمه ازین خاک برکنم

تو را ای شه خجسته که در من یزید فضل / شد منت مواهب او طوق گردنم

حافظ بزیر خرقه قدح تا بکی کشی / در بزم خواجه پرده زکارت برفگنم

حاشا که من بموسم گل ترک می کنم / من لاف عقل میزنم این کار کی کنم

مطرب کجاست تا همه محصول زهد و علم / در کار چنگ و بربط و آواز نی کنم

از قال و قیل مدرسه حالی دلم گرفت / یک چند نیز خدمت معشوق و می کنم

کو پیک صبح تا گلهای شب فراق / با آن خجسته طالع فرخنده پی کنم

کی بود در زمانه وفا جام می بیار / تا من حکایت جم و کاوس کی کنم

از نامهٔ سیاه نترسم که روز حشر / با فیض لطف او صد ازین نامه طی کنم

خاک مرا چو روز ازل از می سرشته اند / با مدعی بگو که چرا ترک می کنم

این جان عاریت که بحافظ سپرد دوست / روزی رخش ببینم و تسلیم وی کنم

حالیا مصلحت وقت در آن می‌بینم / که کشم رخت بمیخانه و خوش بنشینم

جز صراحی و کتابم نبود یار و ندیم / تا حریفان دغا را بجهان کم بینم

بسکه در خرقهٔ سالوس زدم لاف صلاح / شرمسار رخ ساقی و می رنگینم

جام می گیرم و از اهل ریا دور شوم / یعنی از اهل جهان پاکدلی بگزینم

سر بآزادگی از خلق برآرم چون سرو / گر دهد دست که دامن ز جهان درچینم

سینهٔ تنگ من و بار غم او هیهات / مرد این بار گران نیست دل مسکینم

دل جانم بخیال سر زلف تو بسوخت / ور گوا باید تا اینک نفس مشکینم

بر دلم گرد ستمهاست خدایا مپسند / که مکدر شود آئینهٔ مهرآئینم

بندهٔ آصف عهدم دلم آزرده مکن / که اگر دم زنم از چرخ بخواهد کینم

من اگر رند خراباتم و گر حافظ شهر / این متاعم که تو می‌بینی و کمتر زینم

حجاب چهرهٔ جان می‌شود غبار تنم / خوشا دمی که ازین چهره پرده برفکنم

چنین قفس نه سزای چو من خوش‌الحانیست / روم بگلشن رضوان که مرغ آن چمنم

عیان نشد که چرا آمدم کجا بودم / دریغ و درد که غافل ز کار خویشتنم

چگونه طوف کنم در فضای عالم قدس / که در سراچهٔ ترکیب تخته‌بند تنم

اگر ز خون دلم بوی عشق می آید عجب مدار که همدرد نافهٔ ختنم
مرا که منظر حورست مسکن و ماوی چرا بکوی خراباتیان بود وطنم
طراز پیرهن زرکشم مبین چون شمع که سوزهاست نهانی درون پیرهنم
بیا و هستی حافظ ز پیش او بردار که با وجود تو کس نشنود ز من که منم

تمام

خرم آن روز کزین منزل ویران بروم راحت جان طلبم وز پی جانان بروم
گرچه دانم که بجائی نبرد راه غریب من ببوی خوش آن زلف پریشان بروم
چون صبا با دل بیمار و تن بی طاقت بهواداری آن سرو خرامان بروم
دلم از وحشت زندان سکندر بگرفت رخت بربندم و تا ملک سلیمان بروم
در ره او چو قلم گر بسرم باید رفت با دل زخمکش و دیده گریان بروم
نذر کردم گر ازین غم بسر آید روزی تا در میکده شادان و غزلخوان بروم
بهواداری او ذره صفت رقص کنان تا لب چشمهٔ خورشید درخشان بروم
نازکان را چه غم حال گرفتاران نیست ساربانان مددی تا خوش و آسان بروم
ور چه حافظ نبرم ره ز بیابان بیرون همره کوکبهٔ آصف دوران بروم

خیال روی تو در کارگاه دیده کشیدم — بصورت تو نگاری ندیدم و نشنیدم

امید خواجگیم بود بندگی تو کردم — هوای سلطنتم بود خدمت تو گزیدم

اگرچه در طلبت همعنان باد شمالم — بگرد سرو خرامان قامتت نرسیدم

امید در سر زلفت بروز عهد نبستم — طمع بدور دهانت زکام دل ببریدم

گناه چشم سیاه تو بود و ناوک غمزه — که من چو آهوی وحشی ز آدمی برمیدم

زشوق چشمهٔ نوشت چه قطرها که فشاندم — زلعل روح‌فزایت چه عشوها که خریدم

زغمزه بر دل ریشم چه تیرها که گشادی — زغصه بر سر کویت چه بارها که کشیدم

زکوی یار بیار ای نسیم صبح غباری — که بوی خون دل ریش از آن غبار شنیدم

چو غنچه بر سرم از کوی او گذشت نسیمی — که پرده بر دل خونین بهوای او بدریدم

بخاک پای تو سوگند نور دیدهٔ حافظ — که بی رخ تو فروغ از چراغ دیده ندیدم

خیال روی تو گر بگذرد بگلشن چشم — دل از پی نظر آید بسوی روزن چشم

بیا که لعل و گهر در نثار مقدم تو — زگنج خانهٔ دل میکشم بمخزن چشم

سزای تکیه گهت منظری نمی‌بینم — منم بعالم و این گوشهٔ معین چشم

سحر سرشک روانم سر خرابی داشت — گرم نه خون جگر می‌گرفت دامن چشم

نخست روز که دیدم رخ تو دل میگفت
اگر رسد خللی خون من بگردن چشم

ببوی مژده وصل تو تا سحر همه شب
براه باد نهادم چراغ روشن چشم

بمردمی که دل دردمند حافظ را
مزن بناوک دلدوز مردم افکن چشم

خیز تا از در میخانه گشادی طلبیم
بر در دوست نشینیم و مرادی طلبیم

زاد راه حرم دوست نداریم مگر
بگدائی ز در میکده زادی طلبیم

اشک آلوده ما گرچه روانست ولی
برسالت سوی آن پاک نهادی طلبیم

لذت داغ غمت بر دل ما باد حرام
اگر از جور غم عشق تو دادی طلبیم

نقطه خال تو بر لوح بصر نتوان زد
مگر از مردمک دیده مدادی طلبیم

عشوه از لب شیرین تو دل خواست بجان
بشکر خنده لبت گفت مرادی طلبیم

تا بود نسخه عطری دل سودازده را
از خط غالیه سای تو سوادی طلبیم

چون غمت را نتوان یافت مگر در دل شاد
ما بامید غمت خاطر شادی طلبیم

بر در مدرسه تا چند نشینی حافظ
خیز تا از در میخانه گشادی طلبیم

خیز تا خرقه صوفی بخرابات بریم
زرق و طامات ببازار خرافات بریم

تا همه خلوتیان جام صبوحی گیرند / چنگ صبحی به در پیر مناجات بریم

ور نهد در ره ما خار ملامت زاهد / از گلستانش به زندان مکافات بریم

شرممان باد ز پشمینه آلوده خویش / گر بدین فضل و هنر نام کرامات بریم

قدر وقت ار نشناسد دل و کاری نکند / بس خجالت که از این حاصل اوقات بریم

سوی رندان قلندر به ره آورد سفر / دلق پشمینه و سجاده طامات بریم

با تو آن عهد که در وادی ایمن بستیم / همچو موسی ارنی گوی به میقات بریم

فتنه می‌بارد از این طاق مقرنس برخیز / تا به میخانه پناه از همه آفات بریم

در بیابان فنا گم شدن آخر تا کی / ره بپرسیم مگر پی به مهمات بریم

باده نوشیدن پنهان نشان کم دست / این متاعی که بر ارباب کرامات بریم

خاک کوی تو به صحرای قیامت فردا / همه بر فرق سر از بهر مکافات بریم

حافظ آب رخ خود بر در هر سفله مریز / حاجت آن به که بر قاضی حاجات بریم

در خرابات مغان گر گذر افتد بازم / حاصل خرقه و سجاده روان دربازم

حلقه توبه گر امروز چو زهاد زنم / خازن میکده فردا نکند در بازم

ور چو پروانه دهد دست فراغ بالی / جز بدان عارض شمعی نبود پروازم

دوستان عیب نظربازی حافظ مکنید
که من او را ز محبان خدا می‌بینم

درد از یار است و درمان نیز هم
دل فدای او شد و جان نیز هم

آنکه میگویند آن بهتر ز حسن
یار ما این دارد و آن نیز هم

هر دو عالم یک فروغ روی او
گفتمت پیدا و پنهان نیز هم

دوستان در پرده میگویم سخن
گفته خواهد شد بدستان نیز هم

یاد باد آنکو بقصد خون ما
عهد را بشکست و پیمان نیز هم

خون ما آن نرگس مستانه ریخت
وان سر زلف پریشان نیز هم

عاشق از قاضی نترسد می بیار
بلکه از یرغوی سلطان نیز هم

اعتمادی نیست بر کار جهان
بلکه بر گردون گردان نیز هم

چون سر آمد دولت شبهای وصل
بگذرد ایام هجران نیز هم

محتسب داند که حافظ عاشق است
و آصف ملک سلیمان نیز هم

از غم هجر تو چنان [illegible] کردی بارها
گر خیال [illegible] بچی پروانه‌ام

هر کرا از نالهٔ شبگیر من آگاه شو
هیچ شکلی نیست کو چون [illegible]

دوستان وقت گل آن به که بعشرت کوشیم / سخن پیر مغانست و بجان می‌نوشیم

نیست در کس کرم و وقت طرب میگذرد / چاره آنست که سجاده به می بفروشیم

خوش هوائیست فرح‌بخش خدایا بفرست / نازنینی که برویش می گلگون نوشیم

ارغنون ساز فلک رهزن اهل هنرست / چون ازین غصه ننالیم و چرا نخروشیم

گل بجوش آمد و از می نزدیمش آبی / لاجرم ز آتش حرمان و هوس میجوشیم

حافظا این حال عجب با که توان گفت که ما / بلبلانیم که در موسم گل خاموشیم

دوش بیماری چشم تو ببرد از دستم / لیکن از لطف لبت صورت جان می‌بستم

عشق من با خط مشکین تو امروزی نیست / دیرگاهست کزین جام هلالی مستم

عافیت چشم مدار از من میخانه‌نشین / که دم از خدمت رندان زده‌ام تا هستم

در ره عشق از آن سوی فنا صد خطرست / تا نگوئی که چو عمرم بسر آمد رستم

بوسه بر درج عقیق تو حلالست مرا / که بافسوس و جفا مهر وفا نشکستم

بعد ازینم چه غم از تیر کج‌انداز حسود / که بمحبوب کمان‌ابروی خود پیوستم

از ثبات خودم این نکته خوش آمد که بجور / در سر کوی تو از پای طلب ننشستم

صنمی لشکریم غارت دل کرد و برفت / آه اگر عاطفت شاه نگیرد دستم

رتبت دانش حافظ به فلک بر شده بود
کرد غمخواری بالای بلندت پستم

دوش سودای رخش گفتم ز سر بیرون کنم
گفت کو زنجیر تا تدبیر این مجنون کنم

قامتش را سرو گفتم سر کشید از من به خشم
دوستان از راست می‌رنجد نگارم چون کنم

نکته ناسنجیده گفتم دلبرا معذور دار
عشوه‌ای فرمای تا من طبع را موزون کنم

زردرویی می‌کشم زان طبع نازک بی‌گناه
ساقیا جامی بده تا چهره را گلگون کنم

من که ره بردم به گنج حسن بی‌پایان دوست
صد گدای همچو خود را بعد از این قارون کنم

ای نسیم منزل لیلی خدا را تا به کی
ربع را برهم زنم اطلال را جیحون کنم

ای مه صاحب قران از بنده حافظ یاد کن
تا دعای دولت آن حسن روزافزون کنم

دیده دریا کنم و صبر به صحرا فکنم
واندر این کار دل خویش به دریا فکنم

از دل تنگ گنهکار برآرم آهی
کآتش اندر گنه آدم و حوا فکنم

خورده‌ام تیر فلک باده بده تا سرمست
عقده در بند کمر ترکش جوزا فکنم

جرعه جام بر این تخت روان افشانم
غلغل چنگ در این گنبد مینا فکنم

مایه خوشدلی آنجاست که دلدار آنجاست
می‌کنم جهد که خود را مگر آنجا فکنم

حافظم در مجلسی دردی‌کشم در محفلی
بنگر این شوخی که چون با خلق صنعت می‌کنم

ز دست کوته خود زیر بارم
که از بالابلندان شرمسارم

مگر زنجیر زلفت گیردم دست
وگرنه سر به شیدائی برآرم

ز چشم من بپرس اوضاع گردون
که شب تا روز اختر می‌شمارم

چو مستی خوردم من از جام عشق
که هشیاری و بیداری ندارم

بدین شکرانه می‌بوسم لب جام
که کرد آگه ز دور روزگارم

من از بازوی خود دارم بسی شکر
که زور مردم آزاری ندارم

اگر گفتم دعای می‌فروشان
چه باشد حق نعمت می‌گزارم

[illegible] روز و شب [illegible]
که کار آسمان [illegible] دارم

[illegible] برگرفتن
[illegible] بارم

سری دارم چو حافظ مست لیکن
به لطف آن سری امیدوارم

زلف بر باد مده تا ندهی بر بادم
ناز بنیاد مکن تا نکنی بنیادم

رخ برافروز که فارغ کنی از برگ گلم
قد برافراز که از سرو کنی آزادم

دارم از لطف ازل جنت فردوس طمع ‌ ‌ گرچه دربانی میخانه فراوان کردم

اینکه پیرانه سرم صحبت یوسف بنواخت ‌ ‌ اجر صبریست که در کلبهٔ احزان کردم

گر به دیوان غزل صدرنشینم چه عجب ‌ ‌ سالها بندگی صاحب دیوان کردم

هیچکس را نرسد در نظم مهر آیه فلک ‌ ‌ آن تنعم که من از همت سلطان کردم

صبح خیزی و سلامت طلبی چون حافظ ‌ ‌ هر چه کردم همه از دولت قرآن کردم

تمت

سرم خوش است و به بانگ بلند می‌گویم ‌ ‌ که من نسیم حیات از پیاله می‌جویم

عبوس زهد به وجه خمار ننشیند ‌ ‌ مرید خرقهٔ دردی‌کشان خوش‌خویم

گرم نه پیر مغان در به روی بگشاید ‌ ‌ کدام در بزنم چاره از کجا جویم

مکن در این چمنم سرزنش به خودرویی ‌ ‌ چنانکه پرورشم می‌دهند می‌رویم

تو خانقاه و خرابات در میانه مبین ‌ ‌ خدا گواست که هر جا که هست با اویم

ز شوق نرگس مست بلندبالایی ‌ ‌ چو لاله با قدح افتاده بر لب جویم

شدم فسانه به سرگشتگی و ابروی دوست ‌ ‌ کشیده در خم چوگان خویش چون گویم

غبار راه طلب کیمیای بهروزیست ‌ ‌ غلام دولت آن خاک عنبرین بویم

نصیحتم چه کنی ناصحا چه میدانی ‌ ‌ که من نه معتقد مرد عافیت جویم

بیرون جهیم سرخوش و از بزم مدعی ... غارت کنیم باده و شاهد به بر کشیم

کام جهان برآر که بخشد خدا گناه ... روزی که رخت جان به جهانی دگر کشیم

کو عشوه‌ای ز ابروی او تا چو ماه نو ... گوی سپهر در خم چوگان زر کشیم

فردا اگر نه روضه رضوان به ما دهند ... غلمان ز غرفه حور ز جنت به در کشیم

[illegible]

حافظ نه حد ماست چنین لافها زدن
پا از گلیم خویش چرا بیشتر کشیم

[illegible]

عاشق روی جوانی خوش نوخاسته‌ام ... وز خدا دولت این غم به دعا خواسته‌ام

عاشق و رند و نظربازم و میگویم فاش ... تا بدانی که به چندین هنر آراسته‌ام

شرمم از خرقه آلوده خود می‌آید ... که بر او پاره به صد شعبده آراسته‌ام

خوش بسوز از غمش ای شمع که اینک من نیز ... هم بدین کار کمربسته و برخاسته‌ام

با چنین حیرتم از دست بشد صرفه کار ... در غم افزوده‌ام آنچه از دل و جان کاسته‌ام

پاسبان حرم دل شده‌ام شب همه شب ... بو که سیمرغ کند آن مه ناکاسته‌ام

همچو حافظ به خرابات روم جامه قبا
بو که در بر کشد آن دلبر نوخاسته‌ام

عشقبازی و جوانی و شراب لعل فام ... مجلس انس و حریف همدم و شرب مدام

ساقی شکردهان و مطرب شیرین سخن — همنشین نیک کردار و حریف نیکنام

شاهدی در لطف و پاکی رشک آب زندگی — دلبری در حسن و خوبی غیرت ماه تمام

باده گلرنگ تلخ و عذب و خوشخوار و سبک — نقلی از لعل نگار و نقلی از یاقوت جام

بزمگاهی دلنشین چون قصر فردوس برین — گلشنی پیرامنش چون روضهٔ دارالسلام

صف نشینان نیکخواه و پیشکاران باادب — دوستداران صاحب اسرار و حریفان دوستکام

غمزهٔ ساقی به یغمای خرد آهخته تیغ — زلف جانان از برای صید دل گسترده دام

هر که این صحبت بجوید خوشدلی بر وی حلال — وانکه این عشرت نخواهد زندگی بر وی حرام

نکته‌دانی بذله‌گو چون حافظ شیرین سخن — بخشش‌آموزی جهان‌افروز چون حاجی قوام

عمریست تا به راه غمت رو نهاده‌ایم — روی و ریای خلق بیکسو نهاده‌ایم

هم جان بدان دو نرگس جادو سپرده‌ایم — هم دل بدان دو سنبل هندو نهاده‌ایم

ما ملک عافیت نه به لشکر گرفته‌ایم — ما تخت سلطنت نه به بازو نهاده‌ایم

در گوشهٔ امید چو نظارگان ماه — چشم طلب بر آن خم ابرو نهاده‌ایم

بی زلف سرکش تو سر سودائی از ملال — همچون بنفشه سر بسر زانو نهاده‌ایم

تا داده‌ایم بار جهان بر دل ضعیف — وین کار [illegible] نهاده‌ایم

قد تو تا بشد از جویبار دیده من
بجای سرو جز آب روان نمی‌بینم

من و سفینه حافظ که اندرین دریا
بضاعت سخن درفشان نمی‌بینم

فاش می‌گویم و از گفته خود دلشادم
بنده عشقم و از هر دو جهان آزادم

طایر گلشن قدسم چه دهم شرح فراق
که درین دامگه حادثه چون افتادم

من ملک بودم و فردوس برین جایم بود
آدم آورد درین دیر خراب آبادم

سایه طوبی و دلجویی حور و لب حوض
به هوای سر کوی تو برفت از یادم

نیست بر لوح دلم جز الف قامت یار
چه کنم حرف دگر یاد نداد استادم

کوکب بخت مرا هیچ منجم نشناخت
یارب از مادر گیتی به چه طالع زادم

تا شدم حلقه بگوش در میخانه عشق
هر دم آید غمی از نو به مبارکبادم

گر خورد خون دلم مردمک دیده رواست
که چرا دل بجگرگوشه مردم دادم

پاک کن چهره حافظ بسر زلف ز اشک
ورنه این سیل دمادم بکند بنیادم

ایضاً

دوستی پیر مغان دارم و عهدیست قدیم
که حرامست می آن را که نه یار است ندیم

چاک خواهم زدن این دلق ریائی چه کنم
روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم

تا مگر جرعه فشاند لب جانان بر من
سالها زان شده‌ام بر در میخانه مقیم

مگرش خدمت دیرین من از یاد برفت
ای نسیم سحری یاد دهش عهد قدیم

بعد صد سال اگر بر سر خاکم گذری
سر برآرد ز گلم رقص کنان عظم رمیم

فکر بهبود خود ای دل ز در دیگر کن
درد عاشق نشود به بمداوای حکیم

گوهر معرفت اندوز که با خود ببری
که نصیب دگران است نصاب زر و سیم

دام سخت است مگر یار شود لطف خدا
ورنه آدم نبرد صرفه ز شیطان رجیم

غنچه گو تنگدل از کار فروبسته مباش
کز دم صبح مدد یابی و انفاس نسیم

دلبر از ما بصد امید گرفت اول دل
ظاهرا عهد فرامش نکند خلق کریم

حافظ ار سیم و زرت نیست برو شاکر باش
چه به از دولت لطف سخن و طبع سلیم

گر ازین منزل غربت بسوی خانه روم
نذر کردم که هم از راه بمیخانه روم

زین سفر گر بسلامت بوطن باز رسم
دگر آنجا که روم عاقل و فرزانه روم

تا بگویم که چه کشفم شد ازین سیر و سلوک
بر در میکده با بربط و پیمانه روم

آشنایان ره عشق گرم خون بخورند
ناکسم گر بشکایت بر بیگانه روم

بعد ازین دست من و زلف چو زنجیر نگار
تا بکی از پی کام دل دیوانه روم

گر به تیغم بزند ابروی چون محرابش باز | سجده شکر کنم در پی شکرانه روم

خرم آن دم که چو حافظ بتولای وزیر
سرخوش از میکده با دوست بکاشانه روم

گرچه از آتش دل چون خم می در جوشم | مهر بر لب زده خون می خورم و خاموشم

قصد جانست طمع در لب جانان کردن | تو مرا بین که درین کار بجان میکوشم

من کی آزاد شوم از غم دل چون هر دم | هندوی زلف بتی حلقه کند در گوشم

حاش لله که نیم معتقد طاعت خویش | این قدر هست که گه گه قدحی مینوشم

هست امیدم که علی رغم عدو روز جزا | فیض عفوش ننهد بار گنه بر دوشم

پدرم روضه رضوان بدو گندم بفروخت | ناخلف باشم اگر من بجوی نفروشم

خرقه پوشی من از غایت دینداری نیست | پرده بر سر صد عیب نهان می پوشم

من که خواهم که ننوشم بجز از راوق خم | چکنم گر سخن پیر مغان ننیوشم

گر ازین دست زند مطرب مجلس ره عشق
شعر حافظ ببرد وقت سماع از هوشم

گرچه افتاد ز زلفش گرهی در کارم | همچنان چشم گشاد از کرمش میدارم

به طرب حمل مکن سرخی رویم که چو جام | خون دل عکس برون میدهد از رخسارم

پردهٔ مطربم از دست برون خواهد برد
آه اگر زانکه دران پرده نباشد بارم

منم آن شاعر ساحر که بافسون سخن
از نی کلک همه شهد و شکر می بارم

بصد امید نهادیم درین بادیه پاے
اے دلیل دل گم گشته فرو مگذارم

چون منش درگذر باد نمی یارم دید
با که گویم که بگوید سخنے با یارم

دیدهٔ بخت بافسانهٔ او شد در خواب
کو نسیمے ز عنایت که کند بیدارم

دوش میگفت که حافظ همه رویست و ریا
بجز از خاک درت با که بگو رو آرم

گرچه ما بندگان پادشهیم
پادشاهان ملک صبحگهیم

گنج در آستین و کیسه تهی
جام گیتی نما و خاک رهیم

هوشیار حضور و مست غرور
بحر توحید و غرقهٔ گنهیم

شاهد بخت چون کرشمه کند
ماش آئینهٔ رخ چو مهیم

شاه بیدار بخت را هر شب
ما نگهبان افسر و کلهیم

گو غنیمت شمار صحبت ما
که تو در خواب و ما بدیده گهیم

شاه منصور واقف است که ما
روے همت بهر کجا که نهیم

دشمنان را ز خون کفن سازیم
دوستان را قبای فتح دهیم

رنگ تزویر پیش ما نبود — شیر سرخیم و افعی سیهیم

دام حافظ بگو که باز دهند
کرده اعتراف و ما گواهیم

گر دست دهد خاک کف پای نگارم — بر لوح بصر خط غباری بنگارم

پروانهٔ او گر برسد در طلب جان — چون شمع همان دم بدمی جان بسپارم

گر قلب دلم را ننهد دوست عیاری — من نقد روان در دمش از دیده بیارم

دامن مفشان از من خاکی که پس از مرگ — زین در نتواند که برد باد غبارم

از بوی کنار تو شدم غرقهٔ امید — از موج سرشکم که رساند بکنارم

زلفین سیاه تو بدلداری عشاق — دادند قراری و ببردند قرارم

امروز مکش سر ز وفای من و اندیش — زان شب که من از غم بدعا دست برآرم

ای ساقی از آن باده یکی جرعه بیاور — کان بوسه شفا میدهد از رنج خمارم

حافظ لب لعلش چو مرا جان عزیز است
عمری بود آن لحظه که جان را بلب آرم

گر دست دهد در خم زلفین تو بازم — چون گوی چه سرها که بچوگان تو بازم

زلف تو مرا عمر دراز است ولی نیست — در دست سر مویی از آن عمر درازم

پروانه راحت بده ای شمع که امشب — از آتش دل پیش تو چون شمع گدازم

چون نیست نماز من آلوده نمازی — در میکده زان کم نشود سوز و گدازم

در مسجد و میخانه خیالت اگر آید — محراب کمانخانهٔ ابروے تو سازم

گر خلوت ما را شبی از رخ بفروزی — چون صبح در آفاق جهان سرفرازم

آن دم که بیک خنده دهم جان چو صراحی — مستان تو خواهم که گذارند نمازم

محمود بود عاقبت کار درین راه — ور سر برود در سر سودای ایازم

حافظ غم دل با که بگویم که درین دور — جز جام نشاید که بود محرم رازم

گر من از سرزنش مدعیان اندیشم — شیوهٔ مستی و رندی نرود از پیشم

زهد رندان نوآموخته راهی بدهیست — من که بدنام جهانم چه صلاح اندیشم

شاه شوریده سران خوان من بی سامان را — زانکه در کم خردی از همه عالم بیشم

بر جبین نقش کن از خون دل من خالی — تا بدانند که قربان تو کافر کیشم

اعتقادی بنما و بگذر بهر خدا — تا ندانی که درین خرقه چه نادرویشم

شعر خونبار من ای دوست بیار بخوان — که ز مژگان سیه بر رگ جان زد نیشم

دامن از رشحهٔ خون دل ما در چین — که اثر در تو کند گر بخراشی ریشم

من اگر رندم وگر شیخ چه کارم با کس
حافظ راز خود و عارف وقت خویشم

ما برآریم شبی دست و دعایی بکنیم — غم هجران ترا چاره ز جایی بکنیم
دل بیمار شد از دست رفیقان مددی — تا طبیبش بسر آریم و دوایی بکنیم
خشک شد بیخ طرب راه خرابات کجاست — تا دران آب و هوا نشو و نمایی بکنیم
آنکه بی جرم برنجید و بتیغم زد و رفت — بازش آرید خدا را که صفایی بکنیم
در ره نفس کزو سینهٔ ما بتکده شد — تیر آهی بگشاییم و غزایی بکنیم
مدد از خاطر رندان طلب ای دل ورنه — کار صعب است مبادا که خطایی بکنیم
سایهٔ طایر کم حوصله کاری نکند — طلب سایهٔ میمون همایی بکنیم

دلم از پرده بشد حافظ خوش لهجه کجاست
تا بقول و غزلش ساز و نوایی بکنیم

ما سرخوشان مست دل از دست داده ایم — همراز عشق و همنفس جام باده ایم
بر ما بسی کمان ملامت کشیده اند — تا کار خود ز ابروی جانان گشاده ایم
ای گل تو دوش جام صبوحی کشیده — ما آن شقایقیم که با داغ زاده ایم
پیر مغان ز توبهٔ ما گر ملول شد — گو باده صاف کن که بعذر ایستاده ایم

کار از تو میرود مددی اے دلیل راه
انصاف میدہیم که از ره فتاده ایم

چون لاله می مبین و قدح در میان کار
این داغ بین که بر دل خونین نهاده ایم

گفتی که حافظ این همه رنگ خیال چیست
نقش غلط مخوان که همان لوح ساده ایم

ما ورد سحر بر در میخانه نهادیم
اوقات دعا در ره جانانه نهادیم

سلطان ازل گنج غم عشق بما داد
تا رُے درین منزل ویرانه نهادیم

در خرقه صد عاقل و زاهد زند آتش
این داغ که ما بر دل دیوانه نهادیم

در دل ندهم ره پس ازین مهر بتان را
مهر لب او بر در این خانه نهادیم

آن بوسه که زاهد ز بتش داد بما دست
از روی صفا بر لب جانانه نهادیم

چون میرود این کشتی سرگشته که آخر
جان در سر این گوهر یکدانه نهادیم

المنة لله که چو ما بیدل و دین بود
آن را که خرد پرور و فرزانه نهادیم

در خرقه ازین بیش منافق نتوان بود
بنیادش ازین شیوهٔ رندانه نهادیم

قانع بخیالے ز تو بودیم چو حافظ
یا رب چه گدا همت و شاهانه نهادیم

ما درین در نه پے حشمت و جاه آمده ایم
از بد حادثه اینجا به پناه آمده ایم

رهرو منزل عشقیم و ز سرحد عدم — تا باقلیم وجود این همه راه آمده‌ایم

سبزه خط تو دیدیم و ز بستان بهشت — بطلبکاری این مهرگیاه آمده‌ایم

با چنین گنج که شد خازن او روح امین — بگدائی بدر خانهٔ شاه آمده‌ایم

لنگر حلم تو ای کشتی توفیق کجاست — که درین بحر کرم غرق گناه آمده‌ایم

آبروی می‌رود ای ابر خطاپوش ببار — که بدیوان عمل نامه سیاه آمده‌ایم

حافظا این خرقهٔ پشمینه بینداز که ما
از پی قافله با آتش آه آمده‌ایم

ما ز یاران چشم یاری داشتیم — خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم

تا درخت دوستی کی بر دهد — حالیا رفتیم و تخمی کاشتیم

گفتگو آئین درویشی نبود — ورنه با تو ماجراها داشتیم

شیوهٔ چشمت فریب جنگ داشت — ما غلط کردیم و صلح انگاشتیم

نکته‌ها رفت و شکایت کس ندید — جانب حرمت فرونگذاشتیم

گلبن حسنت نه خود شد دلفریب — ما دم همت بر او بگماشتیم

چون نهادی دل بمهر دیگران — ما امید از وصل تو برداشتیم

گفت خود دادی بما دل حافظا — ما محصل بر کسی نگماشتیم

ما نگوییم بد و میل بناحق نکنیم — جامهٔ کس سیه و دلق خود ازرق نکنیم

رقم مغلطه بر دفتر دانش نکشیم — سر حق با ورق شعبده ملحق نکنیم

عیب درویش و توانگر بکم و بیش بدست — کار بد مصلحت آنست که مطلق نکنیم

خوش برانیم جهان در نظر راهروان — فکر اسب سیه و زین مغرق نکنیم

آسمان کشتی ارباب هنر میشکند — تکیه آن به که برین بحر معلق نکنیم

شاه اگر جرعهٔ رندان نه بحرمت نوشد — التفاتی بمی صاف مروق نکنیم

گر بدی گفت حسودی و رفیقی رنجید — گو تو خوش باش که ما گوش باحمق نکنیم

حافظ ار خصم خطا گفت نگیریم برو
ور بحق گفت جدل با سخن حق نکنیم

مرا عهدیست با جانان که تا جان در بدن دارم — هواداران کویش را چو جان خویشتن دارم

صفای خلوت خاطر ازان شمع چگل جویم — فروغ چشم و نور دل ازان ماه ختن دارم

بکام و آرزوی دل چو دارم خلوتی حاصل — چه فکر از خبث بدگویان میان انجمن دارم

شراب خوشگوارم هست و یار مهربان ساقی — ندارد هیچکس یاری چنین یاری که من دارم

مرا در خانه سروی هست کاندر سایهٔ قدش — فراغ از سرو بستانی و شمشاد چمن دارم

سزد کز خاتم لعلش زنم لاف سلیمانی — چو اسم اعظم باشد چه باک از اهرمن دارم

خدا را ای رقیب امشب زمانی دیده بر هم نه — که من با لعل خاموشش نهانی صد سخن دارم

گرم صد لشکر از خوبان بقصد دل کمین سازند — بحمدالله والمنه بتی لشکرشکن دارم

الا ای پیر فرزانه مکن عیبم ز میخانه — که من در ترک پیمانه دلی پیمان شکن دارم

چو در گلزار اقبالش خرامانم بحمدالله — نه میل لاله و نسرین نه برگ یاسمن دارم

برندی شهره شد حافظ پس از چندین ورع اما

چه غم دارم چو در عالم امین الدین حسن دارم

مرحبا طایر فرخ پی فرخنده پیام — خیر مقدم چه خبر یار کجا راه کدام

یا رب این قافله را لطف ازل بدرقه باد — که از او خصم بدام آمد و معشوق بکام

ماجرای من و معشوق مرا پایان نیست — هر چه آغاز ندارد نپذیرد انجام

چشم خونبار مرا خواب نه در خور باشد — من له القتل دوا عجبا کیف ینام

تو ترحم نکنی بر من بیدل دائم — ذاک دعوای و ها انت و تلک الایام

گل ز حد برد تنعم نفسی رخ بنما — سرو می‌نازد و خوش نیست خدا را بخرام

مرغ روحم که همی زد ز سر سدره صفیر — عاقبت دانه خال تو فکندش در دام

زلف دلدار چو زنار همی فرماید — برو ای شیخ که شد بر تن ما خرقه حرام

حافظ ار میل بابروی تو دارد شاید — جای در گوشه محراب کنند اهل کلام

مرو که در شب هجر تو از جهان بروم — بیا که پیش تو از خویش ناگهان بروم
سخن بگو که به پیش لب تو جان بدهم — رها مکن که درین حسرت از جهان بروم
روا مدار که جان بر لب است و از جهان — ندیده کام دل از آن لب و دهان بروم
خوش آن زمان که به بینم بر آن لب تو — تو خود بگو که ما از برت چسان بروم
گدای کوی شماییم و حاجتی داریم — روا مدار که محروم از آستان بروم
نشان وصل باده بهر طریق که هست — که بارسی از پی وصل تو با نشان بروم

مگو که حافظ ازین در برو برای خدا
که هرچه رای تو باشد چنین بران بروم

مزن بر دل ز نوک غمزه تیرم — که پیش چشم بیمارت بمیرم
نصاب حسن در حد کمال است — زکاتم ده که مسکین و فقیرم
قدح پر کن که من از دولت عشق — جوان بخت جهانم گرچه پیرم
چنان پر شد فضای سینه از دوست — که فکر خویش گم شد از ضمیرم
مبادا جز حساب مطرب و می — اگر حرفی کشد کلک دبیرم
دران غوغا که کس کس را نپرسد — من از پیر مغان منت پذیرم
چو طفلان زاهدا تا کی فریبی — بسیب بوستان و شهد شیرم

من آن مرغم که هر شام و سحرگاه — ز بام عرش می‌آید صفیرم

قرارے کرده ام با مے فروشان — بروز غم بجز ساغر نگیرم

خوشا آن دم که استغنای مستی — فراغت بخشد از شاه و وزیرم

فراوان گنج غم در سینه دارم — اگرچه مدعی بیند فقیرم

من آندم برگرفتم دل ز حافظ
که ساقی گشت یار ناگزیرم

مژدهٔ وصل تو کو کز سر جان برخیزم — طائر قدسم و از دام جهان برخیزم

یارب از ابر هدایت برسان بارانے — پیشتر زانکه چو گردی ز میان برخیزم

بولاے تو که گر بندهٔ خویشم خوانی — از سر خواجگی کون و مکان برخیزم

بر سر تربت من با می و مطرب بنشین — تا ببویت ز لحد رقص کنان برخیزم

گرچه پیرم تو شبے تنگ در آغوشم گیر — تا سحرگه ز کنار تو جوان برخیزم

تو مپندار که از خاک سر کوے تو من — بجفاے فلک و جور زمان برخیزم

سرو بالا بنما اے بت شیرین حرکات
که چو حافظ ز سر جان و جهان برخیزم

من ترک عشقبازی و ساغر نمی کنم — صد بار توبه کردم و دیگر نمی کنم

باغ بهشت و سایهٔ طوبی و قصر حور
با خاک کوی دوست برابر نمی کنم

تلقین و درس اهل نظر یک اشارتست
کردم اشارتی و مکرر نمی کنم

هرگز نمی شود ز سر خود خبر مرا
تا در میان میکده سر بر نمی کنم

شیخم بطنز گفت حرامست می مخور
گفتم بگو که گوش بهر خر نمی کنم

پیر مغان حکایت معقول میکند
معذورم ار محال تو باور نمی کنم

این تقویم بس است که چون واعظان شهر
ناز و کرشمه بر سر منبر نمی کنم

زاهد بطعنه گفت برو ترک عشق کن
محتاج جنگ نیست برادر نمی کنم

[illegible]

حافظ جناب پیر مغان مأمن وفاست
من ترک خاک بوسی این در نمی کنم

من دوستدار روی خوش و موی دلکشم
مدهوش چشم مست و می صاف بیغشم

در عاشقی گزیر نباشد ز سوز و ساز
استاده ام چو شمع مترسان ز آتشم

من آدم بهشتیم اما درین سفر
حالی اسیر عشق جوانان مهوشم

بختم ار مدد کند که کشم رخت سوی دوست
گیسوی حور گرد فشاند ز مفرشم

شیراز معدن لب لعل است و کان حسن
من جوهری مفلس ازان رو مشوشم

از بسکه چشم مست درین شهر دیده ام
حقا که می نمی خورم اکنون و سرخوشم

شهریست پر کرشمه و خوبان ز شش جهت
چیزیم نیست ورنه خریدار هر ششم

گفتی ز سر عهد ازل نکته‌ بگوی
آنگه بگویمت که دو پیمانه درکشم

حسن عروس طبع مرا جلوه آرزوست
آئینه ندارم ازان آه میکشم

حافظ ز تاب فکرت بیجا صله بسوخت
ساقی کجاست تا زند آبی بر آتشم

من که باشم که بران خاطر عاطر گذرم
لطفها میکنی ای خاک درت تاج سرم

دلبرا بنده نوازیت که آموخت بگو
که من این ظن برقیبان تو هرگز نبرم

همتم بدرقهٔ راه کن ای طایر قدس
که درازست ره مقصد و من نوسفرم

ای نسیم سحری بندگی ما برسان
که فراموش مکن وقت دعای سحرم

خرم آن روز کزین مرحله بربندم رخت
در سر کوی تو پرسند رفیقان خبرم

پایهٔ نظم بلندست و جهانگیر بگو
تا کند پادشه بحر دهان پرگهرم

راه خلوتگه خاصم بنما تا پس ازین
می خورم با تو و دیگر غم دنیا نخورم

حافظا شاید اگر در طلب گوهر وصل
دیده دریا کنم از اشک و درو غوطه خورم

من نه آن رندم که ترک شاهد و ساغر کنم
محتسب داند که من این کارها کمتر کنم

چون صبا مجموعهٔ گل را بآب لطف شست — کج دلم خوان گر نظر بر صفحهٔ دفتر کنم

لاله ساغرگیر و نرگس مست و بر ما نام فسق — داوری دارم بسی یا رب کرا داور کنم

عشق دردانه است و من غواص و دریا میکده — سر فرو بردم در آنجا تا کجا سر برکنم

گرچه گردآلود فقرم شرم باد از همتم — گر بآب چشمهٔ خورشید دامن تر کنم

من که دارم در گدائی گنج سلطانی بدست — کی طمع در گردش گردون دون پرور کنم

عاشقان را گر در آتش می پسندد لطف دوست — تنگ چشمم گر نظر بر چشمهٔ کوثر کنم

عهد و پیمان فلک را نیست چندان اعتبار — عهد با پیمانه بندم شرط با ساغر کنم

بازکش یکدم عنان ای ترک شهرآشوب من — تا ز اشک چهره راهت پر زر و گوهر کنم

با وجود بی نوائی روسیاهم باد چون ماه — گر قبول فیض خورشید بلند اختر کنم

من که امروزم بهشت نقد حاصل میشود — وعدهٔ فردای زاهد را چرا باور کنم

شیوهٔ رندی نه لایق بود وضعم را ولی — چون درافتادم چرا اندیشهٔ دیگر کنم

دوش لعلت عشوه‌ها میداد عاشق را ولی — من نه آنم کز وی این افسانه‌ها باور کنم

گوشهٔ محراب ابروی تو میخواهم ز بخت — تا در آنجا همچو مجنون درس عشق از بر کنم

وقت گل گوئی که زاهد شو بچشم و جان و دل — می روم تا مشورت با شاه و ساغر کنم

زهد و توبه تا بکی [illegible] حافظا گوش دار — تا اعوذی خوانم و اندیشهٔ دیگر کنم

نماز شام غریبان چو گریہ آغازم
بمویہ ہای غریبانہ قصہ پردازم

بیاد یار و دیار آنچنان بگریم زار
کہ از جہان رہ و رسم سفر براندازم

من از دیار حبیبم نہ از بلاد غریب
مہیمنا برفیقان خود رسان بازم

خدای را مددی ای دلیل راہ کہ من
بکوی میکدہ دیگر علم برافرازم

خرد ز پیری من کی حساب برگیرد
کہ باز با صنمی طفل عشق می بازم

بجز صبا و شمالم نمی شناسد کس
عزیز من کہ بجز باد نیست ہمرازم

ہوای منزل یار آب زندگانی ماست
صبا بیار نسیمی ز خاک شیرازم

سرشکم آمد و عیبم بگفت روی بروی
شکایت از کہ کنم خانگیست غمازم

ز چنگ زہرہ شنیدم کہ صبحدم میگفت
مرید حافظ خوش لہجۂ خوش آوازم

ہر چند پیر و خستہ دل و ناتوان شدم
ہر گہ کہ یاد روی تو کردم جوان شدم

شکر خدا کہ ہرچہ طلب کردم از خدا
بر منتہای مطلب خود کامران شدم

در شاہراہ دولت سرمد بتخت بخت
با جام می بکام دل دوستان شدم

از آن زمان کہ فتنۂ چشمت بما رسید
ایمن ز شر فتنۂ آخر زمان شدم

ای گلبن جوان بر دولت بخور کہ من
در سایۂ تو بلبل باغ جہان شدم

اول ز حرف لوح وجودم خبر نبود / در مکتب غم تو چنین نکته دان شدم

قسمت حوالتم بخرابات میکند / هر چند اینچنین شدم و آنچنان شدم

من پیر سال و ماه نیم یار بیوفاست / بر من چو عمر میگذرد پیر ازان شدم

آن روز بر دلم در معنی کشاده شد / کز ساکنان درگه پیر مغان شدم

دوشم نوید داد و بشارت که حافظا / بازا که من بعفو گناهت ضمان شدم

اگر برخیزد از دستم که با دلدار بنشینم / ز جام وصل می نوشم ز باغ خلد گل چینم

شراب تلخ صوفی سوز بنیادم بخواهد برد / لبم بر لب نه ای ساقی و بستان جان شیرینم

لبت شکر بمستان داد و چشمت می بمیخواران / منم کز غایت حرمان نه با آنم نه با اینم

مگر دیوانه خواهم شد درین سودا که شب تا روز / سخن با ماه میگویم پری در خواب می بینم

چو هر خاکی که باد آورد فیضی برد از انعامت / ز حال بنده یاد آور که خدمتگار دیرینم

ز هر کو نقش نظمی زد کلامش دلپذیر افتد / تذرو طرفه می گیرم که چالاکست شاهینم

وگر باور نمیداری رو از صورتگر چین پرس / که مانی نسخه میخواهد ز نوک کلک مشکینم

وفاداری و حق گوئی نه کار هر کسی باشد / غلام آصف دوران جلال الحق والدینم

رموز عشق و سرمستی ز من بشنو نه از حافظ / که با جام و قدح هر شب حریف ماه و پروینم

این چه شوریست که در دور قمری بینم — همه آفاق پر از فتنه و شری بینم

هر کسی روز بهی می‌طلبد از ایام — مشکل اینست که هر روز بتری بینم

ابلهان را همه شربت ز گلابست و قند است — قوت دانا همه از خون جگری بینم

اسپ تازی شده مجروح بزیر پالان — طوق زرین همه در گردن خری بینم

دختران را همه جنگست و جدل با مادر — پسران را همه بدخواه پدری بینم

هیچ رحمی نه برادر به برادر دارد — هیچ شفقت نه پدر را به پسری بینم

پند حافظ بشنو خواجه برو نیکی کن
زانکه این پند به از در و گهری بینم

دیدار شد میسر و بوس و کنار هم — از بخت شکر دارم و از روزگار هم

زاهد برو که طالع اگر طالع منست — جامم بدست باشد و زلف نگار هم

ما عیب کس بمستی و رندی نمی‌کنیم — لعل بتان خوشست و می خوشگوار هم

ای دل بشارتی دهمت محتسب نماند — و از می جهان پرست و بت میگسار هم

آن شد که چشم بدنگران بود از کمین — خصم از میان برفت و سرشک از کنار هم

خاطر بدست تفرقه دادن نه زیرکیست — مجموعه بخواه و صراحی بیار هم

بر خاکیان عشق فشان جرعه لبش — تا خاک لعل گون شود و مشکبار هم

چون آبروی لاله و گل فیض حسن تست ‌‌ ای ابر لطف بر من خاکی ببار هم

چون کائنات جمله ببوی تو زنده اند ‌‌ ای آفتاب سایه ز من برمدار هم

اهل نظر اسیر تو اند از خدا بترس ‌‌ وز انتصاف آصف جم اقتدار هم

برپا و رای انور او آفتاب صبح ‌‌ جان میکند فدا و کواکب نثار هم

گوی زمین ربوده چوگان عدل تست ‌‌ وین برکشیده گنبد نیلی حصار هم

تا از نتیجه فلک و طور دور اوست ‌‌ تبدیل سال و ماه و خزان و بهار هم

خالی مباد کاخ جلالت ز سروران ‌‌ وز ساقیان سرو قد گلعذار هم

برهان ملک و دین که ز دست وزارتش ‌‌ ایام کان یمین شد و دریا یسار هم

عزم سبک عنان تو در جنبش آورد ‌‌ این پایدار مرکز عالی مدار هم

حافظ که در ثنای تو چندین گهر فشاند
پیش کف تو شد خجل و شرمسار هم

صلاح از ما چه میجوئی که مستان را صلا گفتیم ‌‌ بدور نرگس مستت سلامت را دعا گفتیم

در میخانه را بگشا که هیچ از خانقه نگشود ‌‌ گرت باور بود ورنه سخن این بود و ما گفتیم

من از چشم خوش ساقی خراب افتاده ام لیکن ‌‌ بلائی کز حبیب آید هزارش مرحبا گفتیم

قدت گفتم که شمشاد است بس خجلت ببار آورد ‌‌ که این نسبت چرا کردیم و این بهتان چرا گفتیم

ز زرق کشند زیور زرت کشند در بر — من بینوای مضطر چکنم که ز زنارم

دگرم مگو که خواهم که ز در گهت برانم — تو برین و من بر آنم که دل از تو بر ندارم

من اگر چه می پرستم بدهید می بدستم — مبرید دل ز دستم که دل دگر ندارم

دل حافظ ار بجوئی غم دل به تشد خوئی
چه بگویمت بگوئی سر درد سر ندارم

ای نور چشم من سخنی هست گوش کن — تا ساغرت پر است بنوشان و نوش کن

پیران سخن بتجربه گفتند گفتمت — هان ای پسر که پیر شوی پند گوش کن

بر هوشمند سلسله ننهاده است عشق — خواهی که زلف یار کشی ترک هوش کن

تسبیح و خرقه لذت مستی نبخشدت — همت درین عمل طلب از میفروش کن

با دوستان مضایقه در عمر و مال نیست — صد جان فدای یار نصیحت نیوش کن

در راه عشق وسوسهٔ اهرمن بسیست — هشدار و گوش دل بپیام سروش کن

برگ نوا تبه شد و ساز طرب نماند — ای چنگ ناله برکش و ای دف خروش کن

ساقی که جامت از می صافی تهی مباد — چشم عنایتی بمن دردنوش کن

سرمست در قبای زرافشان چو بگذری
یک بوسه نذر حافظ پشمینه پوش کن

افسر سلطان گل پیدا شد از طرف چمن
مقدمش یارب مبارک باد بر سرو و سمن

خوش بجای خویشتن بود این نشست خسروی
تا نشیند هر کسی اکنون بجای خویشتن

تا ابد معمور باد این خانه کز خاک درش
هر نفس با بوی رحمان می وزد باد یمن

خاتم جم را بشارت ده بحسن خاتمت
کاسم اعظم کرد ازو کوتاه دست اهرمن

خنگ چوگانی چرخت رام شد در زیر زین
شهسوارا خوش بمیدان آمدی گوئی بزن

جویبار ملک را آب روان شمشیر تست
تو درخت عدل بنشان بیخ بدخواهان بکن

شوکت پور پشنگ و تیغ عالمگیر تو
در همه شهنامه‌ها شد داستان انجمن

بعد ازین نشگفت اگر با نکهت خلق خوشت
خیزد از صحرای ایران نافهٔ مشک ختن

گوشه‌گیران انتظار جلوهٔ خوش میکنند
بر شکن طرف کلاه و برقع از رخ برفکن

ای صبا بر ساقی بزم اتابک عرضه دار
تا ازان جام زرافشان جرعهٔ بخشد بمن

مشورت با عقل کردم گفت حافظ می بنوش
ساقیا می ده بقول مستشار مؤتمن

ای خسرو خوبان نظری سوی گدا کن
رحمی بمن سوخته بی سر و پا کن

دارد دل درویش تمنای نگاهی
زان چشم سیه مست بیک غمزه روا کن

گر لاف زند ماه که ماند بجمالت
بنمای رخ خویش و مه انگشت نما کن

ای سرو چمان از چمن و باغ وفا / بخرام درین بزم و دو صد جلوه بپا کن

شمع و گل و پروانه و بلبل همه جمع اند / ای دوست بیا رحم بتنهایی ما کن

با دلشدگان جور و جفا تا بکی آخر / آهنگ وفا ترک جفا بهر خدا کن

مشنو سخن دشمن بدگوی خدا را
با حافظ مسکین خود ای دوست وفا کن

ای روی ماه منظر تو نوبهار حسن / خال و خط تو مرکز لطف و مدار حسن

در چشم پرخمار تو پنهان فسون سحر / در زلف بیقرار تو پیدا قرار حسن

ماهی نتافت چون رخت از برج خسروی / سروی نخاست چون قدت از جویبار حسن

خرم شد از ملاحت تو عهد دلبری / فرخ شد از لطافت تو روزگار حسن

از دام زلف و دانهٔ خال تو در جهان / یک مرغ دل نماند نگشته شکار حسن

دایم بلطف دایهٔ طبع از میان جان / می پرورد بناز ترا در کنار حسن

گرد لبت بنفشه از آن تازه و تر است / کاب حیات می خورد از جویبار حسن

حافظ طمع برید که بیند نظیر دوست
دیار نیست غیر تو اندر دیار حسن

بالا بلند عشوه‌گر سرو ناز من / کوتاه کرد قصهٔ زهد دراز من

دیدی دلا که آخر پیری و زهد و علم
با من چه کرد دیدهٔ معشوقه باز من

از آب دیده بر سر آتش نشسته‌ام
کو فاش کرد در همه آفاق راز من

می‌ترسم از خرابی ایمان که می‌برد
محراب ابروی تو حضور نماز من

مست است یار و یاد حریفان نمی‌کند
یادش بخیر ساقی مسکین نواز من

یا رب کی آن صبا بوزد کز نسیم او
گردد شمامهٔ کرمش کارساز من

بر خود چو شمع خنده زنان گریه می‌کنم
تا با تو سنگدل چه کند سوز و ساز من

نقشی بر آب می‌زنم از گریه حالیا
تا کی شود قرین حقیقت مجاز من

محمود را سزد که بآخر رسید عمر
میداد جان بزاری و میگفت یا ایاز من

گفتم بدلق زرق بپوشم نشان عشق
غماز بود اشک و عیان کرد راز من

زاهد چو از نماز تو کاری نمی‌رود
هم مستی شبانه و راز و نیاز من

حافظ ز غصه سوخت بگو حالش ای صبا
با شاه دوست‌پرور دشمن گداز من

بهار گل طرب‌انگیز گشت و توبه‌شکن
بشادی رخ گل بیخ غم ز دل برکن

طریق صدق بیاموز از آب صافی دل
براستی طلب آزادگی ز سرو چمن

رسید باد صبا غنچه از هواداری
ز خود برون شد و بر تن درید پیراهن

زدستبرد صبا گرد گل کلاله ببین — شکنج گیسوی سنبل نگر بروی سمن

عروس غنچه بدین زیور و تبسم خوش — معاینه دل و دین می برد بوجه حسن

صفیر بلبل شوریده و نفیر هزار — برای وصل گل آمد برون ز بیت حزن

حدیث غصه دوران ز جام جو حافظ
بقول مطرب و فتوی پیر صاحب فن

چندانکه گفتم غم با طبیبان — درمان نکردند مسکین غریبان

آن گل که هر دم در دست خار — گو شرم بادش از عندلیبان

ما درد پنهان با یار گفتیم — نتوان نهفتن درد از طبیبان

یا رب امان ده تا باز بیند — چشم محبان روی حبیبان

درج محبت بر مهر خود نیست — یا رب مبادا کام رقیبان

ای منعم آخر بر خوان وصلت — تا چند باشم از بی نصیبان

حافظ نگشتی رسوای گیتی
گر می شنیدی پند عزیزان

چو گل هر دم ببویت جامه بر تن — کنم چاک از گریبان تا بدامن

تنت را دید گل گویی که در باغ — چو مستان جامه را بدرید بر تن

من از دست غمت مشکل برم جان
ولے دل را تو آسان بردی از من

بقول دشمنان برگشتی از دوست
نگردد هیچ کس با دوست دشمن

تنت در جامه چون در جام باده
دلت در سینه چون در سیم آهن

ببار اے شمع اشک از دیده چون میغ
که سوز دل شود بر خلق روشن

مرو کز سینه ام آه جگر سوز
بر آید همچو دود از راه روزن

دلم را مشکن و در پا مینداز
که دارد در سر زلف تو مسکن

چو دل را بست در زلف تو حافظ
بدینسان کار او در پا میفگن

چون شوم خاک رهش دامن بیفشاند ز من
ور بگویم دل بگردان رو بگرداند ز من

گر چو شمع از پیش میرم در غمم خندد چو صبح
ور برنجم خاطر نازک برنجاند ز من

عارض رنگین بهر کس می نماید همچو گل
ور بگویم باز پوشان باز پوشاند ز من

دوستان جان داده ام از بهر دهانش بنگرید
کو بچیزی مختصر چون باز میماند ز من

او بخنجر تشنه و من بر لبش تا چون شود
کام بستانم ازو یا داد بستاند ز من

چشم خود را گفتم آخر یک نظر سیرش ببین
گفت میخواهی مگر تا جوی خون راند ز من

گر چو فرهادم بتلخی جان بر آید باک نیست
بس حکایتهای شیرین باز میماند ز من

ختم کن حافظا کہ گر زینگونہ خوانی درس عشق
عشاق در ہر گوشۂ افسانۂ خوانند من

خدارا کم نشین با خرقہ پوشان
رخ از رندان بی سامان مپوشان

درین خرقہ بسے آلودگی ہست
خوشا وقت قبای میفروشان

چو مستم کردہ مستور منشین
چو نوشم دادہ زہرم منوشان

چو نازک طبعی وطاقت نیاری
گرانیہاے مشتی دلق پوشان

درین صوفی وشان دردے ندیدم
کہ صافی باد عیش دردنوشان

لب میگون وچشم مست بکشاے
کہ از شوق می لعل ست جوشان

بیا وزرق این سالوسیان بین
صراحی خون دل و بربط خروشان

ز دل گرمی حافظ پر حذر باش
کہ دارد سینۂ چون دیگ جوشان

دانی کہ چیست دولت دیدار یار دیدن
در کوے او گدائی بر خسروی گزیدن

از جان طمع بریدن آسان بود ولیکن
از دوستان جانی مشکل توان بریدن

خواہم شدن بہ بستان چون غنچہ با دل تنگ
وانجا بہ نیکنامی پیراہنے دریدن

گہ چون نسیم با گل راز نہفتہ گفتن
گہ سر عشقبازی از بلبلان شنیدن

بوسیدن لب یار اول ز دست مگذار | کآخر ملول گردی از دست و لب گزیدن
فرصت شمار صحبت کزین دو راهه منزل | چون بگذریم دیگر نتوان بهم رسیدن

گویی برفت حافظ از یاد شاه یحیی
یارب بیادش آور درویش پروریدن

دلم را در سر زلف تو مسکن | بدینسانش مشوش مگذار و مشکن
وگر دل سرکشد چون زلف از خط | بدست آرش ولے در پاش مفکن
چو شمع ار شبیم آیی در شب تار | شود چشمم بدیدار تو روشن
بگلزارم چه کار اکنون که گشته است | جهان بر چشمم از رویت چو گلشن
ز سرو قامتت خشنیم آزاد | همه تن گر زبان باشم چو سوسن
ز مهرت گر نتابم ذره گردی | چو خورشیدم فرود آید ز روزن
کجا بر تنگ شکر دست یابم | گر اندیشه مگس از باد بیزن

چو حافظ ماجرای عشقبازی
نمیگوید کسے بر وجه احسن

ز در درآ و شبستان ما منور کن | دماغ مجلس روحانیان معطر کن
بچشم و ابروی جانان سپرده ام دل و جان | بیا بیا و تماشای طاق و منظر کن

ازان شمائل لطف و حسن خوش که تراست
میان بزم حریفان چو شمع سر برکن

بگو بخازن جنت که خاک این مجلس
بتحفه بر سوی فردوس و عود مجمر کن

طمع بقند وصال تو حد ما نبود
حوالتم بدان لعل همچو شکر کن

چو شاهدان چمن زیردست حسن تو اند
کرشمه بر سمن و ناز بر صنوبر کن

ستاره شب هجران نمی فشاند نور
ببام قصر برآ و چراغ مه برکن

ازین مرقع پشمینه نیاست در تنگم
بیک کرشمه صوفی وشم قلندر کن

فضول نفس حکایت بسی کند ساقی
تو کار خود مده از دست و می بساغر کن

لب پیاله ببوس انگهان بمستان ده
باین لطیفه دماغ خرد معطر کن

دگر فقیه نصیحت کند که می مخور
پیاله بدهش گو دماغ را تر کن

حجاب دیده ادراک شد شعاع جمال
بیا و خرگه خورشید را منور کن

پس از ملازمت عیش و عشق مه رویان
ز کارها که کنی شعر حافظ از بر کن

شاه شمشاد قدان خسرو شیرین دهنان
که بمژگان شکند قلب همه صف شکنان

دامن دوست بدست آر و ز دشمن بگسل
مرد یزدان شو و ایمن گذر از اهرمنان

مست بگذشت و نظر بر من درویش انداخت
گفت کای چشم و چراغ همه شیرین دهنان

تا کے از سیم و زرت کیسه تهی خواهد بود — بنده ما بشنو و برخور ز همه سیم تنان

کمتر از ذره نۂ پست مشو مهر بورز — تا بخلوتگه خورشید رسی چرخ زنان

پیر پیمانه کش ما که روانش خوش باد — گفت پرهیز کن از صحبت پیمان شکنان

بر جهان تکیه مکن گر قدحے مے داری — شادی زهره جبینان خور و نازک بدنان

با صبا در چمن لاله سحری گفتم — که شهیدان که اند اینهمه خونین کفنان

گفت حافظ من و تو محرم این راز نه ایم
از مے لعل حکایت کن و سیمین ذقنان

شراب لعل کش و روئے مه جبینان بین — خلاف مذهب آنان جمال اینان بین

بزیر دلق مرقع کمندها دارند — دراز دستی این کوته آستینان بین

بخرمن دو جهان سر فرو نمی آرند — دماغ کبر گدایان خوشه چینان بین

گره ز ابروے پرچین نمی گشاید یار — نیاز اهل دل و ناز نازنینان بین

حدیث عهد محبت ز کس نمی شنوم — وفاے صحبت یاران همنشینان بین

اسیر عشق شدن چاره خلاص من است — ضمیر عاقبت اندیش پیش بینان بین

غبار خاطر حافظ ببرد صیقل عشق
صفائے نیت پاکان و پاک دینان بین

صبح است ساقیا قدحے پُر شراب کن — دورِ فلک درنگ ندارد شتاب کن

زان پیشتر کہ عالم فانی شود خراب — ما را ز جامِ بادۂ گلگون خراب کن

خورشیدِ مے ز مشرقِ ساغر طلوع کرد — گر برگِ عیش مے طلبی ترکِ خواب کن

روزیکہ چرخ از گلِ ما کوزہا کند — زنہار کاسۂ سرِ ما پُر شراب کن

ما مردِ زہد و توبہ و طامات نیستم — با ما بجامِ بادۂ صافے خطاب کن

ہمچون حباب دیدہ بروے قدح کشاے — وین خانہ را قیاس اساس از حباب کن

ایامِ گل چو عمر برفتن شتاب کرد — ساقی بدورِ بادۂ گلگون شتاب کن

کارِ صواب بادہ پرستی ست حافظا — برخیز و روے عزم بکارِ ثواب کن

فاتحۂ چو آمدی بر سرِ خستۂ بخوان — لب بکشا کہ میدہد لعلِ لبت بمردہ جان

آنکہ بپرسش آمد و فاتحہ خواند و میرود — گو نفسے کہ روح را میکنم از پیش روان

ای کہ طبیبِ خستۂ روی زبانِ من ببین — کین دم و دود سینہ ام بارِ دل است بر زبان

گرچہ تب استخوانِ من کرد ز مہر گرم و رفت — ہمچو تبم نمیرود آتشِ مہر از استخوان

باز نشان حرارتم ز آبِ دو دیدہ و ببین — نبضِ مرا کہ میدہد ہیچ ز زندگی نشان

حالِ دلم چو خالِ تو ہست در آتشش وطن — جسمم ز آن دو چشمِ تو خستہ شدہ ست و ناتوان

آنکه مدام شیشه‌ام از پی لعل داده است — شیشه‌ام از چه می‌برد پیش طبیب هر زمان

حافظ از آب زندگی شعر تو داد شربتم
ترک طبیب کن بیا نسخهٔ شربتم بخوان

۴۱۰

کرشمه کن و بازار ساحری بشکن — بغمزه رونق بازار سامری بشکن

بباد ده سر و دستار عالمی یعنی — کلاه گوشه بآئین دلبری بشکن

برون خرام و ببر گوی نیکی از همه کس — سزای حور ده و رونق پری بشکن

به آهوان نظر شیر آفتاب بگیر — به ابروان دوتا قوس مشتری بشکن

چو عطرسای شود زلف سنبل از دم باد — تو قیمتش بسر زلف عنبری بشکن

چو عندلیب فصاحت فروش شد حافظ
تو رونقش به سخن گفتن دری بشکن

گلبرگ را ز سنبل مشکین نقاب کن — یعنی که رخ بپوش و جهانی خراب کن

بگشا بشیوه نرگس مست خراب را — وز رشک چشم نرگس رعنا پر آب کن

بفشان عرق ز چهره و اطراف باغ را — چون شیشه‌های دیدهٔ ما پر گلاب کن

بوی بنفشه بشنو و زلف نگار گیر — بنگر برنگ لاله و عزم شراب کن

زانجا که رسم و عادت عاشق کشی تست — شمشیر کین بخون دل ما خضاب کن

ما بخت خویش رخوی ترا آزموده ایم | با دشمنان قدح کش و با ما عتاب کن

حافظ وصال می‌طلبد از ره دعا
یا رب دعای خسته دلان مستجاب کن

ما سرخوشیم و باده ما در پیاله کن | هستی ما به غمزهٔ ساقی حواله کن
در جام ما باده چون آفتاب ریز | بر روی روز سنبل مشکین کلاله کن
ای پیر خانقه بخرابات شو دمی | غسلی برآر و توبهٔ هفتاد ساله کن
صوفی نگر بچهرهٔ مجلس بشو چو صبح | آهنگ شب قصه با هم ز آه و ناله کن

گر نو عروس باز در آید بعقد تو
مهر دو کون حافظش اندر قباله کن

[illegible]

مرغ دلم طائریست قدسی عرش آشیان | از قفس تن ملول سیر شده از جهان
از در این خاکدان چون بپرد مرغ ما | باز نشیمن کند بر سر آن آشیان
چون بپرد زین جهان سدره بود جای او | تکیه گه باز ما کنگرهٔ عرش دان
سایهٔ دولت فتد بر سر عالم همه | گر بزند مرغ ما بال و پری در جهان
در دو جهانش مکان نیست زان که او | کان همای نشسته جای ندارد زلامکان
عالم علوی بود جلوه گه مرغ ما | آب خور او بود گلشن باغ جنان

چون دم وحدت زنی حافظ شوریده حال
خامهٔ توحید کش بر ورق انس و جان

منم که شهرهٔ شهرم بعشق ورزیدن — منم که دیده نیالوده ام ببد دیدن
وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم — که در طریقت ما کافریست رنجیدن
بمی پرستی ازان نقش خود برآب زدم — که تا خراب کند نقش خود پرستیدن
به پیر میکده گفتم که چیست راه نجات — بخواست جام می و گفت باده نوشیدن
عنان بمیکده خواهیم تافت زین مجلس — که وعظ بی عملان واجبست نشنیدن
مراد دل ز تماشای باغ عالم چیست — بدست مردم چشم از رخ تو گل چیدن
برحمت سر زلف تو واثقم ورنه — کشش چو نبود ازان سو چه سود کوشیدن
ز خط یار بیاموز مهر با رخ خوب — که گرد عارض خوبان خوشست گردیدن

مبوس جز لب معشوق و جام می حافظ
که دست زهدفروشان خطاست بوسیدن

می سوزم از فراقت رو از جفا بگردان — هجران بلای ما شد یارب بلا بگردان
مه جلوه می نماید بر سبز خنگ گردون — تا او بسر در آید بر رخش پا بگردان
یغمای عقل و دین را بیرون خرام سرمست — بر سر کلاه بشکن در بر قبا بگردان

مرغوله را مگردان یعنی برغم سنبل — گرد چمن بخوری همچون صبا بگردان

ای نور چشم مستان در عین انتظارم — چنگ حزین و جامی بنواز یا بگردان

دوران چو مینویسد بر عارض بتان خط — یا رب نوشتهٔ بد از یار ما بگردان

حافظ ز خوبرویان قسمت جز این قدر نیست — گر نیستت رضائی حکم قضا بگردان

بفگن بر صف رندان نظری بهتر ازین — بر در میکده میکن گذری بهتر ازین

در حق من لبت آن لطف که می فرماید — گرچه خوبست ولیکن قدری بهتر ازین

آنکه فکرش گره از کار جهان بگشاید — گو درین نکته بفرما نظری بهتر ازین

دل بدان رود گرامی چه کنم گر ندهم — مادر دهر ندارد پسری بهتر ازین

ناصحم گفت که جز غم چه هنر دارد عشق — گفتم ای خواجهٔ عاقل هنری بهتر ازین

گر بگویم که قدح گیر و لب ساغر نوش — بشنو ای جان که نگوید دگری بهتر ازین

کلک حافظ شکرین شاخ نباتست بچین — که درین باغ نبینی ثمری بهتر ازین

یا رب آن آهوی مشکین بختن باز رسان — وان سهی سرو روان را بچمن باز رسان

دل آزردهٔ ما را به نسیمی بنواز — یعنی آن جان ز تن رفته بتن باز رسان

ماه و خورشید بامر تو بمنزل چو رسند — یار مه روی مرا نیز بمن بازرسان

سخن اینست که ما بی تو نخواهیم حیات — بشنو ای پیک خبرگیر و سخن بازرسان

سنگ و گل گشت عقیق از اثر گریهٔ من — یا رب آن گوهر رخشان بیمن بازرسان

برو ای طایر میمون همایون طلعت — پیش عنقا سخن از زاغ و زغن بازرسان

آنکه بودست وطنش دیدهٔ حافظ یا رب
بمرادش ز غریبی بوطن بازرسان

خوشتر از فکر می و جام چه خواهد بودن — تا ببینیم سرانجام چه خواهد بودن

پیر میخانه چه خوش گفت معمایی دوش — از خط جام که فرجام چه خواهد بودن

باده خور غم مخور و پند مقلد منیوش — اعتبار سخن عام چه خواهد بودن

غم دل چند توان خورد که ایام نماند — گو نه دل باش و نه ایام چه خواهد بودن

مرغ کم حوصله را گو غم خود خور که برو — رحم آن کس که نهد دام چه خواهد بودن

دست رنج تو همان به که شود صرف بکام — تا ببینیم که بناکام چه خواهد بودن

بردم از ره دل حافظ بدف و چنگ و غزل
تا جزای من بدنام چه خواهد بودن

دلبر جانان من برد دل و جان من — برد دل و جان من دلبر جانان من

از لب جانان من زنده شود جان من | زنده شود جان من از لب جانان من

روضهٔ رضوان من خاک سر کوی دوست | خاک سر کوی دوست روضهٔ رضوان من

این دل حیران من واله و شیدای تست | واله و شیدای تست این دل حیران من

یوسف کنعان من مصر ملاحت تراست | مصر ملاحت تراست یوسف کنعان من

سرو گلستان من قامت دلجوی تست | قامت دلجوی تست سرو گلستان من

حافظ خوشخوان من نقد کمال غیاث
نقد کمال غیاث حافظ خوشخوان من

نکتهٔ دلکش بگویم خال آن مه رو ببین | عقل و جان را بستهٔ زنجیر آن گیسو ببین

عیب دل کردم که وحشی طبع و هرجائی مباش | گفت چشم نیم مست شوخ آن آهو ببین

عاشقان آفتاب از دلبر ما غافل اند | ای نصیحتگو خدا را رو مبین آن رو ببین

زره بر عرصهٔ مهر از رشک آن پیچ و تکر | نافه را خون در جگر زان زلف عنبر بو ببین

حلقهٔ زلفش تماشاخانهٔ باد صباست | جان صد صاحب دل آنجا بستهٔ یک مو ببین

زلف دلبندش صبا را بند بر گردن نهاد | با هواداران رهرو حیلهٔ هندو ببین

آنکه من در جستجویش از خود بیرون شدم | کس ندیدست و نبیند مثلش از هر سو ببین

از مراد شاه منصور ای فلک سر بر متاب | تیزی شمشیر بنگر قوت بازو ببین

حافظا در رو بگو فریاد و ناله رواست
ای نصیحتگو خدا را آن خم ابرو ببین

ای لبت آب حیات و ای قدت سرو چمن | ای رخت خورشید خاور ای خطت مشک ختن
همچو ابرویت بچشم من کم آید ماه نو | چون لب لعلت نمی باشد عقیق اندر یمن
تا رخت دیده است گل در باغ ای سرو روان | بر تن خود چاک می سازد ز خجلت پیرهن
رشته جان منست آن یا سر موی بتان | ذره خورشید یا درج درست آن یا دهن
بوسه میخواهم ز لعل لب بدندان میگزی | میکنی جانم جراحت بار دیگر جان من
عاشق روی توام ای شاه خوبان جهان | این حکایت را بدانند آشکارا مرد و زن

مرد حافظ در غمت در گردن تو خون من
داد من بستاند از تو روز محشر ذوالمنن

ای آفتاب آینه دار جمال تو | مشک سیاه مجمره گردان خال تو
صحن سرای دیده بشستم ولی چه سود | کاین گوشه نیست درخور خیل خیال تو
مطبوع تر ز روی تو صورت نبست هیچ | طغرا نویس ابروی مشکین مثال تو
در اوج ناز و نعمتی ای پادشاه حسن | یا رب مباد تا بقیامت زوال تو
تا بشنوای بگفته دوم تهنیت کنان | کو مژده ز مهشته هم عید وصال تو

تا آسمان ز حلقه بگوشان ما شود | کو عشوهٔ ز ابروی همچون هلال تو
در چین زلفش ای دل مسکین چگونهٔ | کاشفته گفت باد صبا شرح حال تو
برخاست بوی گل ز در آشتی درآی | اے نوبهار ما لب فرخنده فال تو
در صدر خواجه عرض کدامین جفا کنم | شرح نیازمندی دل یا ملال تو

حافظ درین کمند سر سرکشان بسی ست
سودای کج مپز که نباشد مجال تو

اے پیک راستان خبر سرو ما بگو | احوال گل به بلبل دستانسرا بگو
ما محرمان خلوت انسیم غم مخور | با یار آشنا سخن آشنا بگو
دلها ز دام طره چو بر خاک میفشاند | با آن غریب ما چه گذشت از هوا بگو
چین چو می شدی سر زلفین مشکبار | با ما سر چه داشت ز بهر خدا بگو
گر دیگرت بران در دولت گذر فتد | بعد از ادای خدمت و عرض دعا بگو
هر کس که گفت خاک در دوست توتیاست | گو این سخن معاینه در چشم ما بگو
مرغ چمن بمویهٔ من دوش میگریست | آخر تو واقفی که چه رفت اے صبا بگو
در راه عشق فرق غنی و فقیر نیست | اے پادشاه حسن سخن با گدا بگو
آن مے که در سبو دل صوفی بعشوه برد | کے در قدح کرشمه کند ساقیا بگو

آن کس که منع ما ز خرابات میکند   گو در حضور پیر من این ماجرا بگو

جان پرورست قصهٔ ارباب معرفت   رمزی برو بپرس و حدیثی بیا بگو

هرچند ما بدیم تو ما را بدان مگیر   شاهانه ماجرای گناه گدا بگو

بر این فقیر نامهٔ آن محتشم بخوان   با این گدا حکایت آن پادشا بگو

حافظ گرت بمجلس او راه میدهند   می نوش و ترک زرق برای خدا بگو

ای خونبهای نافهٔ چین خاک راه تو   خورشید سایه پرور طرف کلاه تو

نرگس کرشمه میبرد از حد برون خرام   ای جان فدای شیوهٔ چشم سیاه تو

خونم بخور که هیچ ملک با چنین جمال   از دل نیایدش که نویسد گناه تو

آرام و خواب خلق جهان را سبب تویی   زان شد کنار دیدهٔ دل تکیه گاه تو

با هر ستاره سروکار است هر شبم   از حسرت فروغ رخ همچو ماه تو

یاران همنشین همه از من جدا شدند   ماییم و آستانهٔ دولت پناه تو

یار بدان مباش که مانند بخت نیک   یار تو باد هر که بود نیک خواه تو

فردای روز حشر که عرض خلایق است   باشد در آن میان این افتد نگاه تو

حافظ طمع مبر ز عنایت که عاقبت   آتش زند بخرمن غم دود آه تو

ای قبای پادشاهی راست بر بالای تو
زینت تاج و نگین از گوهر والای تو

آفتاب فتح را هر دم طلوعی میدهد
از کلاه خسروی رخسار مه سیمای تو

جلوه گاه طائر اقبال گردد هر کجا
سایه اندازد همای چتر گردون سای تو

از رسوم شرع و حکمت با هزاران اختلاف
نکتهٔ هرگز نشد فوت از دل دانای تو

آب حیوانش ز منقار بلاغت می‌چکد
طوطی خوش لهجه یعنی کلک شکرخای تو

گرچه خورشید فلک چشم و چراغ عالم است
روشنائی بخش چشم اوست خاک پای تو

آنچه اسکندر طلب کرد و ندادش روزگار
جرعهٔ بود از زلال جام جان‌افزای تو

عرض حاجت در حریم حضرتت محتاج نیست
راز کس مخفی نماند بر فروغ رای تو

[illegible]

خسروا پیرانه سر حافظ جوانی میکند
بر امید عفو جان‌بخش گنه‌فرسای تو

بجان پیر خرابات و حق صحبت او
که نیست در سر من جز هوای خدمت او

بهشت اگرچه نه جای گناهکاران است
بیار باده که مستظهرم بهمت او

چراغ صاعقهٔ آن شراب روشن باد
که زد بخرمن من آتش محبت او

بر آستانهٔ میخانه گر سری بینی
مزن بپای که معلوم نیست نیت او

بیار باده که دوشم سروش عالم غیب
نوید داد که عامست فیض رحمت او

مکن بچشم حقارت نگاہ بر من مست — کہ نیست معصیت و زہد بے مشیت او
نمیکند دل من میل زہد و توبہ ولے — بنام خواجہ بکوشیم و فرّ دولت او

مدام خرقۂ حافظ ببادہ در گرو است
مگر ز خاک خرابات بود فطرت او

تاب بنفشہ میدہد طرۂ مشکساے تو — پردۂ غنچہ میدرد خندۂ دلگشاے تو
ای گل خوش نسیم من بلبل خویش را مسوز — کز سر صدق میکند شب ہمہ شب دعاے تو
دشمن و دوست گو بگو ہر غرضے کہ ممکن ست — جور بر ہمہ جہانیان میکشم از براے تو
خرقۂ زہد و جام می گرچہ نہ در خور من ست — این ہمہ نقش میزنم در طلب رضاے تو
شور شراب و سوز عشق آن نفسم رود ز سر — کاین سر پر ہوس شود خاک در سراے تو
من کہ ملول گشتمے از نفس فرشتگان — قال و مقال عالمے میکشم از براے تو
مہر رخت سرشت من خاک درت بہشت من — عشق تو سرنوشت من راحت من رضاے تو
دلق گدای عشق را گنج بود در آستین — زود بسلطنت رسد ہر کہ بود گداے تو
شاہ نشین چشم من تکیہ گہ خیال تست — جای دعاست شاہ من بی تو مباد جاے تو

خوش چمنیست عارضت خاصہ کہ در بہار حسن
حافظ خوش کلام شد مرغ سخن سراے تو

خط عذار یار که بگرفت ماه ازو
خوش حلقه ایست لیک بدر نیست راه ازو

ابروی دوست گوشه محراب دولتست
آنجا بمال چهره و حاجت بخواه ازو

ای جرعه نوش مجلس جم سینه پاک دار
کائینه ایست جام جهان بین که آه ازو

سلطان غم هر آنچه تواند بگو بکن
من برده ام بباده فروشان پناه ازو

کردار اهل صومعه ام کرد می پرست
این دود بین که نامه من شد سیاه ازو

ساقی چراغ می بره آفتاب دار
گو بر فروز مشعله صبحگاه ازو

آبی بروز نامه اعمال ما فشان
بتوان مگر سترد حروف گناه ازو

آخر درین خیال که دارد گدای شهر
روزی شود که یاد کند پادشاه ازو

حافظ که ساز مجلس عشاق ساز کرد
خالی مباد عرصه این بزمگاه ازو

ردیف الواو

گفتا برون شدی بتماشای ماه نو
ازماه ابروان منت شرم نیست رو

عمریست تا دلم ز رقیبان زلف تست
غافل ز حفظ جانب یاران خود مشو

مفروش عطر عقل بهندوی زلف یار
کانجا هزار نافه مشکین بنیم جو

تخم وفا و مهر درین کشت زار عشق
آنگه عیان شود که رسد موسم درو

ساقی بیار باده که رمزی بگویمت
از سیر اختران کهن سال و ماه نو

شکل هلال بر سر مه میدهد نشان — از افسر سیامک و ترک کلاه زو

حافظ جناب پیر مغان مأمن وفاست
درس وفا و مهر بر او خوان و زو شنو

گلبن عیش میدمد ساقی گلعذار کو — باد بهار میوزد باده خوشگوار کو
هر گل نو ز گلرخی یاد همیکند ولی — گوش سخن شنو کجا دیدهٔ اعتبار کو
مجلس بزم عیش را غالیه مراد نیست — ای دم صبح خوش نفس نافهٔ زلف یار کو
حسن فروشی گلم نیست تحمل ای صبا — دست زدم بخون دل بهر خدا نگار کو
شمع سحرگهی اگر لاف ز عارض تو زد — خصم زبان دراز شد خنجر آبدار کو
گفت مگر ز لعل من بوسه نداری آرزو — مردم ازین هوس ولی قدرت و اختیار کو

حافظ اگرچه در سخن خازن گنج حکمت است
از غم روزگار دون طبع سخن گزار کو

مرا چشمیست خون افشان ز چشم آن کمان ابرو — جهان پر فتنه می‌بینم از آن چشم و از آن ابرو
غلام چشم آن ترکم که در خواب خوش مستی — نگارین گلشنش رویست و مشکین سایبان ابرو
هلالی شد تنم زین غم که با طغرای مشکینش — که باشد مه که بنماید ز طاق آسمان ابرو
همیشه چشم مستش را کمان حسن در زه باد — که از پیشت تیر او شده بر سر کمان ابرو

روان گوشه گیران از جبینش طرفه گلزاریست
که بر طرف سمن زارش همی گردد چمان ابرو

رقیبان غافلند از ما کزان چشم سیه هر دم
هزاران گونه پیغام ست و حاجب در میان ابرو

دگر حور و پری را کس نگوید با چنین حسنی
که این را این چنین چشم ست و آن را آنچنان ابرو

تو کافر دل نمی بندی نقاب زلف و می ترسم
که محرابم بگرداند خم آن دلستان ابرو

اگرچه مرغ زیرک بود حافظ در وفاداری
به تیر غمزه صیدش کرد چشم آن کمان ابرو

مزرع سبز فلک دیدم و داس مه نو
یادم از کشتهٔ خویش آمد و هنگام درو

گفتم ای بخت بخسپیدی و خورشید دمید
گفت با این همه از سابقه نومید مشو

تکیه بر اختر شبگرد مکن کاین عیار
تاج کاوس ببرد و کمر کیخسرو

گر روی پاک و مجرد چو مسیحا بفلک
از فروغ تو بخورشید رسد صد پرتو

آسمان گو مفروش این عظمت کاندر عشق
خرمن مه بجوی خوشهٔ پروین بدو جو

گوشوار زر و لعل ارچه گران دارد گوش
دور خوبی گذران ست نصیحت بشنو

چشم بد دور ز خال تو که در عرصهٔ حسن
بیدقی راند که برد از مه و خورشید گرو

هر که در مزرع دل تخم وفا سبز نکرد
زردرویی کشد از حاصل خود گاه درو

اندرین دایره میباش چو دف حلقه بگوش
ور قفایی خوری از دایرهٔ خویش مرو

آتش زرق و ریا خرمن دین خواهد سوخت
حافظ این خرقه پشمینه بینداز و برو

ای در چمن خوبی رویت چو گل خودرو — چین شکن زلفت چون نافه چین خوشبو
ما دوست نظر یار در شکست خلت یا شب — سیم ست برت یا عاج سنگ است دلت یا رو
لعلت به دندان شکست لب پسته — زلفت بخم چوگان بربود دلم چون گو
آن رایحه زلف ست یا لخلخه عنبر — یا غالیه می ساید در باغچه حسن او
گفتی سخن خود را با یار بباید گفت — ای کاش تو دانستم گفتن سخنی با او
بدگوی تو آن باشد کز یار کند منعت — گر یار نکو باشد بشنو سخن بدگو
با ما به از این میباش تا راز نگردد فاش — نبود بد اگر باشی با دل شدگان نیکو

استاد غزل سعدیست پیش همه کس اما
دارد سخن حافظ طرز سخن خواجو

مطرب خوش نوا بگو تازه بتازه نو بنو — باده دلگشا بجو تازه بتازه نو بنو
با صنمی چو لعبتی خوش بنشین بخلوتی — بوسه ستان بکام از او تازه بتازه نو بنو
ساقی سیم ساق من نیست ایم بیار بیش — زود که پر کنم سبو تازه بتازه نو بنو
بر ز حیات کی خوری گر نه مدام می خوری — باده بخور بیاد او تازه بتازه نو بنو

شاهد دلربای من میکند از برای من — نقش و نگار و رنگ و بو تازه بتازه نو بنو

باد صبا چو بگذری بر سر کوی آن پری
قصهٔ حافظش بگو تازه بتازه نو بنو

از خون دل نوشتم نزدیک یار نامه — انی رایت دهراً من هجرک القیامه

هر چند کازمودم از وی نبود سودم — من جرب المجرب حلت به الندامه

دارم من از فراقت در دیده صد علامت — لیس الدموع عینی هذا لنا العلامه

پرسیدم از طبیبی احوال دوست گفتا — فی بعدها عذاب فی قربها السلامه

گفتم ملامت آید گر گرد دوست گردم — والله ما راینا حبا بلا ملامه

حال درون ریشم محتاج شرح نبود — خود میشود محقق از آب چشم خامه

باد صبا ز حالم تا گه نقاب بر داشت — کالشمس فی ضحاها تطلع من الغمامه

حافظ چو طالب آمد جامی بجان شیرین
حتی یذوق منه کأساً من الکرامه

ای از فروغ رویت روشن چراغ دیده — مانند چشم مستت چشم جهان ندیده

همچون تو نازنینی سر تا بپا لطافت — گیتی نشان نداده ایزد نیافریده

هر زاهدی که دیده یاقوت می فروشت — سجاده ترک داده پیمانه در کشیده

در قصد خون عاشق ابرو و چشم شوخت — گه این کمین گشاده گه آن کمان کشیده

تا کی کبوتر دل چون مرغ نیم بسمل — باشد ز تیر هجرت در خاک و خون طپیده

تا کی فرو گذاری چون زلف خود دلم را — سرگشته و پریشان ای نور هر دو دیده

میلی اگر ندارد با عارض تو ابرو — پیوسته از چه باشد چون قد من خمیده

گر بر لبم نهی لب یابم حیات باقی — آن دم که جان شیرین باشد بلب رسیده

از سوز سینه هر دم دودم بسر بر آید — چون عود چند باشم در آتش آرمیده

گر دست من نگیری با خواجه باز گویم
کز عشوه دل ز حافظ چون برد او بدیده

از من جدا مشو که توام نور دیده — آرام جان و مونس قلب رمیده

از دامن تو دست ندارند عاشقان — پیراهن صبوری ایشان دریده

از چشم زخم دهر مبادت گزند از آنکه — در دلبری بغایت خوبی رسیده

منعم کنی ز عشق وی ای مفتی زمان — معذور دارمت که تو او را ندیده

چشم بد از تو دور که در طرز دلبری — خط بر جمال یوسف کنعان کشیده

پایم نمی‌رسد بزمین دیگر از نشاط — تا سوی من بلطف عنایت تو دیده

داری خیال پرسش عشاق بینوا — گویا که بوی صدق از ایشان شنیده

زین سرزنش که کرد ترا دوست حافظا
بیش از گلیم خویش مگر پا کشیده

ای که با سلسلهٔ زلف دراز آمده
فرصتت باد که دیوانه نواز آمده

آب و آتش بهم آمیخته از لب لعل
چشم بد دور که خوش شعبده باز آمده

چشم تو گرچه بهر غمزه دلم رباید
لیک صحبت که بیگانه نواز آمده

ساعتی ناز مفرما و بگردان عادت
چون بپرسیدن ارباب نیاز آمده

آفرین بر دل نرم تو که از بهر ثواب
کشتهٔ غمزهٔ خود را بنماز آمده

زهد من با تو چه سنجد که بیغمای دلم
مست و آشفته بخلوتگه راز آمده

پیش بالای تو میرم چه بصلح و چه بجنگ
که بهر حال برازندهٔ ناز آمده

گفت حافظ دگرت خرقه شراب آلوده است
مگر از مذهب این طائفه باز آمده

چراغ روی ترا شمع گشته پروانه
مرا ز حال تو با حال خویش پروانه

خرد که قید مجانین عشق میفرمود
ببوی حلقهٔ زلف تو گشت دیوانه

بمژده جان بصبا داد شمع در نفسی
ز شمع روی توش چون رسید پروانه

ببوی زلف تو گر جان بباد رفت چه شد
هزار جان گرامی فدای جانانه

به آتش رخ زیبای تو بجای سپند | بغیر خال سیاهت که دید به دانه
چه نقشها که برانگیختیم و سود نداشت | فسون ما بر او گشته است افسانه
مرا بدور لب دوست هست پیمانی | که بر زبان نبرم جز حدیث پیمانه
من غریب بغیرت فتادم از پا دوش | نگار خویش چو دیدم بدست بیگانه

حدیث مدرسه و خانقه مگوی که باز
فتاده در سر حافظ هوای میخانه

خنک نسیم معنبر شمامهٔ دلخواه | که در هوای تو برخاست بامداد پگاه
دلیل راه شو ای طایر خجسته لقا | که دیده آب شد از شوق خاک آن درگاه
منم که بی تو نفس میزنم زهی خجلت | مگر تو عفو کنی ورنه چیست عذر گناه
ببین بشخص نزارم که غرق خون دلست | هلال را ز کنار شفق کنید نگاه
ز دوستان تو آموخت در طریقت مهر | سپیده دم که صبا چاک زد شعار سیاه
بعشق روی تو روزی که از جهان بروم | ز تربتم بدمد سرخ گل بجای گیاه

مده بخاطر نازک ملالت از من راه
که حافظ تو همین لحظه گفت بسم الله

دامن کشان همی شد در شرب زرکشیده | صد ماه رو ز رشکش جیب قصب دریده

از تاب آتش می بگرد عارضش خوی — چون قطرهای شبنم بر برگ گل چکیده

یاقوت جان فزایش از آب لطف زاده — شمشاد خوش خرامش در ناز پروریده

لفظی فصیح و شیرین قدی بلند چابک — روی لطیف نازک چشم خوش کشیده

آن لعل دلکشش بین وان خنده دل آشوب — وان رفتن خوشش بین وان گام آرمیده

آن آهوی سیه چشم از دام ما برون شد — یاران چه چاره سازم با این دل رمیده

تا کی کشم عتابت از چشم دلفریبت — روزی کرشمه کن ای نور هر دو دیده

زنهار تا توانی اهل نظر میازار — دنیا وفا ندارد ای یار برگزیده

پس شکر باز گویم در بندگی خواجه — گر اوفتد بدستم آن میوهٔ رسیده

هرچه که گفت دشمن در حق ما شنیدی — یارب که مدعی را باد از زبان بریده

[illegible]

گر خاطر شریفت رنجیده شد ز حافظ
باز آ که توبه کردیم از گفته و شنیده

در سرای مغان رفته بود و آب زده — نشسته پیر و صلائی بشیخ و شاب زده

سبوکشان همه در بندگیش بسته کمر — ولی ز طرف کله خیمه بر سحاب زده

فروغ جام و قدح نور ماه پوشیده — عذار مغبچگان راه آفتاب زده

گرفته ساغر عشرت فرشتهٔ رحمت — ز جرعه بر رخ حور و پری گلاب زده

ز شور و عربده شاهدان شیرین کار — شکر شکسته سمن ریخته رباب زده

عروس بخت در آن حجله با هزاران ناز — شکسته کسمه و بر برگ گل گلاب زده

سلام کردم و با من بروی خندان گفت — که ای خمارکش مفلس شراب زده

که کرد اینکه تو کردی بضعف همت و رای — ز گنج خانه شده خیمه بر خراب زده

وصال دولت بیدار ترسمت ندهند — که خفته‌ئی تو در آغوش بخت خواب زده

فلک جنیبه کش شاه نصرة الدین است — بیا ببین ملکش دست در رکاب زده

هلال تا که نگر نعل مرکبش کرد دعا — ز بام عرش صدش بوسه بر تراب زده

خرد که ملهم غیب است بهر کسب شرف — ز روی صدق صدش بوسه بر جناب زده

بیا بمیکده حافظ که بر تو عرضه کنم — هزار صف ز دعاهای مستجاب زده

دوش رفتم بدر میکده خواب آلوده — خرقه تر دامن و سجاده شراب آلوده

آمد افسوس کنان مغبچه باده فروش — گفت بیدار شو ای رهرو خواب آلوده

شست و شوئی کن و آنگه بخرابات خرام — تا نگردد ز تو این دیر خراب آلوده

بهوای لب شیرین دهنان چند کنی — جوهر روح بیاقوت مذاب آلوده

بطهارت گذران منزل پیری و مکن — خلعت شیب بتشریف شباب آلوده

آشنایان ره عشق درین بحر عمیق | غرقه گشتند و نگشتند به آب آلوده
پاک و صافی شو و از چاه طبیعت بدرآ | که صفایی ندهد آب تراب آلوده
گفتم ای جان جهان دفتر گل عیبی نیست | که شود فصل بهار از می ناب آلوده

گفت حافظ لغز و نکته بیاران مفروش
آه ازین لطف بانواع عتاب آلوده

سحرگاهان که مخمور شبانه | گرفتم باده با چنگ و چغانه
نهادم عقل را راه توشه از می | ز شهر هستیش کردم روانه
نگار می فروشم عشوهٔ داد | که ایمن گشتم از مکر زمانه
ز ساقی کمان ابرو شنیدم | که ای تیر ملامت را نشانه
نبندی زان میان طرفی کمروار | اگر خود را ببینی در میانه
برو این دام بر مرغ دگر نه | که عنقا را بلند است آشیانه
ندیم و مطرب و ساقی همه اوست | خیال آب و گل در ره بهانه
که بندد طرف وصل از حسن شاهی | که با خود عشق ورزد جاودانه
بده کشتی می تا خوش برآییم | ازین دریای ناپیدا کرانه
سرا خالیست از بیگانه می نوش | که نبود جز تو ای مرد یگانه

وجود ما معمائیست حافظ
که تحقیقش فسونست و فسانه

عیدست و موسم گل ساقی بیار باده
هنگام گل که دیدست بی می قدح نهاده

زین زهد و پارسائی بگرفت خاطر من
ساقی پیاله ده تا دل شود گشاده

واعظ که دی نصیحت میکرد عاشقان را
امروز دیدمش مست تقوی بباد داده

زین یک دو روز دیگر گل را غنیمتی دان
گر عاشقی طرب کن با ساقیان ساده

در مجلس صبوحی دانی چه خوش نماید
عکس عذار ساقی بر جام می فتاده

گل گفت ای حریفان غافل چرا نشینید
بی بانگ رود و چنگ و بی یار و جام باده

مطرب چو پرده سازد شاید اگر بخواند
از طرز شعر حافظ در بزم شاهزاده

عیشم مدامست از لعل دلخواه
کارم بکامست الحمد لله

ای بخت سرکش تنگش ببر کش
گه جام زرکش گه لعل دلخواه

ما را بمستی افسانه کردند
پیران جاهل شیخان گمراه

از قول زاهد کردیم توبه
وز فعل عابد استغفر الله

جانان چه گویم شرح فراقت
چشمی و صد نم جانی و صد آه

کافر مبیناد این غم که دیده است | از قامتت سرو از عارضت ماه

روی بر بستانم از راه خدمت | سر بر ندارم از خاک درگاه

در صبر عاشق خوشتر نباشد | صبر از خدا خواه صبر از خدا خواه

دلق ملمع زنار راه است | صوفی نداند این رسم و این راه

دیشب بر ویش خوش بود وقتم | از وصل جانان صد شکر الله

[illegible]

شوق رخت برد از یاد حافظ

ورد شبانه درس سحرگاه

گر تیغ بارد در کوی آن ماه | گردن نهادیم الحکم لله

من رند و عاشق آنگاه توبه | استغفر الله استغفر الله

آیین تقوی ما نیز دانیم | اما چه چاره با بخت گمراه

ما شیخ و زاهد کمتر شناسیم | یا جام باده یا قصه کوتاه

مهر تو عکسی بر ما نیفکند | آئینه رویا آه از دلت آه

الصبر مر و العمر فان | یا لیت شعری حتی م القاه

عاشق مخور غم گر وصل خواهی | خون بایدت خورد در گاه و بیگاه

حافظ نبودی زین گونه بیدل | گر می شنیدی پند نکوخواه

ماه من پرده برانداختهٔ یعنی چه
مست از خانه برون تاختهٔ یعنی چه

شاه خوبانی و منظور گدایان شدهٔ
قدر این مرتبه نشناختهٔ یعنی چه

زلف در دستِ صبا گوش به پیغام رقیب
اینچنین با همه درساختهٔ یعنی چه

نه سر زلف خود اول تو بدستم دادی
بازم از پای درانداختهٔ یعنی چه

سخنت رمز دهان گفت و کمر سر میان
در میان تیغ بما آختهٔ یعنی چه

هر کس از مهرهٔ مهر تو بنقشی مشغول
عاقبت با همه درباختهٔ یعنی چه

حافظا در دل تنگت چه فرود آمد یار
خانه از غیر نپرداختهٔ یعنی چه

نصیب من چو خرابات کرده است اله
درین میانه بگو زاهدا مرا چه گناه

کسی که در ازلش جام می نصیب افتاد
چرا بحشر کنند این گناه ازو درخواه

مگو زاهد سالوس خرقه‌پوش دورنگ
که دست زرق دراز است و آستین کوتاه

تو خرقه را ز برای ریا همی پوشی
که تا بزرق بری بندگان حق از راه

غلام همت رندان بی سر و پایم
که هر دو کون نیرزد به پیششان یک کاه

مراد من ز خرابات چونکه حاصل شد
دلم ز درد شد و خانقاه گشت سیاه

برو گدای در هر گدای شو حافظ
که این مراد نیابی مگر بدستی نقد

وصالِ او ز عمرِ جاودان به — خداوندا مرا آن ده که آن به

بشمشیرم زد و باکس نگفتم — که راز دوست از دشمن نهان به

شبے میگفت چشمِ کس ندیده است — ز مروارید گوشم در جهان به

دلا دائم گدای کوے او باش — بحکمِ آں که دولت جاودان به

بخلدم زاهدا دعوت مفرمائے — که ایں سیبِ زنخ زان بوستان به

بداغِ بندگی مردن بدین در — بجانِ او که از ملکِ جهان به

گلے کان پایمالِ سروِ ما گشت — بود خاکش ز خونِ ارغوان به

خدارا از طبیبِ من بپرسید — که آخر کے شود ایں ناتوان به

جوانا سر متاب از پندِ پیراں — که رائے پیر از بختِ جوان به

اگرچه زنده رود آبِ حیات ست — ولے شیرازِ ما از اصفهان به

سخن اندر دہانِ دوست گوہر
ولیکن گفته حافظ ازان به

آں غالیه خط گر سوئے ما نامه نوشتے — گردون ورقِ ہستیِ ما در ننوشتے

ہرچند که ہجران ثمرِ وصل برآرد — دہقانِ ازل کاش که این تخم نکشتے

آمرزشِ نقدست کسے راکه دریں جا — یاریست چو حورے و سرائے چو بہشتے

مفروش بباغ ارم و نخوت شداد
یک شیشهٔ مے صاف لبے لب کشتے

تنها نه منم کعبهٔ دل بتکده کرده
در هر قدمے صومعهٔ هست و کنشتے

در صومعهٔ عشق تنعم نتوان کرد
چون بالش زر نیست بسازیم بخشتے

کلکت که مریزاد زبان شکر نیش
مهر از تو ندیدار نه جوابے بنوشتے

معمار وجود ار نه زدے رنگ تو از عشق
در آب محبت گل آدم نه سرشتے

تا کے غم دنیاے دنی اے دل نادان
حیف است ز خوبے که شود عاشق زشتے

آلودگی خرقه خرابی جهان است
کو راهروے پاک دلے خوب سرشتے

از دست چرا هشت سر زلف تو حافظ
تقدیر چنین بود چه کردے که نهشتے

اَتتش رَوائح رَندِ الحمیٰ و زادَ غرامی
مَن المبلغ عنّی الی سُعاد سلامی

پیام دوست شنیدن سعادت است و سلامت
فدای خاکِ در دوست باد جانِ گرامی

بیا بشام غریبان و آب دیدهٔ من بین
بسان بادهٔ صافی در آبگینهٔ شامی

اذا تغرب عن ذی الاراک طائر خیر
فلا تفرد عن روضها انین حمامی

خوشا دمے که درآئی و گویمت بسلامت
قدمت خیر قدوم نزلت خیر مقامی

بسے نماند که روز فراق ما بسر آید
رایت من هضبات الحمی قبات خیامی

من ارچه هیچ ندارم سزای خلعت شاهان
زبهر کار صوابم قبول کن بغلامی

امید هست که زودت بکام خویش ببینم
تو شاد گشته بفرماندهی و من بغلامی

بعدت منک فی قد صرت ذا تبا کهلال
اگرچه روی چو ماهت ندیده ام بتمامی

وان دعیت بلحظ صرت ناقص عهد
فما تطیب نفسی وما استطاب منامی

چو سلک در خوشاب است شعر نظم تو حافظ
که گاه لطف سبق می برد ز نظم نظامی

اکنون که ز گل باز چمن شد چو بهشتی
ساقی می گلگون بطلب لب کشتی

زنگ غم از دل می گلرنگ زداید
بشنو که چنین گفت مرا پاک سرشتی

گر محتسب بر کدو باده زند سنگ
بشکن تو کدو بر سر او نیز بخشتی

جهل من و علم تو فلک را چه تفاوت
آن را که بصر نیست چه خوبی و چه زشتی

زاهد بکنم نسیه حکایت که بنقدم
ترکیست چو کوی و سرایت چو بهشتی

برخاک ره خواجه که ایوان کمال است
گر بالش زر نیست بسازیم بخشتی

ترسا بچه دوش همی گفت که حافظ
حیف است که هر دم کند آهنگ کنشتی

ای باد نسیم یار داری
زان نفحهٔ مشکبار داری

زنہار مکن دراز دستی — با طرۂ او چہ کار داری
ای گل تو کجا و روی زیباش — او مشک تر ود تو خار داری
ریحان تو کجا و خطِ سبزش — او تازہ و تو غبار داری
نرگس تو کجا و چشمِ مستش — او سرخوش و تو خمار داری
ای سرو تو با قدِ بلندش — در باغ چہ اعتبار داری
ای عقل تو با وجودِ عشقش — در دست چہ اختیار داری

روزی برسی بوصل حافظ
گر طاقتِ انتظار داری

ای بیخبر بکوش کہ صاحب خبر شوی — تا راہ رو نباشی کے رہبر شوی
در مکتبِ حقائق پیشِ ادیبِ عشق — ہان ای پسر بکوش کہ روزی پدر شوی
دست از مسِ وجود چو مردانِ رہ بشوی — تا کیمیای عشق بیابی و زر شوی
خواب و خورت ز مرتبۂ عشق دور کرد — آن دم رسی بدو کہ بی‌خواب و خور شوی
گر نورِ عشقِ حق بدل و جانت اوفتد — باللہ کز آفتابِ فلک خوبتر شوی
از پای تا سرت ہمہ نورِ خدا شود — در راہِ ذوالجلال چو بی پا و سر شوی
بنیادِ ہستیٔ تو چو زیر و زبر شود — در دل مدار ہیچ کہ زیر و زبر شوی

گر در سرت هوای وصال است حافظا
باید که خاک درگه اهل هنر شوی

ای پادشهِ خوبان داد از غم تنهائی / دل بی تو بجان آمد وقتست که باز آئی
ای دردِ توام درمان در بسترِ ناکامی / وی یادِ توام مونس در گوشهٔ تنهائی
مشتاقی و مهجوری دور از تو چنانم کرد / کز دست بخواهد شد پایابِ شکیبائی
دائم گلِ این بستان شاداب نمی ماند / دریاب ضعیفان را در وقتِ توانائی
صد بادِ صبا اینجا با سلسله می رقصند / اینست حریف ای دل تا باد نپیمائی
در دائرهٔ قسمت ما نقطهٔ پرگاریم / لطف آنچه تو اندیشی حکم آنچه تو فرمائی
فکرِ خود و رایِ خود در عالمِ رندی نیست / کفرست درین مذهب خودبینی و خودرائی
یارب بکه بتوان گفت این نکته که در عالم / رخساره بکس ننمود آن شاهدِ هرجائی
دی شب گلهٔ زلفت با بادِ صبا گفتم / گفتا غلطی بگذر زین فکرتِ سودائی
ساقی چمن گل را بی روی تو رنگی نیست / شمشاد خرامان کن تا باغ بیارائی
زین دائرهٔ مینا خونین جگرم می ده / تا حل کنم این مشکل زین ساغرِ مینائی

دامان

حافظ شبِ هجران شد بوی خوشِ صبح آمد
شادیت مبارکباد ای عاشقِ شیدائی

ای در رخ تو پیدا انوار پادشاهی　　در فکرت تو پنهان صد حکمت الهی

کلک تو بارک الله در ملک و دین گشاده　　صد چشمهٔ آب حیوان از قطرهٔ سیاهی

بر اهرمن نتابد انوار اسم اعظم　　ملک آن تست و خاتم فرما هر آنچه خواهی

در حشمت سلیمان هر کس که شک نماید　　بر عقل و دانش او خندند مرغ و ماهی

تیغی که آسمانش از فیض خود دهد آب　　تنها جهان بگیرد بی منت سپاهی

گر پرتوی ز تیغت بر کان و معدن افتد　　یاقوت سرخ رو را بخشند رنگ کاهی

دانم دلت ببخشد بر اشک شب نشینان　　گر حال ما بپرسی از باد صبحگاهی

ساقی بیار آبی از چشمهٔ خرابات　　تا خرقه ها بشوییم از عجب خانقاهی

باز ارچه گاه گاهی بر سر نهد کلاهی　　مرغان قاف دانند آیین پادشاهی

در دودمان آدم تا وضع سلطنت هست　　مثل تو کس ندیده است این علم را کماهی

کلک تو خوش نویسد در شان یار و اغیار　　تعویذ جانفزایی و افسون عمرکاهی

عمریست پادشاها کز می تهیست جامم　　اینک ز بنده دعوی وز محتسب گواهی

ای عنصر تو مخلوق از کیمیای عزت　　وای دولت تو ایمن از صدمت تباهی

جایی که برق عصیان بر آدم صفی زد　　ما را چگونه زیبد دعوی بیگناهی

یا ملجا البرایا یا واهب العطایا　　عطفا علی مقل حلت به الدواهی

جور از فلک نیاید تا تو ملک صفاتی — ظلم از جهان برون شد تا تو جهان پناهی

حافظ چو دوست از تو گه گاه می برد نام
رنجش ز بخت منما باز آ بعذر خواهی

وله

ای دل آن به که خراب از می گلگون باشی — بی زر و گنج بصد حشمت قارون باشی

در مقامی که صدارت بفقیران بخشند — چشم دارم که بجاه از همه افزون باشی

تاج شاهی طلبی گوهر ذاتی بنما — ور خود از گوهر جمشید و فریدون باشی

در ره منزل لیلی که خطرهاست بجان — شرط اول قدم آنست که مجنون باشی

کاروان رفت و تو در خواب و بیابان در پیش — کی روی ره ز که پرسی چه کنی چون باشی

نقطهٔ عشق نمودم بتو هان سهو مکن — ورنه چون بنگری از دایره بیرون باشی

ساغری نوش کن و جرعه بر افلاک فشان — تا بچند از غم ایام جگر خون باشی

حافظا از فقر مکن ناله که گر شعر اینست
هیچ خوشدل نپسندد که تو محزون باشی

ای دل بکوی عشق گذارے نمیکنی — اسباب جمع داری و کارے نمیکنی

چوگان کام در کف و گویے نمیزنی — باز ظفر بدست و شکارے نمیکنی

این خون که موج میزند اندر جگر چرا — در کار رنگ و بوی نگارے نمیکنی

مشکین از آن نشد دم خلقت که چون صبا / برخاک کوی دوست گذاری نمیکنی

گر دیگران بجان غم جانان خریده‌اند / ای دل تو این معامله باری نمیکنی

در آستین کام تو صد نافه مدرج / آنرا فدای طره یاری نمیکنی

ترسم کزین چمن نبری آستین گل / کز گلبنش تحمل خاری نمیکنی

ساغر لطیف و دلکش و می افکنی بخاک / واندیشه از بلای خماری نمیکنی

حافظ برو که بندگی بارگاه دوست / گر جمله میکنند تو باری نمیکنی

ای دل اگر از چاه زنخدان بدرآئی / هر جا که روی زود پشیمان بدرآئی

هشدار که گر وسوسهٔ عقل کنی گوش / آدم صفت از روضهٔ رضوان بدرآئی

تا کی چو صبا بر تو گمارم دم همت / کز غنچه چو گل خرم و خندان بدرآئی

در تیره شب هجر تو جانم بلب آمد / وقتست که همچون مه تابان بدرآئی

جان میدهم از حسرت آن لعل روان بخش / باشد که چو خورشید درخشان بدرآئی

شاید که به آبی فلکت دست نگیرد / گر تشنه لب از چشمهٔ حیوان بدرآئی

در خانهٔ غم چند نشینی بملامت / وقتست که از دولت سلطان بدرآئی

برخاک رهت بسته‌ام از دیده دو صد جوی / باشد که تو چون سرو خرامان بدرآئی

حافظ مکن اندیشہ کہ آن یوسف مصری
باز آید و از کلبۂ احزان بدر آئی

ای قصۂ بہشت ز کویت حکایتی — واب خضر ز نوش لبانت کنایتی
انفاس عیسی از لب لعلت لطیفۂ — شرح جمال حور ز رویت روایتی
کی عطرسای مجلس روحانیان شدی — گل را اگر نہ بوی تو کردی رعایتی
در آرزوی خاک در دست سوختیم — یاد آور ای صبا کہ نکردی حمایتی
در آتش ار خیال رخش دست میدہد — ساقی بیا کہ نیست ز دوزخ شکایتی
بوی دل کباب من آفاق را گرفت — (درون) وین آتش اندرون بکند ہم سرایتی
ای دل بہرزہ دانش و عمرت بباد رفت — صد مایہ داشتی و نکردی کفایتی
ہر پارہ از دل من و از غصہ قصۂ — ہر سطری از خیال تو وز رحمت آیتی

دانی مراد حافظ ازین آہ و نالہ چیست
از تو کرشمۂ و ز خسرو عنایتی

ای ز شرم عارضت گل کردہ خوی — در عرق پیش عقیقت جام می
ژالہ بر لالہ است یا برگ گلاب — یا بر آتش آب یا بر روت خوی
تیشہ از چشم آن کمان ابرو دل — از پیش ہی رفت و گم میکرد پی

خواب بیداران ببستی آنگه از نقش خیال
تهمتی بر شب‌روان خیل خواب انداختی

پرده از رخ بر فگندی یک نظر در جلوه‌گاه
وز حیا حور و پری را در حجاب انداختی

از برای صید دل در گردنم زنجیر زلف
چون کمند خسروی مالک رقاب انداختی

نصرة الدین شاه یحیی ای که تاج آفتاب
از سر تعظیم و قدرت در تراب انداختی

زینهار از آب شمشیرت که شیران را از آن
تشنه میکردی و گردان را در آب انداختی

باده نوش از جام عالم بین که بر اورنگ جم
شاهد مقصود را از رخ نقاب انداختی

هر کسی با شمع رخسارت بنوعی عشق باخت
زین میان پروانه را در اضطراب انداختی

از فریب نرگس مخمور و چشم می‌پرست
حافظ خلوت‌نشین را در شراب انداختی

ای که دائم بخویش مغروری
گر ترا عشق نیست معذوری

گرد دیوانگان عشق مگرد
که بعقل عقیله مشهوری

مستی عشق نیست در سر تو
رو که تو مست آب انگوری

روی زرد است و آه درد آلود
عاشقان را دوای رنجوری

بگذر از ننگ و نام خود حافظ
ساغر می طلب که مخموری

غزل

ای که در کشتن ما هیچ مدارا نکنی
سود و سرمایه بسوزی و محابا نکنی

دردمندان غمت زهر هلاهل نوشند
قصد این قوم خطا باشد هین تا نکنی

رنج ما را که توان برد بیک گوشهٔ چشم
شرط انصاف نباشد که مداوا نکنی

دیدهٔ ما که بامید تو دریاست چرا
بتفرج گذری بر لب دریا نکنی

نقل هر جور که از خلق کریمت گویند
قول صاحب‌غرضان است تو آنها نکنی

بر تو گر جلوه کند شاهد ما ای زاهد
از خدا جز می و معشوق تمنا نکنی

حافظا سجده بمحراب دو ابروش بکن
که دعایی ز سر صدق جز آنجا نکنی

ای که در کوی خرابات مقامی داری
جم وقت خودی ار دست بجامی داری

ای که با زلف و رخ یار گذاری شب و روز
فرصتت باد که خوش صبحی و شامی داری

ای صبا سوختگان بر سر ره منتظرند
اگر از یار سفر کرده پیامی داری

بوی جان از لب خندان قدح می‌شنوم
بشنو ای خواجه اگر زانکه مشامی داری

کامه اری طلبد از تو غریبی چه شود
تویی امروز درین شهر که نامی داری

خال سرسبز تو خوش دانهٔ عیشی است ولی
بر کنار چمنش وه که چه دامی داری

تو بهنگام وفا گرچه ثباتت نبود
می کنم شکر که بر جور دوامی داری

مهربان شد فلک و ترک جفاکاری کرد | تو نئی ای جان که درین شیوه خرامی داری

بس دعای سحرت حافظ جان خواهد بود
تو که چون حافظ شب خیز غلامی داری

ای که مهجوری عشاق روا میداری | بندگان را ز بر خویش جدا میداری

تشنهٔ بادیه را هم بزلالی دریاب | با مبیدی که درین ره بخدا میداری

دل ربودی و بحل کردمت ای جان لیکن | به ازین دار نگاهش که مرا میداری

ساغر ما که حریفان دگر می نوشند | ما تحمل نکنیم ار تو روا میداری

ای مگس حضرت سیمرغ نه جولانگه تست | عرض خود می بری و زحمت ما میداری

تو بتقصیر خود افتادی ازین در محروم | از که می نالی و فریاد چرا میداری

ای دل خام طمع شرمی ازین قصه بدار | کار ناکرده چه امید عطا میداری

حافظا عادت خوبان همه جورست و جفا
تو که زین طایفه امید وفا میداری

این خرقه که من دارم در رهن شراب اولی | وین دفتر بی معنی غرق می ناب اولی

چون عمر تبه کردم چندانکه نگه کردم | در کنج خراباتی افتاده خراب اولی

من حال دل زاهد با خلق نخواهم گفت | کاین قصه اگر گویم با چنگ و رباب اولی

تا بی سر و پا باشد اوضاع فلک زین سان — در سر هوس ساقی در دست شراب اولیٰ
از همچو تو دلداری دل بر نکنم آری — گر تاب کشم باری زان زلف بتاب اولیٰ

چون پیر شدی حافظ از میکده بیرون رو — رندی و هوسناکی در عهد شباب اولیٰ

با مدعی مگویید اسرار عشق و مستی — تا بیخبر بمیرد در رنج خود پرستی
با ضعف ناتوانی همچون نسیم خوش باش — بیماری اندرین ره خوشتر ز تندرستی
تا فضل و علم بینی بی معرفت نشینی — یک نکته ات بگویم خود را مبین که رستی
در آستان جانان از آسمان میندیش — کز اوج سربلندی افتی بخاک پستی
عاشق شو ارنه روزی کار جهان سر آید — ناخوانده نقش مقصود از کارگاه هستی
آن روز دیده بودم این فتنها که برخاست — کز سرکشی زمانی با ما نمی نشستی
خار ارچه جان بکاهد گل عذر آن بخواهد — سهل است تلخی می در جنب ذوق مستی
صوفی پیاله پیما حافظ قرابه پرکن — ای کوته آستینان تا کی دراز دستی
در حلقهٔ مغانم دوش آن پسر چه خوش گفت — با کافران چه کارت گر بت نمی پرستی
در مذهب طریقت خامی نشان کفرست — آری طریق رندان چالاکیست و چستی
سلطان ما خدا را زلفت شکست ما را — تا کی کند سیاهی چندین دراز دستی

گر غرقۀ چو مینی مشغول بکار خود باش | هر قبله که باشد مشغول خود پرستی
در گوشۀ سلامت مستور چون توان بود | تا نرگس تو گوید با ما رموز مستی
خشتت بدست طوفان خواهد سپرد جهان | چون نیست از زمین کشاکش بند آشتی گرستی

از راه دیده حافظ تا دیده زلف پستت
با جمله سربلندی شد پایمال پستی

بجان او که گرم دسترس بجان بودی | کمینه پیشکش بندگانش آن بودی
اگر دلم نشدی پای‌بند طرۀ او | کیم قرار درین تیره خاکدان بودی
بگفتمی که بها چیست خاک پایش را | اگر حیات گرانمایه جاودان بودی
بخواب نیز نمی‌بینمش چه جای وصال | چو این نبود و ندیدیم باری آن بودی
به بندگی قدش سرو معترف گشتی | اگرچه سوسن آزاده ده زبان بودی

ز پرده نالۀ حافظ برون کی افتادی
اگر نه همدم مرغان صبح‌خوان بودی

بچشم کرده‌ام ابروی ماه سیمائی | خیال سرو قدی نقش بسته‌ام جائی
زمام دل بکسی داده‌ام من مسکین | که نیستش بکس از تاج و تخت پروائی
سرم ز دست بشد چشم از انتظار بسوخت | در آرزوی سر و چشم مجلس آرائی

ازینچه کمال که نشو و چشم بازی بین | ازان کمانچهٔ ابرو رسد بطغرایی
مرا که از رخ تو ماه در شبستان است | کجا بود بفروغ ستاره پروایی
امید هست دل آتش بخرقه خواهم زد | بیا ببین تو اگر میکنی تماشایی
بروز واقعه تابوت ما ز سرو کنید | که مرده‌ایم ز داغ بلند بالایی
دران مقام که خوبان بغمزه تیغ زنند | عجب مکن ز سری کو فتاده در پایی
فراق و وصل چه باشد رضای دوست طلب | که حیف باشد ازو غیر او تمنایی

ز شوق سر برآرند ماهیان از آب
اگر سفینهٔ حافظ رسد بدریایی

پدید آمد رسوم بیوفایی | نماند از کس نشان آشنایی
برند از فاقه پیش هر خسیسی | کنون اهل هنر دست گدایی
کسی کو فاضل است امروز در دهر | نمی‌بیند ز غم یکدم رهایی
کسی کو جاهل است اندر تنعم | متاع او بود هردم بهایی
اگر شاعر بخواند شعر چون آب | که دل را زو فزاید روشنایی
نبخشندش جوی از بخل امساک | اگر خود فی المثل باشد سنایی
خرد در گوش هوش من همی گفت | برو صبری کن در بینوایی

بیا حافظ بجان این پند بنیوش
که گر از پا بیفتی بر سر آئی

بروز اهد بامیدی که داری — که دارم همچنان امیدواری
بجز ساغر که دارد لاله در دست — بیا ساقی بیاور انچه داری
مرا در رشتهٔ دیوانگان کش — که مستی خوشتر است از هوشیاری
بپرهیز از من ای صوفی پرهیز — که کردم توبه از پرهیزگاری
بیا دل در خم گیسوی او بند — اگر خواهی خلاص و رستگاری
بوقت گل شکست ار توبه بشکن — که عهد گل ندارد استواری
عزیزا نوبهار عمر بگذشت — چو بر طرف چمن باد بهاری

بیا حافظ به پند تلخ کن گوش
چرا عمری بغفلت میگذاری

بشنو این نکته که خود را از غم آزاده کنی — خون خوری گر طلب روزی ننهاده کنی
آخر الامر گل کوزه گران خواهی شد — حالیا فکر سبو کن که پر از باده کنی
جهد بنما که در ایام گل و عهد شباب — عیش با آدمی چند پریزاده کنی
تکیه بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف — مگر اسباب بزرگی همه آماده کنی

اجرها باشدت ای خسرو شیرین حرکات | گر نگاهی سوی فرهاد دل افتاده کنی
خاطرت کی رقم فیض پذیرد هیهات | مگر از نقش پراگنده ورق ساده کنی
ای صبا بندگی خواجه جلال الدین کن | که چمن پر سمن و سوسن آزاده کنی

کار خود گر بخدا باز گذاری حافظ
ای بسا عیش که با بخت خداداده کنی

بصوت بلبل و قمری اگر ننوشی می | علاج کی کنمت آخر الدوا الکی
ذخیره بنه از رنگ و بوی فصل بهار | که میرسند ز پی رهزنان بهمن و دی
زمانه هیچ نبخشد که باز نستاند | مجو ز سفله مروت که شیئه لاشی
چو گل نقاب برافگند و مرغ زد هوهو | منه ز دست پیاله چه میکنی هی هی
خزینه داری میراث خوارگان کفرست | بقول مطرب و ساقی بفتوی دف و نی
چه هست آب حیات بدست تشنه میر | فلا تمت و من الماء کل شیء حی
نوشته اند بر ایوان جنة الماوی | که هر که عشوه دنیا خرید وای بوی
سخا نماند سخن طی کنم بیا ساقی | بده بشادی روح روان حاتم طی
شکوه سلطنت و حکم کی ثباتی داشت | ز تخت جم سخنی مانده است و افسر کی

بخیل بوی خدا نشنود بیا حافظ | پیاله گیر و کرم کن که الضمان علی

بفراغ دل زمانی نظرے بماهروئے — به از آنکه چتر شاهی همه روز های و هوئے

بخدا که رشکم آید بدو چشم روشن خود — که نظر دریغ باشد بچنین لطیف روئے

دل من شد و ندانم چه شد آن غریب یارا — که گذشت عمر و نامد خبرے ز هیچ سوئے

نفسم بآخر آمد نظرم بدید سیرت — بجز این نماند ما را هوسے و آرزوئے

مگر ای صبا بشوئی سر زلف آن پری را — که هزار جان حافظ بفدای تار موئے

بگرفت کار حسنت چون عشق من کمالے — خوش باش زانکه نبود این هر دو را زوالے

در وهم می نگنجد کاندر تصور عقل — آید بهیچ معنی زین خوبتر مثالے

شد حظ عمر حاصل گر زانکه با تو ما را — یک دم بعمر روزے روزی نشد وصالے

شود

آن دم که با تو باشم یکسال هست روزے — وان دم که بی تو باشم یک لحظه هست سالے

من چون خیال رویت جانا بخواب بینم — کز خواب می نبیند چشمم بجز خیالے

رحم آر بر دل من کز مهر روی خوبت — شد شخص ناتوانم باریک چون هلالے

حافظ مکن شکایت گر وصل یار خواهی — زین بیشتر بباید بر هجر احتمالے

بلبل ز شاخ سرو بگلبانگ پهلوی — میخواند دوش درس مقامات معنوی

یعنی بیا که آتش موسی نمود گل — تا از درخت نکته تحقیق بشنوی

مرغان باغ قافیه سنجند و بذله گو — تا خواجه می خورد بغزلهای پهلوی

جمشید جز حکایت جام از جهان نبرد — زنهار دل مبند بر اسباب دنیوی

خوش فرش بوریا و گدائی و خواب امن — کاین عیش نیست درخور اورنگ خسروی

درویشم و گدا و برابر نمی کنم — پشمین کلاه خویش بصد تاج خسروی

این قصه عجب شنو از بخت واژگون — ما را بکشت یار بانفاس عیسوی

چشمت بغمزه خانه مردم خراب کرد — مخموریت مباد که خوش مست میروی

دهقان سالخورده چه خوش گفت با پسر — کای نور چشم من بجز از کشته ندروی

می خور بشعر بنده که دلتنگیت مباد — بعد از تو خاک بر سر اسباب دنیوی

ساقی مگر وظیفهٔ حافظ زباده باد — کاشفته گشت طرهٔ دستار مولوی

بیا با ما گذار این کینه داری — که حق صحبت دیرینه داری

نصیحت گوش کن کاین در بسی به — از آن گوهر که در گنجینه داری

بفریاد خمار مفلسان رس — خدا را گر می دوشینه داری

ولیکن کی نمائی رخ برندان — تو کز خورشید و مه آئینه داری

بدرندان مگو ای شیخ هشدار | که با حکم خدائی کینه داری
نمی ترسی ز آه آتشینم | تو دانی خرقهٔ پشمینه داری

ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ
بقرآنی که اندر سینه داری

بیار باده و بازم رهان ز رنجوری | که هم بباده توان کرد دفع مخموری
بهیچ وجه نباشد فروغ مجلس انس | مگر بروی نگار و شراب انگوری
ز سحر غمزهٔ فتان خویش غره مباش | کآزمودم و سودی نداشت مغروری
بیا که فرصت بدادم صلاح خویش از دست | دریغ آن همه زهد و صلاح مستوری
ادیب چند نصیحت کنی که عشق مباز | اگرچه نیست ادیبا این سخن چه مستوری
بعشق زنده بود جان مرد صاحبدل | اگر تو عشق نداری برو که معذوری
رسید دولت وصل و گذشت محنت هجر | نهاد کشور دل باز ره به معموری

بهر کسی نتوان گفت راز دل حافظ
مگر بدانکه کشیده است محنت دوری

ترا که هرچه مرادست در جهان داری | چه غم ز حال من زار ناتوان داری
بخواه جان و دل از بنده و روان بستان | که حکم بر سر آزادگان روان داری

بنوش می که سبکروحی و لطیف مدام
علی الخصوص در آن دم که سرگران داری

بیاض روی ترا نیست نقش درخور از آنک
سوادی از خط مشکین بر ارغوان داری

میان نداری و دارم عجب که هر ساعت
میان مجمع خوبان کنی میان داری

مکن عتاب ازین بیش و جور بر دل ما
مکن هر آنچه توانی که جای آن داری

باختیار اگرت صد هزار تیر جفاست
بقصد جان من خسته ناتوان داری

بکش جفای رقیبان مدام و خوش دل باش
که سهل باشد اگر یار مهربان داری

وصال دوست گرت دست میدهد یکدم
برو که هر چه مراد است در جهان داری

چو ذکر لعل لبت میکنم خرد گوید
حدیث با شکرستان که در دهان داری

چو گل بدامن ازین باغ می‌بری حافظ
چه غم ز ناله و فریاد باغبان داری

تو گر بر لب جوئی نه بس بنشینی
ورنه هر فتنه که بینی همه از خود بینی

یکدمی که تو دل بند و نگذاری بده او
کیمیا نیست بدیل گر بنگری بینی

صبر بر جور رقیبان چه کنم گر نکنم
عاشقان را نبود چاره بجز مسکینی

ادب و شرم ترا خسرو مهرویان کرد
آفرین بر تو که شایسته صد چندینی

عجب از لطف تو ای گل که نشینی با خار
ظاهرا مصلحت وقت در آن می بینی

شرمم آید که خرامی بتماشای چمن — که تو خوشتر ز گل تازه تر از نسرینی

گر امانت ببلبل مست ابرم یا کیست — بیدلی سهل بود گر نبود بیدینی

یا دبیجه بهوایت ز گلستان برخاست — که تو خوشبو چو گل سوسنی چون نسرینی

سخن بی غرض از بندهٔ مخلص بشنو — ای که منظور بزرگان حقیقت بینی

نازنینی چو تو پاکیزه رخ و پاک نهاد — بهتر آنست که با مردم بد ننشینی

شیشه بازی سرشکم نگری از چپ و راست — گر بدین منظر بینش نفسی بنشینی

بعد ازین ما و گدایی بسر منزل عشق — راه هر در بنود چاره بجز مسکینی

تو بدین دلکشی و نازکی ای تازه حسین — لایق بزمگه خواجه جلال الدینی

سیل این اشک روان صبر دل حافظ برد — بلغ الطاقة یا مقلة عینی بینی

جان فدای تو که هم جانی و هم جانانی — هر که شد خاک درت رست ز سرگردانی

سرسری از سر کوی تو نیارم برخاست — کار دشوار نگیرند بدین آسانی

خام را طاقت پروانهٔ پر سوخته نیست — نازکان را نرسد شیوهٔ جان افشانی

بی تو آرام گرفتن بود از ناکامی — با تو گستاخ نشستن بود از حیرانی

فاش کردند رقیبان تو سر دل من — چند پوشیده بماند خبر پنهانی

تا بماند تر و شاداب نهال قد تو ۔ واجب آنست که بر دیدهٔ ما بنشانی

در خم زلف تو دیدم دل خود را روزی ۔ گفتمش چونی و چون می‌رهی از زندانی

گفت آری چه کنی گر نبری رشک بمن ۔ هر گدا را نبود مرتبهٔ سلطانی

راستی حد تو حافظ نبود صحبت ما ۔ بس اگر بر سر این کوی کنی پیگبانی

جای حضور و گلشن امن است این سرای ۔ زین در نشاد مانی عیش و طرب درآی

ای کاخ دولتی تو چه کاخی که در جهت ۔ در شاخسار گلشن تو سایهٔ همای

هر صبح در هوای درت میکند صبوح ۔ جمشید تخت چرخ بجام جهان نمای

باد تو همچو آتش موسی خجسته پی ۔ خاک تو همچو آب خضر زندگی فزای

فرخنده نو گل تو چمن را حیات ده ۔ جعد بنفشهٔ تو صبا را گره‌گشای

مرغول سنبل از دم کوی تو در نسیم ۔ زلف صبا ز خاک جناب تو مشک سای

خورشید در هوای تو چون ذره پای کوب ۔ جمشید در حریم تو چون بندگان بپای

حافظ مقیم درگه او باش و پیشه کن ۔ کاندر بهشت بهتر ازین گوشه نیست جای

چو سرو گر بخرامی دمی بگلزاری ۔ خورد ز غیرت روی تو هر گلی خاری

ز کفر زلف تو هر حلقهٔ و آشوبی | ز سحر چشم تو هر گوشهٔ و بیماری
نثار خاک رهت نقد جان ما هر چند | که نیست نقد روان را بر تو مقداری
مرو چو بخت من ای چشم مست یار بخواب | که در پی است ز هر سوت آه بیداری
دلا همیشه مزن لاف زلف دلبندان | چو تیره رای شوی کی گشایدت کاری
سرم برفت و زمانی بسر نرفت این کار | دلم گرفت و نبودت سر گرفتاری

چو نقطه گفتمش اندر میان دائره آی
بخنده گفت که حافظ برو چه پرگاری

چون در جهان خوبی امروز کامگاری | شاید که عاشقان را کامی ز لب برآری
با عاشقان بیدل تا چند ناز و عشوه | بر بیدلان مسکین تا کی جفا و خواری
تا چند همچو چشمت در عین ناتوانی | تا چند همچو زلفت در تاب بیقراری
جوری که از تو دیدم ورشی که از تو بردم | گر شمهٔ بدانی شاید که رحمت آری
از بادهٔ وصالت گر جرعهٔ بنوشم | تا زنده‌ام نورزم آیین هوشیاری
در هجر مانده بودم باد صبا نماید | از بوستان وصالت بوسی میداری
ما بنده‌ایم و عاجز تو خواجهٔ و قادر | گر میکشی بزورم ور میکشی بزاری
دکان عاشقی را بسیار مایه باید | دلهای همچو آتش چشمان دوباری

گرچه پیوسته وصلت هرگز نشد تمامم | از تو | سر بر نیارم از خاک الله دهی کمر یاری

آخر ترحمی کن بر حال زار حافظ
تا چند نا امیدی تا چند خاکساری

چه بودی ار دل آن ماه مهربان بودی
که کار ما نه چنین بودی ار چنان بودی

بگفتمی که چه ارزد نسیم طره دوست
گرم بهر سر موئی هزار جان بودی

برات خوشدلی ما چه کم شدی یارب
گرش نشان امان از بد زمان بودی

گرم زمانه سرافراز داشتی و عزیز
سریر عزتم آن خاک آستان بودی

خیال اگر نشدی سد آب دیده من
هزار چشمه بهر گوشه روان بودی

کسی بکوی وفا کی نشان دادی
که تا فرشته از باغ و بوستان بودی

برنج به مهر فلک بی نظیر آفاق است
بدل چو ضیغ که یک ذره مهربان بودی

ز پرده کاش برون آمدی چو قطره اشک
که بر دو دیده ما حکم او روان بودی

اگر نه دائره عشق راه بربستی
چو نقطه حافظ بیدل دران میان بودی

چه قامتی که ز سر تا قدم همه جانی
چه صورتی که بهیچ آدمی نمی مانی

نه صورتی که گل گلستان فردوسی
نه قامتی که سهی سرو باغ و بستانی

بسی حکایت حسنت شنیده ام جانان — کنون که دیدمت الحق هزار چندانی

تنم چو چشم تو دارد نشان بیماران — دلم چو زلف تو دارد سر پریشانی

ز جستجوی تو ننشینم ار چه هر نفسم — میان خون دل و آب دیده بنشانی

ز خاک پای عزیزت تو سر نگردانم — گرم ز دست فراقت بسر بگردانی

اگرچه چون سپهر جفا پیشه داد ظلم — چو روزگار نهاده استاده ویرانی

ز روی لطف و ترحم چرا نه بنشانی
چو درد و محنت حافظ یقین همی دانی

خوشتر از کوی خرابات نباشد جائی — اگر به پیرانه سرم دست دهد ماوائی

آرزو میکنم از تو چه پنهان دارم — شیشهٔ باده و کنج و صنم زیبائی

جای من دیر مغانست و فرح وطنی — رای من روی بتانست مبارک رائی

چه کنی گوش که در دهر چو من شیدا نیست — نیست این جز سخن بوالهوس رعنائی

صنما غیر تو در خاطر ما می‌نگنجد — که مرا نیست بغیر از تو کسی پروائی

باد صبا باش که هرگز نتواند گفتن — سخن دیگر بر همه دانائی

رحم کن بر دل مجروح خراب حافظ
زانکه هست از پی امروز یقین فردائی

دوش گر ز یاوری فلکت روز داوری — تا شکر چون کنی و چه شکرانه آوری

در کوی عشق شوکت شاهی نمی خرند — اقرار بندگی کن و دعوی چاکری

آن کس که اوفتاد خدایش گرفت دست — پس بر تو باد تا غم افتادگان خوری

ساقی بمژدگانی عیش از درم درآ — تا یک دم از دلم غم دنیا بدر بری

در شاهراه جاه و بزرگی خطر بسیست — آن به کزین گریوه سبکبار بگذری

سلطان و فکر لشکر و سودای تاج و گنج — درویش و امن خاطر و کنج قلندری

نیل مراد بر حسب فکر و همت است — از شاه نذر خیر و ز توفیق یاوری

یک حرف صوفیانه بگویم اجازت است — ای نور دیده صلح به از جنگ داوری

حافظ غبار فقر و قناعت ز رخ مشوی — کاین خاک بهتر از عمل کیمیاگری

در همه دیر مغان نیست چو من شیدائی — خرقه جائی گرو باده و دفتر جائی

دل که آئینهٔ شاهی است غباری دارد — از خدا می طلبم صحبت روشن رائی

کرده ام توبه بدست صنم باده فروش — که دگر می نخورم بی رخ بزم آرائی

جویها بسته ام از دیده بدامان که مگر — در کنارم بنشانند سهی بالائی

شرح این نکته مگر شمع برآرد بزبان — ورنه پروانه ندارد بسخن پروائی

کشتی باده بیاور که مرا بی رخ دوست
گشته هر گوشهٔ چشم از غم دل دریایی

سخن غیر مگو با من معشوقه پرست
کز وی و جام میم نیست بکس پروایی

نرگس ار لاف زد از شیوهٔ چشم تو مرنج
نروند اهل نظر از پی نابینایی

این حدیثم چه خوش آمد که سحرگه میگفت
بر در میکده با دف و نی ترسایی

گر مسلمانی از این است که حافظ دارد
آه اگر از پی امروز بود فردایی

دو یار زیرک و از بادهٔ کهن دومنی
فراغتی و کتابی و گوشهٔ چمنی

ز تندباد حوادث نمی‌توان دیدن
درین چمن که گلی بوده است یا سمنی

من این مقام بدنیا و آخرت ندهم
اگرچه در پیم افتند خلق انجمنی

هر آنکه کنج قناعت بگنج دنیا داد
فروخت یوسف مصری بکمترین ثمنی

بیا که رونق این کارخانه کم نشود
ز زهد همچو تویی یا ز فسق همچو منی

نگار خویش بدست خسان همی بینم
چنین شناخت فلک حق خدمت چو منی

ببین در آینهٔ نقشبند صورت غیب
گرت ز ملک قناعت هوس کند وطنی

ازین سموم که بر طرف بوستان بگذشت
عجب که رنگ گلی ماند و بوی یاسمنی

بصبر کوش تو ای دل که حق رها نکند
چنین عزیز نگینی بدست اهرمنی

گر دیگرے بشیوۂ حافظ زدے رقم
مقبول طبع شاہ سخن پرور آمدے

رفتم بباغ تا کہ بچینم سحر گلے — آمد بگوش ناگہم آواز بلبلے
مسکین چو من بعشق گلے گشتہ مبتلا — واندر چمن فگندہ ز فریاد غلغلے
میگشتم اندران چمن و باغ دمبدم — میکردم اندران گل و بلبل تاملے
چون کرد در دلم اثر آواز عندلیب — گشتم چنانکہ ہیچ نماندم تحملے
بس گل شگفتہ میشود این باغ را ولے — کس بے جفائے خار نچیدست ازو گلے
گل یار خار گشتہ و بلبل قرین عشق — آن را تغیرے نہ و این را تبدلے

حافظ مدار امید فرج از مدار چرخ
دارد ہزار عیب و ندارد تفضلے

روزگاریست کہ ما را نگران میداری — مخلصان را نہ بوضع دگران میداری
گوشۂ چشم رضائے بمنت یار نشد — اینچنین عزت صاحب نظران میداری
نہ گل از داغ غمت رست نہ بلبل در باغ — ہمہ را نعرہ زنان جامہ دران میداری
پدر تجربہ آخر توئی اے دل ز چہ روے — طمع مہر و وفا زین پسران میداری
گرچہ رندی و خرابی گنہ ماست ولے — عاشقے گفت کہ ما را تو بران میداری

جوهر جام جم از کان جهان دگر است
تو تمنا ز گل کوزه گران میداری

کیسهٔ سیم و زرت نیک بباید پرداخت
زین تمنا که تو از سیمبران میداری

اے که در دلق ملمع طلبی ذوق حضور
چشم سیری عجب از بی‌خبران میداری

چون توئی نرگس باغ نظر اے چشم و چراغ
سر چرا بر من دل خسته گران میداری

دین و دل رفت ولے راست نمی آرم گفت
که من سوخته دل را تو بران میداری

تا صبا بر گل و بلبل ورق حسن تو خواند
همه را شیفته و دل نگران میداری

ساعد آن به که بپوشی چو تو از بهر نگار
دست در خون دل پرهنران میداری

گذران روز سلامت بملامت حافظ
چه توقع ز جهان گذران میداری

زان مے صاف کزو پخته شود هر خامے
گرچه ماه رمضان است بیاور جامے

روزها رفت که دست من مسکین نگرفت
ساق شمشاد قدی ساعد سیم اندامے

روزه هر چند که مهمان عزیزست ولا
رفتنش موهبتی دان شدنش انعامے

مرغ زیرک بدر صومعه اکنون نپرد
که نهاده است بهر مجلس وعظے دامے

گله از زاهد بدخو نکنم رسم اینست
که چو صبحے بدمد در پیش افتد شامے

یار من چون بخرامد بتماشاے چمن
برسانش ز من اے پیک صبا پیغامے

کو حریفی که شب و روز می صاف کشد
بود آیا که کند یاد ز درد آشنائے

حافظا گر ندهد داد دلت خسرو عهد
کام دشوار بدست آوری از خودکامے

ز دلبرم که رساند نوازش قلمے
کجاست پیک صبا گو بیا بکن کرمے

دلم گرفت ز سالوس و طبل زیر گلیم
خوشا دمے که بمیخانه بر کنم علمے

حدیث چون و چرا درد سر دهد ساقی
پیاله گیر و بیاسا بعمر خویش دمے

طبیب راه نشین سر عشق نشناسد
برو بدست کن ای مرده دل مسیح دمے

قیاس کردم و تدبیر عقل در ره عشق
چو شبنمی ست که در بحر میکشد رقمے

بیا که وقت شناسان دو کون بفروشند
بیک پیاله صافی و صحبت صنمے

دوام عیش و تنعم نه شیوهٔ عشق ست
اگر معاشر مائی بنوش جام غمے

نمیکنم گله لیکن ابر رحمت دوست
بکشت زار جگر خستگان نداد نمے

بیا که خرقهٔ من گرچه وقف میکدها ست
ز مال وقف نبینی بنام من درمے

چرا بیک نی قندش نمی خرند آنرا
که کرد صد شکرافشانی از نے قلمے

سزای قدر تو شاها بدست حافظ نیست
بجز نیاز شبے یا دعاے صبحدمے

زین خوشرقم که بر گل رخسار میکشی ❊ خط بر صحیفهٔ گل و گلزار میکشی

اشک حرم نشین نهانخانهٔ مرا ❊ زان سوے هفت پرده ببازار میکشی

هر دم بیاد آن لب میگون و چشم مست ❊ از خلوتم بخانهٔ خمار میکشی

گفتی سر تو بستهٔ فتراک ما سزد ❊ سهل ست اگر تو زحمت این بار میکشی

با چشم و ابروی تو چه تدبیر دل کنم ❊ وه زین کمان که بر سر بیمار میکشی

باز آ که چشم بد ز رخت دور میکنم ❊ ای تازه گل که دامن ازین خار میکشی

کاول روی چو باد صبا بوے زلف ❊ هر دم بقید سلسله در کار میکشی

حافظ دگر چه میطلبی از نعیم دهر ❊ مے می چشی و طرهٔ دلدار میکشی

ساقیا سایهٔ ابرست و بهار و لب جوے ❊ من نگویم چه کن ار اهل دلی خود تو بگوے

بوے یکرنگی ازین قوم نمیاید برخیز ❊ دلق آلودهٔ صوفی بمے ناب بشوے

سفله طبع ست جهان بر کرمش تکیه مکن ❊ اے جهاندیده ثبات قدم از سفله مجوے

گوش بگشاے که بلبل بفغان میگوید ❊ خواجه تقصیر مفرما گل توفیق ببوے

یک نصیحت کنمت بشنو و صد گنج ببر ❊ از ره عیش درآ و بره عیب مپوے

شکر ایزد که دگر بار رسیدی به بهار ❊ بیخ نیکی بنشان و ره توفیق بجوے

روی جانان طلبی آینه را قابل ساز	ورنه هرگز گل و نسرین ندمد ز آهن و روی
پیشتر زانکه شوی خاک در میکده ها	یک دو روزی بسر اندر ره میخانه بپوی

گفتی از حافظِ ما بوی ریا می‌آید
آفرین بر نفست باد که خوش بردی بوی

ساقی بیا که شد قدحِ لاله پُر ز می	طامات تا بچند و خرافات تا بکی
بگذر ز کبر و ناز که دیده است روزگار	چین قبای قیصر و طرفِ کلاه کی
هشیار شو که مرغ سحر گشت مست هان	بیدار شو که خوابِ عدم در پی است هی
خوش نازکانه می چمی ای شاخ نوبهار	کاشفتگی مباد ز آشوبِ بادِ دی
بر مهر چرخ و شیوهٔ او اعتماد نیست	ای وای بر کسی که شد ایمن ز مکر وی
فردا شرابِ کوثر و حور از برای ماست	وامروز نیز دلبر مه روی و جام می
باد صبا ز عهد صبی یاد میدهد	جان داروی که غم ببرد در ده ای صبی
حشمت مبین و سلطنتِ گل که بسپرد	فراشِ باد هر ورقش را بزیر پی
درده بیاد حاتمِ طی جامِ یک منی	تا نامهٔ سیاهِ بخیلان کنیم طی
زان می که داد رنگِ طبیعی بارغوان	بیرون فکند لطفِ مزاج از رخش بخوی
بشنو که مطربانِ چمن راست کرده اند	آهنگِ چنگ و بربط و طنبور و نای و نی

نشد باغ را که بخدمت چو بندگان ‌ ‌ ‌ استاده است و کمر بسته پیش تو

اشیاء روزگار بسته بهار در گرو ‌ ‌ ‌ کز مرد راه باز نمانده است هیچ

حافظ حدیث سحر فریب خوشت رسید

تا حد چین و شام و با قصای روم و ری

سحر با باد میگفتم حدیث آرزومندی ‌ ‌ ‌ خطاب آمد که واثق شو بالطاف خداوندی

قلم را آن زبان نبود که سر عشق گوید باز ‌ ‌ ‌ ورای حد تقریر است شرح آرزومندی

دل اندر زلف لیلی بند و کار از عقل مجنون کن ‌ ‌ ‌ که عاشق را زیان دارد مقالات خردمندی

الا ای یوسف مصری که کردت سلطنت مغرور ‌ ‌ ‌ پدر را باز پرس آخر کجا شد مهر فرزندی

بسحر غمزه فتان دوا بخشی و درد انگیز ‌ ‌ ‌ بچین زلف مشک افشان دل آویزی و دلبندی

جهان پیر رعنا را ترحم در جبلت نیست ‌ ‌ ‌ ز مهر او چه میخواهی در و همت چه می‌بندی

همای چون تو عالی قدر حرص استخوان تا کی ‌ ‌ ‌ دریغ این سایه دولت که بر نااهل افکندی

درین بازار اگر سودیست با درویش خرسندست ‌ ‌ ‌ خدایا منعمم گردان بدرویشی و خرسندی

دعای صبح و شام تو کلید گنج مقصودست ‌ ‌ ‌ بدین راه و روش میرو که با دلدار پیوندی

ز شعر حافظ شیرازی گویند و میرقصند

سیه چشمان کشمیری و ترکان سمرقندی

سحرگه رهروی در سرزمینی — همی گفت این معما با قرینی

که ای صوفی شراب آنگه بود صاف — که در شیشه بماند اربعینی

گر انگشت سلیمانی نباشد — چه خاصیت دهد نقش نگینی

خدا زان خرقه بیزارست صد بار — که صد بت باشدش در آستینی

درونها تیره شد باشد که از غیب — چراغی برکند خلوت نشینی

مروت گرچه نامی بی‌نشانست — نیازی عرضه کن بر نازنینی

ثوابت باشد ای دارای خرمن — اگر رحمی کنی بر خوشه‌چینی

نمی‌بینم نشاط و عیش در کس — نه درمان دلی نه درد دینی

اگرچه رسم خوبان تندخوئیست — چه باشد گر بسازی با غمینی

در میخانه بگشا تا بپرسم — مآل حال خود از پیش‌بینی

نه همت را امید سربلندیست — نه دعوت را کلید آستینی

نه حافظ را حضور درس قرآن
نه دانشمند را علم الیقینی

سحرم هاتف میخانه بدولتخواهی — گفت بازآی که دیرینهٔ این درگاهی

همچو جم جرعهٔ می کش که ز سر ملکوت — پرتو جام جهان‌بین دهدت آگاهی

با گدایان در میکده ای سالک راه
ادب باش گر از سر خدا آگاهی

بر در میکده رندان قلندر باشند
که ستانند و دهند افسر شاهنشاهی

خشت زیر سر و بر تارک هفت اختر پای
دست قدرت نگر و منصب صاحب جاهی

اگرت سلطنت فقر ببخشند ای دل
کمترین ملک تو از ماه بود تا ماهی

قطع این مرحله بی همرهی خضر مکن
ظلمات است بترس از خطر گمراهی

سر ما همت ما و کرم و لطف با عشق
فلکا سر شده و در پی این کوتاهی

تو دم فقر ندانی زدن از دست مده
مسند خواجگی و مجلس توران شاهی

ای سکندر بنشین و غم بیهوده مخور
که نبخشند ترا آب حیات از شاهی

حافظ خام طمع شرمی ازین قصه بدار
عملت چیست که فردوس برین میخواهی

سلام الله ما کر اللیالی
علی ملک الاکارم والمعالی

علی وادی الاراک و من علیها
و داری باللوی فوق الرمالی

دعاگوی غریبان جهانم
و ادعو بالتواتر والتوالی

منال ای دل که در زنجیر زلفش
همه جمعیت است آشفته حالی

اموت صبابة یا لیت شعری
متی نطق البشیر عن الوصالی

مجالسک راحتی فی کل حین — وذکرک مونسی فی کل حالی
سویدای دل من تا قیامت — مباد از سوز و سودای تو خالی
کجا یابم وصال چون تو شاهی — من بدنام رند لاابالی
ز خطت صد جمال دیگر افزود — که عمرت باد صد سال جلالی
بدان نقاش قدرت آفرین باد — که گرد مه کشید از خط هلالی
بهر منزل که رو آرد خدایا — نگهدارش بحفظ لایزالی
تو می باید که باشی ورنه سهل است — زیان مایهٔ جاهی و مالی

خدا داند که حافظ را غرض چیست
و علم الله حسبی من سوالی

سلامی چو بوی خوش آشنائی — بدان مردم دیدهٔ روشنائی
درودی چو نور دل پارسایان — بدان شمع خلوتگه پارسائی
نمی بینم از همدمان هیچ برجا — دلم خون شد از غصه ساقی کجائی
ز کوی مغان رخ مگردان که آنجا — فروشند مفتاح مشکل کشائی
عروس جهان گرچه در حد حسن است — ز حد می برد شیوهٔ بی وفائی
می صوفی افکن کجا می فروشند — که در تابم از دست زهد ریائی

رفیقان چنان عهد صحبت شکستند — که گوئی نبودست خود آشنائی

دل خستهٔ من گرش همتی هست — نخواهد ز سنگین دلان مومیائی

مرا گر تو بگذاری ای نفس طامع — بسی پادشاهی کنم در گدائی

بیاموزمت کیمیای سعادت — ز همصحبت بد جدائی جدائی

مکن حافظ از جور گردون شکایت
چه دانی تو ای بنده کار خدائی

سلیمی منذ حلت بالعراق — الاقی من نواها ما الاقی

الا ای ساربان محمل دوست — الی رکبانکم طال اشتیاقی

بیا ای مطرب خوشخوان خوشگوی — بشعر پارسی صوت عراقی

بیا ساقی بده رطل گرانم — سقاک الله من کاس دهاق

جوانی باز می آرد بیادم — صدای چنگ و نوشانوش ساقی

می باقی بده تا برفشانم — بیاران مست و خوشدل عمر باقی

درونم خون شد از نادیدن دوست — الا تعسا لایام الفراق

دمی با نیک خواهان متفق باش — غنیمت دان امور اتفاقی

[illegible] ازد — که با خورشید سازد هم وثاقی

عروسی بس خوشی اے دختر رز — ولے گہ گہ سزاوار طلاقی

ربیع العمر فی مرعی حماکم — حماک اللہ یا عہد التلاقی

خرد در زندہ رود انداز و می نوش — بگلبانگ جوانان عراقی

نہانی الشیب من کل العذاری — سوے تقبیل خد و اعتناقی

وصال دوستان روزی ما نیست — بگو حافظ غزلہاے فراقی

مضت فرص الوصال و ما شعرنا
بگو حافظ غزلہاے عراقی

سبت سلمی بصدغیہا فوادی — و روحی کل یوم لی ینادی

خدارا بر من بیدل ببخشاے — و واصلنی علی رغم الاعادی

امن انکرتنی عن حب سلمی — غریق العشق فی بحر الودادی

نگارا در غم سوداے عشقت — توکلنا علی رب العبادی

دل حافظ شد اندر چین زلفت
بلیل مظلم و اللہ ہادی

سینہ مالامال درد است اے دریغا مرہمی — دل ز تنہائی بجان آمد خدارا ہمدمی

خیز تا خاطر بدان ترک سمرقندی دہیم — کز نسیمش بوے زلف حوریان آید ہمی

چشم آسایش که دارد زین سپهر تیزرو — ساقیا جامی بیا تا بیاسایم دمی
زیرکی را گفتم این احوال بین خندید و گفت — صعب کاری بوالعجب روزی پریشان عالمی
سوختم در چاه صبر از بهر آن شمع چگل — شاه ترکان غافل است از حال ما کو رستمی
در طریق عشقبازی امن و آسایش خطاست — ریش باد آن دل که با درد تو خواهد مرهمی
اهل کام و ناز را در کوی رندان راه نیست — رهروی باید جهانسوزی نه خامی بیغمی
آدم خاکی درین عالم نمی آید بدست — عالمی دیگر بباید ساخت وز نو آدمی

گریه حافظ چه سازد پیش استغنای دوست
کاندرین طوفان نماید هفت دریا شبنمی

لبش می بوسم و در میکشم مے — بآب زندگانی برده ام پے
نه رازش میتوانم گفت با کس — نه کس را میتوانم دید با وے
گل از خلوت بباغ آورد مسند — بساط زهد را چون غنچه کن طے
بده جام مے و از جم مکن یاد — که میداند که جم کے بود و کے کے
بزن در پرده چنگ ای ماه مطرب — رگش بخراش تا بخروشم از وے
چو چشمت مست را مخمور مگذار — بیاد لعلش ای ساقی بده مے
نجوید جان ازان قالب جدائی — که باشد خون جامش در رگ و پے

لبش می بوسم و خون می خورد جام — رخش می بینم و گل می کند خوی

چو مرغ باغ میگوید که هو هو — بده از دست جام باده هی هی

چو مجنون در پی دیدار لیلی — بیا بگذشتن ای دل گرد هر حی

تو با سلطان گل خوش باش می نوش — غنیمت دان خلاص این از قی

زبانت درکش ای حافظ زمانی
حدیث بی زبان را بشنو از نی

شهریست پر ظریفان از هر طرف نگاری — یاران صلای عشق است گر میکنید کاری

چشم فلک ندیده زین خوبتر حریفی — در دام کس نیفتد زین خوبتر شکاری

ای روی خوبت از گل صد بار نازکی — یارب که ره نیابد بر دامن تو خاری

چشمی که دیده باشد جسمی ز جان مرکب — بر دامنش مبادا زین خاکدان غباری

چون من شکسته را از پیش خود چه رانی — کم غایت تمنا بوسیست یا کناری

می بی غش است دریاب وقت خوش است دریاب — سال دگر که دارد امید نوبهاری

چون این گره گشایم وین راز وانمایم — دردیست و صعب دردی کاریست سخت کاری

هر تار موی حافظ در دست زلف شوخی
مشکل توان نشستن در این چنین دیاری

صبا تو نکهت آن زلف مشکبو داری
بیادگار بمانی که بوی او داری

دلم که گوهر اسرار حسن و عشق در وست
توان بدست تو دادن گرش نکو داری

در آن شمائل مطبوع هیچ نتوان گفت
جز این قدر که رقیبان تندخو داری

نوای بلبلت ای گل کجا پسند افتد
که گوش و هوش بمرغان هرزه گو داری

ز جرعهٔ تو سرم مست گشت نوشت باد
خود از کدام خم است این که در سبو داری

قبای حسن فروشی ترا برازد و بس
که همچو گل همه آئین رنگ و بو داری

زمانه گر همه مشک ختن دهد بر باد
فدای تو که خط و خال مشکبو داری

دم از ممالک خوبی چو آفتاب زدن
ترا رسد که غلامان ماهرو داری

بسرکشی خود ای سرو جویبار مناز
که گر باو رسی از شرم سر فرو داری

دعاش گفتم و دشنام زیر لب بگفت
که گیتی تو و با ما چه گفتگو داری

ز کنج صومعه حافظ مجوی گوهر عشق
قدم برون نه اگر میل جستجو داری

صبح است ژاله میچکد از ابر بهمنی
برگ صبوح ساز و بزن جام یکمنی

در بحر مائی و منی افتاده ام بیار
می تا خلاص بخشدم از مائی و منی

خون پیاله خور که حلال است خون او
در کار یار کوش که کاریست کردنی

گر صبحدم خمار ترا دردسر دهد
پیشانی خمار رهان به که بشکنی

ساقی بهوش باش که غم در کمین ماست
مطرب نگاهدار همین ره که میزنی

می ده که سر بگوش من آورد چنگ و گفت
خوش باش و پند بشنو ازین پیر منحنی

ساقی به بی نیازی رندان که می بیار
تا بشنوی ز صوت مغنی هو الغنی

حافظ نهال قد تو در جویبار چشم
خون خورده بر نشاند و تو خواهی که بشکنی

طفیل هستی عشقند آدمی و پری
ارادتی بنما تا سعادتی ببری

چو مستعد نظر نیستی وصال مجوی
که جام جم نکند سود وقت بی بصری

می صبوح و شکر خواب صبحدم تا چند
بعذر نیم شبی کوش و ناله سحری

ببوسه زلف و رخت ساقی و ندیمی
صبا بغالیه سائی و گل بجلوه گری

بکوش خواجه و از عشق بی نصیب مباش
که بنده را نخرد کس بعیب بی هنری

بیا و سلطنت از ما بخر بمایه حسن
ازین معامله غافل مشو که حیف خوری

دعای گوشه نشینان بلا بگرداند
چرا بگوشه چشمی بما نمی نگری

مرا ازین ظلمات آنکه رهنمائی کرد
دعای نیم شبی بود و گریه سحری

ز هجر روی تو در حیرتم چه چاره کنم
نه در برابر چشمی نه غائب از نظری

طریق عشق طریقی عجب خطرناکست | نعوذ بالله اگر ره باشد بهری

هزار جان گرامی بسوخت زین غیرت | که هر صباح و مسا شمع مجلس دگری

چو هر خبر که شنیدم رهی بحیرت داشت | ازین سپس من و مستی و وضع بیخبری

بدین همت حافظ امید هست که باز

اری اسامر لیلای لیلة القمری

عمر بگذشت به بیحاصلی و بوالهوسی | ای پسر جام میم ده که به پیری برسی

چه شکرهاست درین شهر که قانع شده‌اند | شاهبازان طریقت بمقام مگسی

بال بگشاد صفیر از شجر طوبی زن | حیف باشد چو تو مرغی که اسیر قفسی

کاروان رفت و تو در راه کمینگاه بخواب | وه که بس بیخبر از غلغل بانگ جرسی

دوش در خیل غلامان درش میرفتم | گفت کای عاشق بیچاره تو باری چه کسی

تا چو مجمر نفسی دامن جانان گیرم | دل بر آتش بنهادم ز پی خوش نفسی

لمع البرق من الطور و آنست به | فلعلی لک آت بشهاب قبسی

با دل خون شده چون نافه خوشش باید بود | هر که مشهور جهان گشت به مشکین نفسی

چند پوید بهوای تو ز هر سو حافظ

یسر الله طریقاً بک یا ملتمسی

کتبت قصۂ شوقی ومدمعی باکی
بیاکہ بے تو بجان آمدم ز غمناکی

بساکہ گفتہ ام از شوق با دو دیدۂ خویش
ایا منازل سلمے واین سلماکی

عجیب واقعہ و بس غریب حادثہ ایست
انا اصطبرت قتیلا وقاتلی شاکی

کرا رسد کہ کند عیب دامن پاکت
کہ ہمچو قطرہ کہ بر برگ گل چکد پاکی

ز خاک پاے تو داد آبروے لالہ و گل
چو کلک صنع رقم زد ز آبی و خاکی

صبا عبیرفشان گشت ساقیا برخیز
وہات شمسۃ کرم مطیب زاکی

از نماند زمن بے شمائلت آرے
ارے آثر محیاے من محیاکی

دع التکاسل تغنم فقد جری مثل
کہ زاد راہروان چستی ست وچالاکی

بآبروے گل وخاک پای سرو کہ نیست
چنین بدیع جمالے ز آبی وخاکی

ز وصف حسن تو حافظ چگونہ لاف زند
کہ چون صفاتِ الٰہی ورائے ادراکی

گفتند خلائق کہ تویی یوسفِ ثانی
چون نیک بدیدم بحقیقت بہ ازانی

در عشقِ تو ام شہرہ چو فرہاد عجب نیست
اے خسروِ خوبان کہ تو شیرین زمانی

تشبیہِ دہانت نتوان کرد بہ غنچہ
ہرگز نبود غنچہ بدین تنگ دہانی

صد بار بگفتی کہ دہم زان دہنت کام
چون سوسنِ آزاد چرا جملہ زبانی

گفتی که دهم کام و جانت بستانم — ترسم ندهی کامم و جانم بستانی

چشم تو خدنگ از سپر جان گذراند — بیمار که دیده است این سخت کمانی

چون اشک بیندازیش از دیدهٔ مردم — آن را که دمے از نظر خویش برانی

گر سرو باندازِ قد و رفتار تو ناید — بخرام که از سرو گذشتی بروانی

در راه تو عاشق چو قلم کرد ز سر پاے — چون نامه چرا یکدمش از لطف نخوانی

از پیش مران حافظ غمدیدهٔ خود را — کز عشق رخت داد دل و دین و جوانی

کہ برد بنزد شاهان ز من گدا پیامے — کہ بکوے مے فروشانی ہزار جم بجامے

اگر این شراب خام ست اگر آن حریف پخته — بهزار بار بهتر ز هزار پخته خامے

شده ام خراب و بدنام و هنوز امیدوارم — کہ ز بد خلاص یابم مدد علے نیکنامے

تو کہ کیمیا فروشی نظرے بقلب ما کن — کہ بضاعتے نداریم و فگنده ایم دامے

بکجا برم شکایت بکہ گویم این حکایت — کہ لبت حیات ما بود و نداشتی دوامے

عجب از وفاے جانان کہ تفقدے نفرمود — نہ بنامہ و پیامے نہ بپرسش و سلامے

برو ید پارسایان کہ نماند پارسائی — مے ناب در کشیدیم و نماند ننگ نامے

ز رہم میفگن اے شیخ تو بدانہای تسبیح — کہ چو مرغ زیرک افتد نفتد بہیچ دامے

سر خدمت تو دارم بخرم بهیچ مفروش — کہ چو بندہ کمتر افتد بمبارکی غلامے

بکشاے تیر مژگان و بریز خون حافظ
کہ چنان کشندۂ را نکند کس انتقامے

مخمور جام عشقم ساقی بدہ شرابے — پر کن قدح کہ بے مے مجلس ندارد آبے

عشق رخ چو ماہش در پردہ راست ناید — مطرب بزن نوائے ساقی بدہ شرابے

شد قامتم چو حلقہ تا بعد ازین رقیبت — زین در دگر نراند ما را بہیچ بابے

چون آفتاب رویش در دیدہ می نگنجد — اے دل چہ سود داری دیدۂ بخطر آبے

در انتظار رویت ما و امیدواری — وز عشوۂ لبانت ما و خیال خوابے

دست عرض میالاے بر کاسۂ گدائی — انجام کار نبود از وے امید آبے

حافظ چہ می نہی تو دل بر وصال جانان
کے تشنہ سیر گردد از لمعۂ سرابے

می خواہ و گل افشان کن از دہر چہ میجوئی — این گفت سحرگہ گل بلبل تو چہ میگوئی

مسند بگلستان بر تا شاہد و ساقی را — لب گیری و رخ بوسی مے نوشی و گل بوئی

شمشاد خرامان کن آہنگ گلستان کن — تا سرو بیاموزد از قد تو دلجوئی

تا غنچۂ خندانت دولت بکہ خواہد بود — ای شاخ گل رعنا از بہر کہ مے روئی

امروز که بازارت پرجوش خریدار است ‌ ‌ ‌ دریاب و بنه گنجی از مایهٔ نیکویی

آن طره که هر جعدش صد نافهٔ چین ارزد ‌ ‌ ‌ خوش بودی اگر بودی بویش ز خوش خویی

چون شمع نکورویی در رهگذر باد است ‌ ‌ ‌ طرف هنری بربند از شمع نکورویی

هر مرغ بدستانی در گلشن شاد آمد
بلبل بنواسازی حافظ بدعاگویی

نسیم صبح سعادت بدان نشان که تو دانی ‌ ‌ ‌ خبر بکوی فلان بر بدان زبان که تو دانی

تو پیک حضرت شاهی مراد و دیده براهت ‌ ‌ ‌ بمردمی نه بفرمان چنان بران که تو دانی

بگو که جان ضعیفم ز دست رفت خدا را ‌ ‌ ‌ ز لعل روح فزایت ببخش آن که تو دانی

من این دو حرف نوشتم چنان که غیر ندانست ‌ ‌ ‌ تو هم ز روی کرامت چنان بخوان که تو دانی

خیال تیغ تو با من حدیث تشنه و آب است ‌ ‌ ‌ اسیر عشق چو کردی بکش چنان که تو دانی

امید در کمر زرکشت چگونه نبندم ‌ ‌ ‌ دقیقه‌ایست نگارا در آن میان که تو دانی

یکیست ترکی و تازی درین معامله حافظ
حدیث عشق بیان کن بهر زبان که تو دانی

نوبهارست در آن کوش که خوشدل باشی ‌ ‌ ‌ که بسی گل بدمد باز و تو در گل باشی

چنگ در پرده همی میدهدت پند ولی ‌ ‌ ‌ وعظت آنگاه دهد سود که قابل باشی

من نگویم که کنون با که نشین و چه بنوش ۔۔۔ که تو خود دانی اگر زیرک و عاقل باشی

در چمن هر ورقی دفتر حالی دگر است ۔۔۔ حیف باشد که ز حال همه غافل باشی

قال

گرچه راهیست پر از بیم ز ما تا بر دوست ۔۔۔ رفتن آسان بود ار واقف منزل باشی

نقد عمرت ببرد غصهٔ دنیا بگزاف ۔۔۔ گر شب و روز درین قصهٔ باطل باشی

حافظا گر مدد از بخت بلندت باشد
صید آن شاهد مطبوع شمائل باشی

نور خدا نمایدت آینهٔ مجردی ۔۔۔ از در ما درآ اگر طالب عشق سرمدی

باده بده که دوزخ از نام گناه ما بسوخت ۔۔۔ آب بر آتش فشن زند معجزهٔ محمدی

شعبده بازی کنی هر دم و نیست این روا ۔۔۔ قال رسول ربنا انا انا من آدمی

ارچه بعمد میکشی تیغ جفا بکین من ۔۔۔ شکر نمیکنی اگر ز عهد مهدی

گر تو بدین جمال و فر سوی چمن کنی گذر ۔۔۔ سوسن و سرو و گل شود جمله شوند مقتدی

نقش خودی ز لوح دل پاک کنی تو در زمان ۔۔۔ گر ببری بجان و دل راه بکوی بیخودی

جان و دل تو حافظا بستهٔ دام آرزوست
ای متقی بجبل دم مزن از مجردی

نوش کن جام شراب یکمنی ۔۔۔ تا بدان بیخ غم از دل برکنی

دل گشاده دار چون جام شراب | سر گرفته چند چون خم دنی
چون ز جام بیخودی رطلی کشی | کم زنی از خویشتن لاف منی
دل بمی دربند تا مردانه وار | گردن سالوس و تقوی بشکنی
خاک سان شو در قدم نی همچو آب | جمله رنگ آمیزی و تردامنی

خیز و جهدی کن چو حافظ تا مگر
خویشتن را در پای معشوق افگنی

وقت را غنیمت دان آن قدر که بتوانی | حاصل از حیات ای جان یکدم است تا دانی
پیش زاهد از رندی دم مزن که نتوان گفت | با طبیب نامحرم حال درد پنهانی
با دعای شبخیزان ای شکردهان مستیز | در پناه یک اسمست خاتم سلیمانی
کام بخشی دوران عمر در عوض دارد | جهد کن که از عشرت کام خویش بستانی
یوسف عزیزم رفت ای برادران رحمی | کز غمش عجب دیدم حال پیر کنعانی
میروی و مژگانت خون خلق می ریزد | تند می روی جانا ترسمت فرومانی
پند عاشقان بشنو وز در طرب باز آ | کاین همه نمی ارزد شغل عالم فانی
زاهد پشیمان را شوق باده در جانست | عاقلا مکن کاری کآورد پشیمانی
خم شکن نمیداند این قدر که صوفی را | جنس خانگی باشد همچو لعل رمانی

گر تو فارغی از من ای نگار سنگین دل — حال خود بخواهم گفت پیش آصف ثانی

از درم در آمد دوست میزنم بشادی دست — روشنی بما پیوست راستی بهارانی

باغبان چو من زینجا بگذرم حرامت باد — گر بجای من سروی غیر دوست بنشانی

دل ز ناوک چشمت گوشه داشتم لیکن — ابروی کماندارت میبرد بپیشانی

جمع کن باحسانی حافظ پریشان را — ای شکنج گیسویت مجمع پریشانی

هزار جهد بکردم که یار من باشی — قرار بخش دل بیقرار من باشی

دمی بکلبهٔ احزان عاشقان آئی — شبی انیس دل سوگوار من باشی

دران چمن که بتان دست عاشقان گیرند — گرت ز دست برآید نگار من باشی

چراغ دیدهٔ شب زنده دار من گردی — انیس خاطر امیدوار من باشی

چو خسروان ملاحت به بندگان نازند — دران میانه خداوندگار من باشی

ازان عقیق که خونین دلم ز عشوهٔ او — اگر کنم گله رازدار من باشی

شود غزالهٔ خورشید صید لاغر من — گر آهوی چو تو یک دم شکار من باشی

سه بوسه کز دو لبت کرده ای وظیفهٔ من — اگر ادا نکنی وامدار من باشی

من این مراد ببینم بخود که نیم شبی — بجای اشک روان در کنار من باشی

من ارچه حافظ شهرم جوی نمی ارزم
مگر تو از کرم خویش یار من باشی

هواخواه توام جانا و میدانم که میدانی / که هم نادیده می‌بینی و هم ننوشته میخوانی

ملامتگو چه دریابد میان عاشق و معشوق / نبیند چشم نابینا خصوص اسرار پنهانی

ملک در سجدهٔ آدم زمین بوس تو نیت کرد / که در حسن تو چیزی یافت بیش از طور انسانی

طلسم زلفت بنام ایزد کنون مجموعهٔ دلهاست / مباد این جمع را یا رب غم از باد پریشانی

بیفشان زلف و صوفی را به بازی و برقص آور / که از هر رقعهٔ دلقش هزاران بت بیفشانی

دریغا عیش شبگیری که در خواب سحر بگذشت / بدانی قدر وصل ای دل که در هجران فرومانی

ملول از همرهان بودن طریق کاردانی نیست / بکش دشواری منزل بیاد عهد آسانی

گشاد کار مشتاقان در آن ابروی دلبند است / خدا را یک نفس بنشین گره بگشا ز پیشانی

چراغ افروز چشم ما نسیم زلف خوبانست / مباد این قوم را یا رب غم از باد پریشانی

امید از بخت میدارم که بگشایم کمربندت / بدان شرطی که خاطر را ازین مسکین نرنجانی

خیال چنبر زلفت فریبت میدهد حافظ
نگر تا حلقهٔ اقبال ناممکن نجنبانی

احمد الله علی معدلة السلطان / احمد شیخ اویس حسن ایلخانی

خان بن خان شهنشاه شهنشاه نژاد | آنکه می زیبد اگر جان جهانش خوانی
دیده نادیده باقبال تو ایمان آورد | مرحبا ای بهمه لطف خدا ارزانی
برشکن طرهٔ ترکانه که در کاکل تست | بخشش و کوشش قاآنی و چنگز خانی
ماه اگر بی تو برآید بدو نیمش بزنند | دولت احمدی و معجزهٔ سبحانی
جلوهٔ حسن تو دل می برد از شاه و گدا | چشم بد دور که هم جانی و هم جانانی
گرچه دوریم بیاد تو قدح می نوشیم | بعد منزل نبود در سفر روحانی
از گل فارسیم غنچهٔ عیشی نشگفت | حبذا دجلهٔ بغداد و می ریحانی

ای نسیم سحری خاک ره یار بیار
تا کند حافظ از آن دیدهٔ جان روحانی

ز کوی یار می آید نسیم باد نوروزی | ازین باد ار مدد خواهی چراغ دل برافروزی
چو گل گر خردهٔ داری خدا را صرف عشرت کن | که قارون را غلطها داد سودای زراندوزی
سخن در پرده میگویم چو گل از پرده بیرون آی | که بیش از پنج روزی نیست حکم میر نوروزی
می دارم چو جان صافی و صوفی میکند عیبش | خدایا هیچ عاقل را مبادا بخت بد روزی
طریق کام جستن چیست ترک کام خود گفتن | کلاه سروری آنست کز این ترک بر دوزی
جدا شد یار شیرینت کنون تنها نشین ای شمع | که حکم آسمان اینست اگر سازی اگر سوزی

بعجب علم نتوان شد ز اسباب طرب محروم — بیا زاهد که جاهل را زیاده میرسد روزی

ز نام زده قمری بطرف جویباران چیست — گر او نیز همچون من غمی دارد شبا روزی

به بستان رو که از بلبل طریق عشق گیری یاد
بمجلس آی کز حافظ سخن گفتن بیاموزی

بچشم مهر اگر با من همه یک نظر بودی — از آن سیمین بدن کامم بخوبی همچو زر بودی

ز شوق افشاندمی هر دم سری در پای جانانم — دریغا گر متاع من نه ازین مختصر بودی

اگر برقع برافگندی ازان رخ چو مه روشن — مدام از نرگس مستش جهان پر شور و شر بودی

هوش باز آمدی بر من ز مهر آن شاه خوبان را — گر از درد دل زارم یکی روزش خبر بودی

بوصلش گر رسد دستم ز هجران فرصتی بودی — مبارک ساعتی بودی چه خوش بودی اگر بودی

بگفتی کس بشیرینی چو حافظ شعر در عالم
اگر طوطی طبعش را ز لعل او شکر بودی

تمام شد
دیوان غزلیات حافظ

ترکیب بند

شاہی کہ پناہ ملک و دین ست — درخورد ہزار آفرین ست
نوباوۂ خاندان ملک ست — گلدستۂ بوستان دین ست
ہم نسل شہنشہ زمان ست — ہم لخت خلیفۂ زمین ست
آثار دلائل سعادت — تابندہ چو نورش از جبین ست
در ملک جہان بفر شاہی — انصاف تو کوکب یقین ست
در حسن اتم قدر او نہفتہ — فیروزۂ چرخ چون نگین ست
تیغش بمیان کفر و اسلام — سدیست ولیک آہنین ست

کلک از کف دست او ستادہ بار
شمشیر ببازوش سزاوار

ای سایۂ رحمت الٰہی — وی غنچۂ باغ بادشاہی
ہرگز بشمائل تو سروے — نارستہ ز بوستان شاہی
ہم چرخ جمال را تو مہری — ہم برج جلال را تو ماہی
درخواستہ از خدائے بیچون — بختت بدعائے صبحگاہی
بر نام تو مہر کردہ گردون — منشور اوامر و نواہی

بر سلطنت تو بی تکلف — تمکین تو می دهد گواهی
نام تو یقین که می برآرد — آوازه ز ماه تا بماهی

گردون که لطیفه‌ها برآرد
دری چو تو در صدف ندارد

ای خلعت ناکس بر تو زیبا — ای غرّهٔ دولت از تو غرّا
ای آمده نوعروس دولت — با شکل و شمائل تو شیدا
انوار شکوه و شهریاری — از روی مبارکت هویدا
بر قامت حشمت تو کوتاه — این اطلس نیلگون والا
بگذشت صدای هیبت عدالت — از سقف نهم رواق خضرا
بر شادی مجلس تو خورشید — بر کف کشیده جام صهبا
تا روی مبارک تو بیند — نرگس همه دیده گشته عمدا
از مهر تو ولیست از زمین گوشها — لولوی خوشاب گشته لالا

در قصر تو چرخ آستانی
کیوان به در تو پاسبانی

تا یار خدای باد یارت — جز عیش مباد هیچ کارت

هر آرزوی که در دل آید — ایام نهاده در کنارت
توفیق رفیق در یمینت — تائید ندیم در یسارت
نصرت که مباد از تو خالی — در رزم همیشه دستیارت
آراسته چون بهشت گیتی — از کوشش تیغ آبدارت
تا چرخ بپاست دور دورت — تا دهر بجاست کار کارت
جاوید بعون جاه و عزت — بادا همه چیز برقرارت
آسوده چو حافظ از خلائق — در سایهٔ بخت کامگارت

کارت همه حفظ ملک و دین باد
تا باد همیشه این چنین باد

ماهی چو تو آسمان ندارد — سروی چو تو بوستان ندارد
با روی تو آفتاب دیدم — نیکست ولیکن آن ندارد
از حسن تو چون کنم عبارت — کز هیچ صفت نشان ندارد
حیران شده ام که هیچ وصفی — در حوزهٔ رخت بیان ندارد
مرغیکه شود تو گرد پرواز — دیگر سر آشیان ندارد
هر دل که ز جان ندارد دوستت — میدان بیقین که جان ندارد

از بهر دلم کدام تیر است — کابروی تو در کمان ندارد

چشمت نظری بانید خفتست — مست است و سر جهان ندارد

منظور شهنشه است و از ناز — پروای شکستگان ندارد

سلطان زمانه ناصر الدین

شد معتصم بعز و تمکین

ساقی اگرت هوای ما هست — جز باده میار پیش ما شی

سجاده و خرقه در خرابات — بفروش و بیار چند می

گر زنده دلی شو ز مستان — در گلشن جان صدای نی

با درد در آبروی درمان — کونین نگر ز عشق لا شی

اسرار دلست در ره عشق — بهتر ز هزار حاتم طی

سلطان صفت آن بت پریوش — می آمد و خلق شهر از پی

مردم نگران بروی خوبش — وز شرم روان ز عارضش خوی

حافظ ز غم تو چند نالد — آخر دل من شکسته تا کی

با درد و غم تو یار باشم

وز عیش جهان کنار باشم

ترجیع بند

ای داده بباد دوستداری — این بود وفا که عهد یاری
آخر دل ریش دردمندم — تا چند بدست غم سپاری
از زلف تو حاصلی ندیدم — جز شیفتگی و بیقراری
ای جان عزیز بر ضعیفان — تا چند کنی جفا و خواری
هرچند که سوخته بجورم — کردم من خسته سازگاری
گفتم مگر از سر ترحم — دست از ستم و جفا بداری
چون نیست امید آن که روزی — بر عاشق خسته رحمت آری

آن به که ز صبر رخ نتابم
باشد که مراد دل بیابم

ای ساقی از آن می شبانه — درده دو سه جام عاشقانه
تا دست من ز عقل باقیست — از دست مده می مغانه
برداشته اند صوت داود — مرغان چمن ز آشیانه
ای مطرب با تو نیز یک دم — مگذار ز کف دف و چغانه
برگوی بیاد وصل جانان — چون عود بسوز دل ترانه

می نوش تو حافظا بشادی — تا چند خوری غم زمانه
دیریست که آتش غم دل را — در سینه همی کشد زبانه
چون نیست بهیچ گونه پیدا — دریای فراق را کرانه

آن به که ز صبر رخ نتابم
باشد که مراد دل بیابم

در سختی عشق اگر بمیرم — من دل ز غم تو بر نگیرم
بیباک دل ماه و خور نگیرد — گر سوی فلک رسد نفیرم
پیوسته کمان ابروانش — از غمزه همی زند بتیرم
نتوان بقلم نوشت شوقش — گر پیک فلک شود دبیرم
پیش عشقتم ار چه طفلم — طفل غم عشقتم ار چه پیرم
دارم سر آنکه همچو سعدی — بنشینم و پیش پیر گیرم
چون کرد زمانه دست بر کار — دور از تو ببند غم اسیرم

آن به که ز صبر رخ نتابم
باشد که مراد دل بیابم

ای غیرت لعبتان طناز — برقع ز رخ چو مه برانداز

تا من ز سر جهان بیکجی / برخیزم و تو بپیشکشم باز
ای دوست ز رگذر دیده / شد فاش میان مردمان راز
تا خود چه بود مرا سرانجام / در عشق چه هجر کرد آغاز
سرمایهٔ عمر داد بر باد / هر کو لعب لبم تو گشت انباز
در آتش عشق و محنت غم / بے سوز دلا چو عود دوم ساز
حالے چو نمیسد بد مراد ما / بوسیدن پای آن سرافراز

آن به که ز صبر رخ نتابم
باشد که مراد دل بیابم

آن سرو سمنبر گل اندام / از عارض تو خجل مه تمام
باز آی که هجر جانگداز ت / برد از دل من قرار و آرام
از دانهٔ خال و دام زلفت / مرغ دل من فتاده در دام
چون کام نشد بسعی حاصل / قانع شده ام بهجر ناکام
مائیم و غم فراق حالے / تا خود بکجا رسد سرانجام
جز محنت و درد گو بیا نیست / دور از تو نصیب من بایام
مقصود وجود حافظا چیست / جز صحبت یار و بادهٔ و جام

جاے چہلے شود مہیا — کامم دلم از تو اے دلارام

آن به که ز صبر رخ نتابم
باشد که مراد دل بیابم

ای راحت جان بی‌قرارم — امید دل امیدوارم

شادم بگفت که در همه حال — سوز غم تست سازگارم

تا رفته از کنارم ای دوست — یک باره ز خویش بر کنارم

در آرزوی وصال جانی — عمری به فراق میگذارم

امشب بگذشت خواهد از دوش — طوفان سرشک اشکبارم

تا مرگ نگیردم گریبان — من دست ز دامنت ندارم

چون هیچ نشد سببی حاصل — کام دل خسته فگارم

آن به که ز صبر رخ نتابم
باشد که مراد دل بیابم

ای زخم غم تو مرهم دل — عشق تو انیس و محرم دل

زلف تو کمند گردن جان — لعل تو نگین خاتم دل

ابروی تو بود شحنه جان — چون چشم تو گشت حاکم دل

او در دل ما و ما در آتش | ما را غم اوست نی غم دل
نزدیک شد آنکه من به دوری | گیرم سر خویش یابم دل
حافظ چه شود اگر بیابی | نورے ز حضور عالم دل
چون ملک وصال او نگردد | آسان آسان مسلم دل

آن به که ز صبر رخ نتابم
باشد که مراد دل بیابم

ساقی نامه

سر فتنه دارد دگر روزگار | من و مستی و فتنهٔ چشم یار
همی مانم از دور گردون شگفت | ولی نیست در روی مجال گرفت
فریب جهان قصهٔ روشن است | ببین تا چه زاید شب آبستن است
دلا در جهان دل مبند زینهار | که کس بر سر پل نگیرد قرار
همان مرحله ست این بیابان دور | که گم شد در او لشکر سلم و تور
همان منزل است این جهان خراب | که دیده ست ایوان افراسیاب
کجا رای پیران لشکر کشش | کجا شیده آن ترک خنجر کشش
نه تنها شد ایوان و کاخش به باد | که خانش ندارد کسی هم به یاد

چه خوش گفت جمشید با تاج و گنج — که یک جو نیرزد سرای سپنج
مغنی کجایی بگلبانگ رود — بیاد آور آن خسروانی سرود
ببستان نوید سرودی فرست — بیاران رفته درودی فرست
مغنی بزن چنگ پر ارغنون — ببر از دلم فکر دنیای دون
اگر خاطرم یابد آسایشی — که شد دور غم با دی آلایشی
مغنی بزن خسروانی سرود — بگو با حریفان بآواز رود
که از آسمان مژده فرصت است — مرا رجعه و عاقبت نصرت است
مغنی نوای طرب ساز کن — بقول و غزل قصه آغاز کن
که بار غمم بر زمین دوخت پای — بضرب اصولم برآور ز جای
مغنی ازین پرده نقشی برآر — ببین تا چه گفتا ز حرم پرده دار
چنان برکش آهنگ این داوری — که ناهید چنگی برقص آوری
مغنی دف و چنگ را ساز ده — بیاران خوش نغمه آواز ده
رهی زن که صوفی بحالت رود — بمستی وصلش حوالت رود
مغنی بیا است چنگ نیست — کفی بر دفی زن گرت چنگ نیست
شنیدم که چون غم رساند گزند — خروشیدن دف بود سودمند

مغنی کجائی که وقت گل ست | زبلبل چمنها پر از غلغل ست
همان به که خوشم بجوش آوری | دم چنگ را در خروش آوری
مغنی بیا عود در ساز کن | تو آئین نوائے نو آغاز کن
بیک نغمه در دم مرا چاره ساز | دلم نیز چون خرقه صد پاره ساز
مغنی کجائی که لطفے کنے | ز مے آتشے در دلم افگنے
برون آری از فکر خود یکدمم | که بس بر زنی کار و بار غمم
مغنی کجا ئے نوائے بزن | بیک تائے او دو تائے بزن
چو خواهد شدن عالم از ما تهی | گدائے بہ بے بہ ز شاهنشهی
مغنی بگو قول دیرواز ساز | که بیچارگان را توئی چاره ساز
تو بنمائے راه حریفیم زود | که بگشائیم از دیده صد زنده رود
مغنی بیا بشنو و کار بند | ز قول من این پند را بپسند
چو حسنم لشکر آرد بیارا صفے | ز چنگ و رباب و ز نای و دفے
مغنی تو سر مرا محرمی | ز نائے به نے زن دم همدمی
شبے دور کن در دلت گر غمیست | دمے پیش ما باز عالم بسیست
مغنی کجائی بزن بربطے | بیا ساقیا پر کن از مے بطے

کرانم نشینیم و صحبت کنیم ‌‌ ‌ دمے خوش برآریم و طیبت کنیم

مغنی ز اشعار من یک غزل ‌ ‌ ‌ باهنگ چنگ آر اندر عمل

که تا وجد را کار سازی کنم ‌ ‌ ‌ برقص آیم و خرقه بازی کنم

باقبال دارای دیہیم و تخت ‌ ‌ ‌ بهین میوهٔ خسروانی درخت

که تمکین او رنگ شاهی ازوست ‌ ‌ ‌ تن آسانی مرغ و ماهی ازوست

فروغ دل و دیدهٔ مقبلان ‌ ‌ ‌ ولی نعمت اهل صاحبدلان

جهاندار و دین پرور و تاجور ‌ ‌ ‌ که زو تخت نام گشت با زیب و فر

چه گویم در شرح آثار او ‌ ‌ ‌ که عقل است حیران در اطوار او

چو قدر بری از حد جست بیش ‌ ‌ ‌ سر اندازم از عجز و تشویر پیش

برآرم باخلاص دست دعا ‌ ‌ ‌ کنم روے در حضرت کبریا

که یارب بآلا و نعماے تو ‌ ‌ ‌ باسرار اسماے حسناے تو

بحق کلامت که آمد قدیم ‌ ‌ ‌ بحق رسول و بخلق عظیم

که شاه جهان باد فیروز بخت ‌ ‌ ‌ باقبال همواره با تاج و تخت

زمین تا بود مظهر عدل و جور ‌ ‌ ‌ فلک تا بود مرتفع جدی و ثور

خدیو جهان شاه منصور باد ‌ ‌ ‌ غبار غم از خاطرش دور باد

بحمد الله ملک خسرو جم نگین | شجاعے بمیدان دنیا و دین
بمنصوریت در جهان رفت نام | که منصور باشے برا عدا مدام
فریدون شکوهی در ایوان بزم | تهمتن نبردی بمیدان رزم
فلک را گهر در صدف چون تو نیست | فریدون و جم را خلف چون تو نیست
بتنها خراجت دهند از فرنگ | که مهراج باجت فرستد ز زنگ
اگر ترک و هندست و گر روم و چین | چه جم جمله دارے بزیر نگین
همائیست چترت همایون نظر | که دارد بسیط زمین زیر پر
بجاے سکندر بمان سالها | بدانا ولی کشف کن حالها
چو دریای وصفت ندارد کنار | ثنا را کنم بر دعا اختصار
ز نظم نظامے که چرخ کهن | ندارد چو او هیچ زیبا سخن
بیارم بتضمین سه بیت متین | که نزد خرد به ز در ثمین
ازان بیشتر کاوری در ضمیر | ولایت ستان باش و آفاق گیر
زمان تا زمان از سپهر بلند | بفتح دگر باش فیروزمند

ازان مے که جان داروے هوش باد
مرا شربتے و شاه را نوش باد

بیا ساقی آن آب آتش خواص / بمن ده که تا یابم از غم خلاص

فریدون صفت کاویانی علم / برافرازم از پشتی جام جم

بیا ساقی این نکته بشنو ز نی / که یک جرعه می به ز دیهیم کی

دم از سیر این دیر دیرینه زن / صلایی بشاهان پیشینه زن

بیا ساقی آن کیمیای فتوح / که با گنج قارون دهد عمر نوح

بده تا برویت گشایند باز / در کامرانی و عمر دراز

بیا ساقی آن ارغوانی قدح / که یابد ز فیضش دل و جان فرح

بمن ده که از غم خلاصم دهد / نشان ره بزم خاصم دهد

بیا ساقی آن می که جان پرور است / دل خسته را همچو جان درخور است

بده کز جهان خیمه بیرون زنم / سراپرده بالای گردون زنم

بیا ساقی آن می که حال آورد / کرامت فزاید کمال آورد

بمن ده که بس بیدل افتاده‌ام / وزین هر دو بی‌حاصل افتاده‌ام

بیا ساقی آن آب اندیشه سوز / که گر شیر نوشد شود بیشه سوز

بده تا روم بر فلک شیرگیر / بهم بر زنم دام این گرگ پیر

بیا ساقی آن بکر مستور مست / که اندر خرابات دارد نشست

بمن ده که بدنام خواهم شدن | مریدِ مے و جام خواهم شدن

ساقی نامه

بیا ساقی آن مے که حورِ بہشت | عبیرِ ملائک دران می سرشت
بده تا بخورے بر آتش کنم | دماغِ خرد را دمے خوش کنم
بیا ساقی آن مے که تیزی کند | بباغِ دلم مشک بیزی کند
بده تا بنوشم بیادِ کسے | که هستم ازغمش دردلم خون بسے
بیا ساقی از مے ندارم گزیر | بیک جام باقی مرا دستگیر
که از دورِ گردون بجان آمدم | روان سوے دیرِ مغان آمدم
بیا ساقیے از کنج دیرِ مغان | مشو دور کاینجاست گنجِ روان
درستا شیخ گوید مرو سوے دیر | جوابش چه گوئی بگو شب بخیر
بیا ساقی آن جامِ صافی صفت | که بردل کشاید درِ معرفت
بده تا صفاے درون آردم | دمے از کدورت برون آردم
بیا ساقی آن آتشِ تابناک | که زردشت میجویدش زیرِ خاک
بمن ده که در کیشِ رندانِ مست | چه دنیا پرست و چه آتش پرست
بیا ساقی اکنون که شد چون بہشت | ز روی تو این بزم عنبر سرشت

خذا الجام لا تنس فیه الجناح — کہ در باغ جنت بود می مباح

بیا ساقی آن جام یاقوت نوش — کہ هر دل کشاید در وقت خوش

بده وین نصیحت ز من گوش کن — جهان جمله مست است می نوش کن

بیا ساقی از بهر فنای عمر — ببین و نسے کن گدائی عمر

کہ مے عمر باقی بیفزایدت — در سے هر دم از غیب بکشایدت

بیا ساقی از مے طلب کام دل — کہ بے مے ندارم من آرام دل

گر از هجر جانان تن صبوری کند — دل از مے تواند کہ دوری کند

بیا ساقی این چه باشی کہ دهر — بر آنست کت خون ریزد بقهر

درین خون فشان عرصه رستخیز — تو خون صراحی بساغر بریز

بیا ساقی از من بکن سرکشی — کہ از خاکی آتش نه از آتشی

قدح پر کن از مے کہ مے خوش بود — خصوصا کہ صافی و بیغش بود

بیا ساقی آن راح ریحان نسیم — بمن ده کہ نه زر بماند نه سیم

ز رسے را کہ بینیک سلطنت در پیت — بمن ده کہ درمان دلها می ست

بیا ساقی آن بادهٔ لعل صاف — بده تا کی این شید و تزویر و لاف

ز تسبیح و خرقه هم ما مام — بمی رهن کن هر دو را والسلام

بیا ساقی آن بادهٔ روح بخش | بده تا نشینم بر پشت رخش
تهمتن صفت رو بمیدان کنم | بکام دل آهنگ جولان کنم
بیا ساقی از من برو پیش شاه | بگویش ز من کای شه جم کلاه
دل بیقراران مسکین بجوی | پس آنگاه جام جهان بین بجوی
بیا ساقی آن می که زان جام جم | زند لاف بینائی اندر عدم
بمن ده که باشم بتائید جام | چو جم آگه از سر عالم تمام
بیا ساقی آن جام پرکن ز می | که گویم ترا حال کسری و کی
بمستی توان در اسرار سفت | که در بیخودی راز نتوان نهفت
بیا ساقی آن می که عکسش ز جام | بکیخسرو و جم فرستد پیام
بده تا بگویم باواز نی | که جمشید کی بود و کاوس کی
بیا ساقی آن می که شاهی دهد | بپاکی او دل گواهی دهد
بمن ده که تا گردم از عیب پاک | خرامم بعشرت به تیره مغاک
بیا ساقی آن جام چون مهر و ماه | بده تا زنم بر فلک بارگاه
چو شد باغ روحانیان مسکنم | در اینجا چرا تخته بند تنم
بیا ساقی آن جام چون سلسبیل | که دل را بفردوس باشد دلیل

بمستم ده و در وے دولت ببین — جهان الم کن و گنج حکمت ببین

بیا ساقی از باده اے کهن — دو جامم پیاپے مرا مست کن

چو مستم کنی از مے دلخوشت — بمستی بگویم سرود خوشت

اگر همچو جمشید جام گیری بدست — ببینی در ان آینه هر چه هست

بمستی در پارسائی زنے — دم خسروی در گدائی زنے

که حافظ چو مستانه سازد سرود — ز چرخش دهد زهره آواز رود

تباشیر صبح از طبقهاے نور — بگوشش آید هر دم از لفظ دور

بیا تا خرد را قلم در کشیم — ز مستی بعالم علم برکشیم

ز جام دمادم دمے دم زنیم — زمے آب بر آتش غم زنیم

یک امروز با همدگر مے خوریم — چو فرصت نباشد دگر کے خوریم

که آنها که بزم طرب ساختند — به بزم طرب هم نپرداختند

ازین دامگه دیر باشے مغاک — برفتند و بردند حسرت بخاک

ازین تخت فیروزه فیروز کیست — ز ایام عمر آنکه بهروز کیست

دریغا دو اسے کہ برباد شد

خنک آنکه از عالم آزاد شد

بده ساقیا می که تا دم زنیم قلم بر سپهر دو عالم زنیم

سبکباش و رطل گرانم بده وگر فاش نتوان نهانم بده

که این چرخ و این انجم آبنوس بسی یاد دارد چو بهرام و طوس

بسی کوزه کوس بشکسته پیل زدندش به ناکام طبل رحیل

جز این مرکز هفت پرگار نیست جز این هفت پرگار پرگار نیست

تو در خانهٔ شش دری ششدری که او مانده تا بشکنی گنبدی

بر ایوان شش طاق خضرا نشین بمنزلگه جان نشیمن گزین

بده ساقی آن آب آتش نشان ازان پیش کز ما نیابی نشان

که در آتش ست این دل زردم همانا که آبی بر آتش زنم

که فیروزه سرخ منوچهر چهر شنیدم که در عهد بوزرجمهر

نوشته ست بر جام نوشیروان که بفزای از جام نوشین روان

اگر پور زالی وگر پیر زال پستان نمانی شوی پایمال

زمین بشنو ای پیر آموزگار مکن تکیه بر گردش روزگار

گر این منزل بد دو جای غم ست درین دانگه شادمانی کم ست

بده ساقی آن لعل یاقوت رنگ که بر دارد از رخ لعل و یاقوت رنگ

روان در ده آن می چو آب روان | نه آب روان کآفتاب عیان

شهانی که اینجا نشستند شاد | برفتند و از کس نکردند یاد

کدام ست جام جم و جم کجاست | سلیمان کجا رفت و خاتم کجاست

که میداند از فیلسوفان کسے | که جمشید کے بود و کاوس کے

چو سوی عدم گام برداشتند | درین رقعه جز نام نگذاشتند

چه بندی دل اندر سپنجی سرای | که چون بگذری باز مانی بجاے

دران بستن دل ز دیوانگیست | باو آشنائی ز بیگانگیست

درین دار ششدر نیابی تو کام | وبال مجال و مقام مقام

برو خط کن این رفته ادوار را
قلم درکش این رفته پرگار را

بده ساقی آن آب آتش خواص | کز آن لکه یابم ز آتش خلاص

بدین سقف نه پایه شش رواق | توان زد یکی جام می چار طاق

درین ده که رخت سیاوش زدند | که پیران ده را آتش کشند

اگر ما فلاطون نه بزرد دیوانه شو | مریز آب خرد خاک میخانه شو

دم از دل زنی دردی درد کش | دم گرم خواهی دم سرد کش

مریزید بر گور من جز شراب … میارید در ماتم جز رباب
ولیکن بشرطیکه در مرگ من … ننالد بجز مطرب چنگ زن

تو خود حافظا سر ز مستی متاب
که سلطان نخواهد خراج از خراب

مثنوی

الا ای آهوی وحشی کجائی … مرا با تست بسیار آشنائی
دو تنها و دو سرگردان بیکس … دد و دام اندر کمین از پیش و از پس
بیا تا حال یکدیگر بدانیم … مراد هم بجوئیم ار توانیم
که می‌بینم درین دشت مشوش … چراگاهی ندارم خرم و خوش
که خواهد شد بگوئید ای حبیبان … رفیق بیکسان یار غریبان
مگر خضر مبارک پے درآید … ز یمن همتش این ره سرآید
مگر وقت عطا پروردن آمد … که فالم لاتذرنی فردا آمد
که روزی رهروی در سرزمینی … همی گفت این معما با قرینی
که ای سالک چه در انبانه داری … بیا دامی بنه گر دانه داری
جوابش داد و گفتا دانه دارم … ولی سیمرغ میباید شکارم

بگفتا چون بدست آری نشانش / که او خود بی‌نشان است آشیانش

چو آن سرو روان بکار دانی / ز ملک دیده مسکن پاسبانی

بده جام می و پای گل از دست / ولی غافل مشو از چرخ بدمست

لب سرچشمه و بر طرف جوئی / کم اشک و باذر گفتگوئی

بیاور تشنگان دو دستداران / توافق کن تو با ابر بهاران

چو نالان آبدستان بر روان پیش / [illegible] ز آب دیده خویش

نگر وان همدم دیرین مدارا / مسلمانان مسلمانان خدارا

چنان [illegible] ز دستش جدا لی / کر گرولی [illegible] نشانی

برفتار دلم خوشتا نشم حزین کرد / برادر با برادر کی چنین کرد

مگر خضر مبارک پی تواند / که این تنها بآن تنها رساند

بیا از من چو دزد آرد بدین ساز / که خورشید غنی شد کیسه پرداز

تو گوهر بین و از خر مهره بگذر / ز طرز دیگران بگذر و شهره بگذر

چو من ماهی کلک آرم بتحریر / تو از نون والقلم می پرس تفسیر

مقامات الفصوحت گر همین است / که حکم انداز هجران در کمین است

روان را با خرد در هم سرشتند / دران تخمی که حاصل بود کشتند

بیاور نکهتی زان طیب امید — مشام جان معطر ساز جاوید
که این نافه ز چین جیب حورست — نه زان آهو که از مردم نفورست
درین وادی ز بانگ چنگ بشنو — که صد من خون مظلومان بیک جو
پر جبریل را اینجا بسوزند — بدان تا کودکان آتش فروزند
سخن گفتن کرا یارست اینجا — تعالی الله چه استغناست اینجا

برو حافظ درین معرض زبان دم
سخن کوتاه کن والله اعلم

فی المقطعات

گر کسان قند رمی بدانند سے — شب بخفتند و زر نشانند سے
تا کهسار از چه عود کنند — پاسبانان باد نشانند سے
پس هر خوشه کنیزک ترک — نشانند سے گلشن برانند سے

قطعه

خسروا دادگرا شیر دلا بحر کفا — ای کمال تو بانواع هنر ارزانی
همه آفاق گرفت و همه اطراف گشاد — صیت مسعودی و آوازه شه سلطانی
گفته باشد گرت ملهم غیب احوالم — اینکه شد روز سپیدم چو شب ظلمانی

در دو سال پنجه شد ختم پادشاه و وزیر ۔۔۔ همه بربود به یک دم فلک به چیرگانی

دوش در خواب چنان دید خیالم که سحر ۔۔۔ گذر افتاد بر اصطبل شهم پنهانی

بسته بر آخور او استر من جو میخورد ۔۔۔ توبره افشاند بمن گفت مرا میدانی

هیچ تعبیر نمیدانمش این خواب که چیست ۔۔۔ تو بفرما که ز فهم هم نداری ثانی

ایضاً

پادشاها لشکر توفیق همراه تو اند ۔۔۔ خیز اگر بر عزم تسخیر جهان زه میکنی

با چنین جاه و جلال از پیشگاه سلطنت ۔۔۔ آگهی و خدمت دلهاے آگه میکنی

با فریب این خم زنگار گون نیلفام ۔۔۔ کار بر وفق مراد بخت شاه میکنی

آنکه ده با هفته و نیم آورد پس دو می کرد ۔۔۔ فرصتت بادا که هفت و نیم را ده میکنی

ایضاً

سال و فال و مال و حال و اصل و نسل و تخت و بخت ۔۔۔ بادشا اندر هر دو گیتی برقرار و بردوام

سال خرم فال نیکو مال افزون حال خوش ۔۔۔ اصل ثابت نسل باقی تخت عالی بخت رام

ایضاً

شاها مبشرے ز بهشتم رسیده است ۔۔۔ رضوان سرشت حور روش سلسبیل خوے

خوش لفظ و پاک معنی و موزون و دلفریب ۔۔۔ صاحب خیال نازک و خوب و لطیفه گوے

گفتم درین رساله چه ز بهر چه آمدی / گفتا ز بهر مجلس شاه غریب جوی

اکنون ز صحبت این مفلس بجان رسید / نزدیک خویش خوانش و کام دلش بجوی

در شکایت قاضی حاکم گوید

آن کیست تا بحضرت سلطان رساند / کز جور چرخ گم شتر و گربه با پدید

رندی نشسته بر سر سجادهٔ قضا / خیری دگر بمرتبهٔ سروری رسید

آن رند گفت چشم و چراغ جهان منم / آن خیر گفت همچو منی در جهان که دید

ای آصف زمانه ز بهر خدا بگوی / با آن شخصی که دولت او باد بر مزید

شاها روا مدار که مفعول من یزاد / گردد بروزگار تو فعال ما یرید

ایضاً فی الشکایة

دل منه ای جان من بر عهد شاه و وزیر / کس نمیداند که کارش از کجا خواهد گشاد

رو توکل کن نمیدانی که نوک کلک من / نقش هر صورت که زد رنگی دگر بیرون فتاد

شاه هرموزم ندیدی بی سخن صد لطف کرد / شاه یزدم دید و مدحش گفتم و هیچم نداد

کار شاهان اینچنین باشد تو ای حافظ مرنج / داور روزی رسان توفیق و نصرتشان دهاد

ایضاً

گفتند شعر من ز نبفشه شکر رباست / زان غیرت طبرزد و کعب الغزال شد

باد او انش تیغ که عیبینات گفت | خاکش بسر که منکر آب زلال شد

آنکس که کور زاد ز مادر بعمر خویش | کے مشتری دلبر صاحب جمال شد

در تقاضاے وظیفه فرماید

بسمع خواجه رسان ای نسیم وقت شناس | بهنگامی که دران انجمن صبا باشد

لطیفه بیان آر و خوش بخند انش | بشکند که دلش را دران رضا باشد

پس آنگهی ز کرم آن قدر بپرس ز لطف | که گر وظیفه تقاضا کنم روا باشد

فی الشکایة

ز دانش مطالعه بے بهره باشد | که از دنیا بشادی بهره جوید

بود از شرب شادی صائم الدهر | که جانا بهر طرب از دهر جوید

کسے چون نوشدارو جوید از زهر | که این نوشدارو ز زهر جوید

ایضاً

بلبل اندر ناله و گل خنده خوش میزند | چون نسوزد دل که دلبر می آتش میزند

تا خوشیها دیده ام زان تن ابریشمینه پوش | من غلام مطربم کابریشم خوش میزند

زاهد از تیر مژگانش حذر کردن چه سود | زخم پنهان چون بزی کمان خوش میزند

ایضاً

روح القدس آن سروش فرخ	از قبهٔ طارم زبرجد
میگفت سحرگهان که یا رب	در دولت و حشمت مخلد
بر مسند خسروی بماناد	منصور مظفر محمد

ایضاً

تو نیک و بد خود هم از خود بپرس	چرا دیگری بایدت محتسب
ز بد دور باش و بنیکی بکوش	مکن عمر ضائع بلهو و لعب
چو دانی که روزی رسانند تا خداست	مدار از طمع قلب را منقلب
و من یتق الله یجعل له	و یرزقه من حیث لا یحتسب

ایضاً

بگوش هوش سروش غیبی ندا در داد	ز حضرت احدی لا اله الا الله
که ای عزیز کسی را که خواریست نصیب	یقین بدان که نیاید بزور منصب و جاه
بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد	گلیم بخت کسی را که بافتند سیاه

ایضاً

آن حبهٔ خضرا خور کو بودی سبک روحی	هر کو بخورد یکسر بر چرخ زند سیمرغ
آن ذره که اعضا را در لولوه اندازد	یک ذره و صد مستی یک حبه و صد سیمرغ

در نکوهش بدخویان گوید

سگ بران آدمی شرف دارد — که دل مردمان بیازارد

این سخن را حقیقتی باید — تا معانی بدل فرود آید

آدمی با تو دوست در معلوم — سگ ز بیرون آستان محروم

حیف باشد که سگ وفا دارد — و آدمی دشمنی روا دارد

فی الشکایة

ساقیم دوش باده نفرستاد — آن خطا این خطا بسی ارزد

لعل و یاقوت جام او گوئی — ملک ملک رقاب بسی ارزد

قطعه پیش او فرستادم — که بصد خم شراب بسی ارزد

ایضاً

ای باد صبا اگر توانی — از راه وفا و مهربانی

از من خبری ببر بیارم — کز غصه تو در نهانی

می میرم ز اشتیاق و میگفت — ای بی تو حرام زندگانی

ایضاً

شراب لعل مروق بجام گفت که من — چهار گوهرم اندر چهار پاسی دام

دمادم به تاک و عقیق در شیشه — سهیل در شبنم و آفتاب اندر جام
مرا حرام که گوید که وقت خوردن من — حلال زاده برون آید از نتاج حرام

در شکایت فرماید

ای معز اصل عالی جوهرت از جعد حرص — وی سپهر افراشته همچون اخترت از زرق و ریو
از بزرگی کی روا باشد که تشریفات را — از فرشته بازگیرد وانگهی بخشد به دیو

مطایبه

سرای مدرسه و بحث علم و طاق و رواق — چه سود چون دل دانا و چشم بینا نیست
سرای قاضی یزد ارچه منبع فضل است — خلاف نیست که علم نظر در آنجا نیست

فی الوعظ

ای که از روزگار می طلبی — فرح و عیش و خرمی و طرب
فکر مال و منال و حشمت و جاه — همه بگذار و ساغری بطلب

فی التاریخ

بروز کاف و الف از جمادی الاولی — بسال ذال و دگر نون جاعل الاطلاق
خدایگان سلاطین مشرق و مغرب — خدیو کشور لطف و کرم به استحقاق
سپهر حلم و حیا آفتاب جاه و جلال — جمال دنیی و دین شاه شیخ ابو اسحاق

گذاشت عرصهٔ میدان خود بتیغ عدم | نهاد بردل احباب خویش داغ فراق

ایضاً

بروز بیست ششم سادس ز ماه ذیحجه | بسال هفصد و هشتاد از جهان ناگاه
ز شاهراه سعادت بباغ رضوان رفت | وزیر کامل ابو نصر خواجه فتح الله

ایضاً

آصف عهد زمان جان جهان توران شاه | که درین مزرعه جز دانهٔ خیرات نکشت
ثالث هفته بد از ماه صفر کافتاد الف | که بگلشن شد و این خانه پر دود بهشت
آنکه میلش سوی حق بیش ز حد گویی بود | سال تاریخ وفاتش طلب از سیل بهشت

ایضاً

سرور اہل عشق شمع جمع انجمن | صاحب صاحبقران حاجی قوام الدین حسن
هفصد و پنجاه و چار از هجرت خیر البشر | مهر را جوزا مکان و ماه را خوشه وطن
سادس ماه ربیع الاول اندر نیمروز | روز آدینه بحکم کردگار ذوالمنن
مرغ روحش کان همای آسمان قدر بود | شد سوی دار بهشت آزاد از دار محن

ایضاً

مجد دین سرور سلطان قضاة اسمعیل | که زدی کلک بیانش ز شرع نطق

تا فیہ ہفتہ بود از ماہ رجب نیمے روز | کہ برون رفت ازین منزل بی ضبط و نسق
گشت رحمت حق منزل او دان آنکہ | سال تاریخ وفاتش طلب از رحمت حق ۷۵۶

ایضاً

رحمان لا یموت چو آن پادشاہ را | دید آنچنان کہ شد و شمل خیر الیفوت
جانش غریق رحمت حق کرد تا کند | تاریخ این معاملہ رحمن لا یموت

فی التاریخ

اعظم قوام دولت و دین آنکہ بر درش | از بہر خاک بوس نمودے فلک سجود
با آن وجود و آن عظمت زیر خاک رفت | در نصف ماہ ذی القعدہ از عرصہ وجود
تا کس امید جود ندارد ز کس دگر | آمد حروف سال وفاتش امید جود

ایضاً

بلبل و سرو و سمن یاسمن و لالہ و گل | ہست تاریخ وفات خسرو سنبل کاکل
خسرو روی زمین شاہ زمان بو اسحق | کہ بہ طلعت ازو نازد و خندد بر گل
جمعہ بست و یکم ماہ جمادی الاولے | در پسین بود کہ پیوستہ شد از جزو بکل

تاریخ وفات قاضی بہاء الدین وگردان

بہاء الحق والدین طاب مثواہ | امام سنت و شیخ جماعت

چو میرفت از جهان این بیت می خواند — بر اهل فضل و ارباب براعت
بطاعت قربه بیند و بیتوان یافت — قدم در نه گرت هست استطاعت
بدین دستور تاریخ وفاتش — برون شد از حروف قربه طاعت

ایضاً

آن میوهٔ بهشتی کامد بدست ای جان — در دل چرا نکشتی از کف چرا بهشتی
تاریخ این حکایت گر از تو باز پرسند — بر جای آتشش فرو خوان از میوهٔ بهشتی

ایضاً

برادر خواجه طالب طالب شاه — امام سنت و بعد از ممات شاه
بسوی روضهٔ رضوان روان شد — پس از پنجاه و ده سال از حیاتش
خلیل پادشاهش پیوسته بر خوان — وز آنجا فهم کن سال وفاتش

ایضاً

صباح جمعه و سادس ربیع اول — که گشت فرقت آن مه بکشتنم عامل
بسال هفتصد و شصت و چهار از هجرت — چو آب حل شده هم این دقیقه مشکل
دریغ و درد و تأسف کجا دهد سودی — کنون که عمر بیازیچه رفت بی حاصل

فی المسیحیه

دلا دیدی که آن فرزانه فرزند — چه دید اندر خم این طاق رنگین
بجای لوح سیمین در کنارش — فلک بر سر نهادش لوح سنگین

فی الحکمة

مدتی در طلب مال جهان کردم سعی — تا آخر خبرم شد که ز نقصش ضررست
عوض هر چه فلک داده بمن باز ستد — نکند فائده فریاد جوانی چه سرست
عمر ضائع شد و از مال زیانی وارد — اندوه عمر کنون از همه غمها بترست
بعد ازین یک نفسی از عمر مبارک دو جهان — نزد دشمن که بچشم دو جهان مختصرست
گنجها یافته ام در دل ویران هنر — گرچه بی بهر ز پیش ضمیرم که سراسر هنرست
بعد ازین هرچه رسد از بد و نیک است حافظا — غم مخور شاد بزی زانکه جهان درگذرست

فی النصیحة

هر که آمد در جهان پر ز شور — عاقبت بیبایدش رفتن بگور
در ره عقبی ست دنیا چون پلی — بی بقا جائی و ویران منزلی
دل منه برین پل پر ترس و بیم — برگ ره ساز و مشو اینجا مقیم
نزد اهل معنی این کاخ سپنج — هست چون ویرانهٔ خالی ز گنج
دور باش از دوستی مال و جاه — زانکه مالت مار و جاهت هست چاه

من گرفتستم فرو تو بهرام گور ... طراهی الستاد آخر اندر دام گور
گر نه کوری گور سے بین گفت ... یک زبان بیکار منشین گفت

هیچ کس نیست زین منزل گزیر ... از گدا و شاه و از برنا و پیر
اے که بر ما بگذری دامن کشان ... از سر اخلاص الحمدے بخوان

فی النصیحه

فساد چرخ ندیدیم و نشنویم هنوز ... که چشمها همه کور ست و گوشها همه کر
بسا کسان که سه دهر باشدش بالین ... بعاقبت از گل و خاک باشدش بستر
چه فائده ز زره با گشاد تیر قضا ... چه منفعت ز سپر با اتفاق تیغ قدر
اگر ز آهن و فولاد سود حصن کنے ... حوالہ چون برسد زود اجل بکوبد در
بروشنی خوش و عیش و نوش غره مشو ... که ظلمت از پی نور ست و زهر زیر شکر
رسیده که بر تو نیابند از چنین سپهر ... درکی بر تو گشایند از هوا کشاسے
براو تو همه چاه است سر نهاده مرد ... بجام تو همه زهر ست ناچشیده مخور
عیار چرخ بگیر و نهاد در نگر ... بسا طایب حسن بخت و لباس از بر

فی التعزیه

دل مسته بر دنیا و اسباب او ... ز آنکه از وے کس وفاداری ندید

کس عسل بی نیش ازین دکان نخورد ‏— کس رطب بے خار ازین بستان نچید
هر کہ ایامے چراغے بر فروخت ‏— چون تمام افروخت بادش در دمید
بے تکلف هر کہ دل بر شے نهاد ‏— چون بدیدم خصم خود مے پرورید
شاہ غازی خسرو گیتی ستان ‏— آنکہ از شمشیر او خون مے چکید
گہ بیک حملہ سپاہے می شکست ‏— گہ بہوئے قلب کوہے مے درید
سروران را بیگنہ می کرد حبس ‏— گردنان را بے سخن سر مے برید
از نهیبش پنجہ می افگند شیر ‏— در بیابان نام او چون می شنید
عاقبت شیراز و تبریز و عراق ‏— چون مسخر کرد وقتش در رسید
آنکہ روشن بد جهان بینش باو ‏— میل در چشم جهان بینش کشید

فی المدح

بعهد سلطنت شاہ شیخ ابو اسحاق ‏— به پنج شخص عجب ملک فارس بود آباد
نخست پادشهے همچو او ولایت بخش ‏— کہ جان خویش بپرورد و داد عیش بداد
دگر مربی اسلام شیخ مجد الدین ‏— کہ قاضیے بہ ازان آسمان ندارد یاد
دگر شهنشہ دانش عضد کہ در تصنیف ‏— زمین همت او کارهای بستہ گشاد
دگر بقیہ ابدال شیخ امین الدین ‏— بنائے کار مواقف بنام شاہ نهاد

دگر قوم چو حاجی توام دریا دل — که نام نیک ببرد از جهان بخشش داد
نظیر خویش نه بگذاشتند و بگذشتند — خدای عز و جل جمله را بیامرزاد

فی المطایبة

ترسیم ... نگار او در ره ترسند چند — بدان دلیل که القاص لا یحب القاص
بر حیثیت دوری همراهی و دیگشتن او — زمانه نیست درآمد که اکبر ح قصاص

مخمس

در عشق تو ای ... هم چنانم — اگر هستی خویش در گمانم
هر چند که زار و ناتوانم — گر دست دهد هزار جانم

در پای مبارکت فشانم

کو بخت که از سر نیازی — در حضرت با چون تو دلنوازی
سر در قدمت نهم ز شرازی — هیهات که چون تو شاهبازی

تشریف دهد در آشیانم

ای بسته کمر زدر دوزن نیک — بر خون تمام ترک و تاجیک
در مسکن حاجی الممالک — گر خانه محقر است و تاریک

در دیده ار روشنت فشانم

هرچند ستمگری ترا خوست
کم کن تو جفا که این نه نیکوست
گیرم که دلت ز آهن و روست
آخر بسرم گذر کن ای دوست

انگار که خاک آستانم

گفتی که چه کشتیم بزاری
زان پس ره مرحمت سپاری
بر دل رستم وفا نگاری
تو خود سر وصل ما نداری

من عادت بخت خویش دانم

من از تو بجز وفا نجویم
بیرون ز گل وفا نه بویم
الّا ره بندگی نپویم
اسرار تو پیش کس نگویم

اوصاف تو پیش کس نخوانم

گر غمزهٔ تو زند به تیرم
گر ترک فلک کند اسیرم
یک دم نبود ز تو گزیرم
من ترک وصال خود نگیرم

الّا بفراق جسم و جانم

گیرم نه ره وفا کشودیم
نه کم سر مهر می فزودیم
نبود مهر آنچه می نمودیم
آخر نه من و تو دوست بودیم

عهد تو شکست و من همانم

اگر سر ببری بتیغ تیزم — از کوی وفا بتا نخیزم

ور زانکه کنند ریز ریزم — من معتقد مهر تو نیزم

الا که بریزد استخوانم

آنانکه نشان بعهد جویند — جز راه مزار من نپویند

خاک من زار چون ببویند — گر نام تو بر سرم بگویند

فریاد برآید از روانم

گر بگذرم به پیش خیلی — هر یک بصفا به از سهیلی

جز تو نکنم بغیر میلی — مجنون نیم ار بهای لیلی

ملک عرب و عجم ستانم

گشتم صنما در آرزویت — آشفته چو تیره دل چو مویت

هر چند نمی رسم بکویت — شب نیست که از فراق رویت

زاری بفلک نمی رسانم

ای دل تو اصل شادمانی — دائم براد دل بسانی

احسا فظا بخود بگو عیانی — هر جا که به سرم برانی

سد دل ستا ز خویشتن مرانم

فی الرباعیات

جز نقش تو در نظر نیاید ما را — جز کوی تو رهگذر نیاید ما را
خوش آمده خواب جمله را در دیده — حقا که بچشم در نیاید ما را

رباعیه

برگیر شراب طرب انگیز و بیا — پنهان ز رقیب سفله بستیز و بیا
مشنو سخن خصم که بنشین و مرو — بشنو ز من ای نگار و برخیز و بیا

رباعیه

روزیکه فلک از تو بریده است مرا — کس با لب پر خنده ندیده است مرا
چندان غم هجران تو بر دل دارم — من دانم و آنکه آفریده است مرا

رباعیه

شاها چو ز ابر نقش و علم و سخا — آن مرد منم که می نشاندم بسزا
بدخواه چه کید کرد ناگه که از آن — امروز نکرد خاطرت یاد مرا

رباعیه

با دوستان نشین و باده و جام طلب — بوس از لب آن سرو گل اندام طلب
مجروح چو راحت جراحت طلبد — تو از سر چشمه نیش حجام طلب

رباعیه

گفتم که اگر باتفاق اصحاب
در موسم گل ترک کنم بادهٔ ناب
بلبل ز چمن نعره‌زنان داد جواب
کای بیخبران فصل گل و ترک شراب

رباعیه

ای قبلهٔ هر که مقبل آمد کویت
رشتهٔ دل جمله نیکبختان سویت
امروز کسی کز تو بگرداند رو
فردا که بدانم و چه بیند رویت

رباعیه

ای سایهٔ آفتاب لطفت سیبت
شب پوش شده ز هفته طرف نگارست
ایضاً
ای شام شکسته از خط مشکینت
وی صبح جبینت کش ز روی تو

رباعیه

امروز که روز فرقت احبابست
نه وقت نشاط و عیش اصحابست
هشیار از آن نیم که شیشه نیست مرا
مستی هست ولی حریف نایابست

رباعیه

آن ترک پری چهره که قصد جان داشت
مانند پری چهره ز من پنهان داشت
گفتم دهن تنگ تو گویی هیچ است
گفتا که ازین هیچ طمع نتوان داشت

رباعیه

با آنکه دلم در غم عشقت خون است | حسن تو ز ادراک خرد بیرون است
در زلف تو بیچاره غریب است دلم | یا رب که در آن شام غریبی چون است

رباعیه

تو به رخی خورشید ترا بنده شده است | تابندهٔ تو شده است تابنده شده است
زان روی که از شعاع روی مه تو | خورشید منیر و ماه تابنده شده است

رباعیه

تا مرغ دلم فتاده در دام غمت | بر گردن دل شده است همچو حمایل غمت
از شربت جام دهر بیزار شدم | تا خون جگری خورم از جام غمت

رباعیه

چون چنگ سر زلف تو ام در چنگ است | هر لحظه دلم را به بت آهنگ است
شد پستهٔ تنگ تو دلم را روزی | یا رب که دل خسته چه دری تنگ است

رباعیه

در کوی تو بیگانه تر از ما کس نیست | نزدیک تو بیگانه تر از ما کس نیست
در سلسلهٔ لتابت آویخته ام | زان روی که دیوانه تر از ما کس نیست

رباعیه

در شوخی و دلبری بتی من طاق است — بیچاره دلم بوصل او مشتاق است
پسته دهن و لاله رخ و نسرین تن — شیرین سخن و ظریف و سیمین ساق است

رباعیه

می نوش که عمر جاودانی این است — خاصیت روزگار فانی این است
هنگام گل و لاله و یاران سرمست — خوش باش دمی که زندگانی این است

رباعیه

ای روی تو در لطافت آئینه روح — خواهم که قدح ماهی خیالت صبوح
در دیده کشم وصل رخسار تو دوام — ترسم که شود پای خیالت مجروح

رباعیه

ای دل بوفا جانم وصالم در داد — چون مست شدم دام جفا از سر داد
برد آب ز دو دیده و آتش دل — خاک ره او شدم بباد در داد

رباعیه

ای گل ز بر همنفسی مے آید — شادی بدلم از دلبے مے آید
پیوسته از آن دمی کنم همدمیش — کز بوے دلم بوی کسے مے آید

رباعیه

بردار دل از بادر دهرای فرزند　　با نصف اخیر شو هرش در پیوند
ای قلب بمانی اینچنین تقادی　　چون حافظ اگر شوی بویش خرسند

رباعیه

با یار کسی دست در آغوش نکرد　　تا ترک زر و سیم دل هوش نکرد
بی زر بت شوخ دیده هرگز سخنم　　با آنکه چه گوهر است در گوش نکرد

رباعیه

با مردم نیک بد نے باید بود　　در بادیه دیو و دد نے باید بود
مفتون معاش خود نے باید شد　　مغرور بعقل خود نے باید بود

رباعیه

با مے بکنار جوی مے باید بود　　وز غصه کناره جوی مے باید بود
چون عمر گرانمایه ده روز است　　خندان لب و تازه روی مے باید بود

رباعیه

تا حکم قضاے آسمانی باشد　　کار تو همیشه شادمانی باشد
گر جام مئے ز دست تو نوش کنم　　سرمایهٔ عمر جاودانی باشد

رباعیه

چون غنچهٔ گل قرابه پرداز شود | نرگس بهوای می قدح ساز شود
خرم دل آن کسی که مانند حباب | هم بر در میخانه سرافراز شود

رباعیه

جان در خم زلف یار جای طلبید | وز بند بلا گره گشایی طلبید
جان پیشکش ابروی جانان کردم | چون حاجب او قبول جای طلبید

رباعیه

خطت بسراپردهٔ مه میگردد | بازار نکوئیت تبه میگردد
از سنبل و در دیغ زن میگفتی | پیداست که روی کی سیه میگردد

رباعیه

خوبان جهان صید توان کرد بزر | خوش خوش بر ایشان توان خورد بزر
نرگس که کلهدار جهان ست ببین | کان نیز چگونه سر آورد بزر

رباعیه

راه طلب تو خار غمها دارد | گویا هر شب که این قدمها دارد
دانی تو که رد شناس عقل ستان کر | بر چهرهٔ جان چه سراغ غمها دارد

رباعیہ

روزے کہ فراق از تو دورم سازد — در ہجر رخ تو ناصبورم سازد

گر چشم بروئے دگرے باز کنم — حق نمک حسن تو کورم سازد

رباعیہ

زان بادۂ دیرینۂ دہقان پرورد — در دہ کہ بباد عمر طے خواہم کرد

مستم کن و بیخبر ز احوال جہان — تا سر جہان بگویمت اے سرہ مرد

رباعیہ

شیرین دہنان ہمہ بپایان نبرند — صاحب نظران عاشقی جان نبرند

معشوق چہ پر مراد دل اے تو بود — نام تو میان عشقبازان نبرند

رباعیہ

گویند کہ ما نیکہ ز مے پرہیزند — زانسان کہ بمیرند چنان برخیزند

ما با مے و معشوق از آنیم مدام — تا بو کہ ز خاک ما چنان برخیزند

رباعیہ

من بندۂ آن کسم کہ شوقے دارد — بر گردن خود ز عشق طوقے دارد

تو لذت عشق و عاشقی کے دانی — این بادہ کسی خورد کہ ذوقے دارد

رباعیه

نه دولت دنیا بستم می ارزد
نه لذت هستی به الم می ارزد
نه هفت هزار سال شادی جهان
با محنت یک روز غم می ارزد

رباعیه

وقت است که مستان لب لب چنگ زنند
و اندر سر معشوق تا رباب آویزند
یک چند تقاص عمر فانی شده را
در جام و قدح خون صراحی ریزند

رباعیه

هجرت که بجان من درویش آمد
گویی نمکی بر جگر ریش آمد
می ترسیدم کز تو شوم روزی دور
دیدی که همان روز بدم پیش آمد

رباعیه

هم خاطر تو بر من غمناک افتد
گر گل ز صبا بر خس و خاشاک افتد
گو خاک بهست شوم فرق بر من باک
حیف است که آواز تو بر خاک افتد

رباعیه

هر دوست که دم زد ز وفا دشمن شد
هر راهروی که بود رهزن شد
گویند شبها آبستن غیب است برد
چون مرد ندیدا که آبستن شد

رباعیه

یا کار بکام دلِ مجروح شود	یا مرغِ دلم بر فلکے ممدوح شود
امید من آنست بدرگاه خدا	کابواب سعادت همه مفتوح شود

رباعیه

یارب چو نکرد بختِ شوریده چه سود	شادی چو ندید این دل غمدیده چه سود
آن مردم دیده بود کز دیده برفت	چون مردمِ دیده نیست در دیده چه سود

رباعیه

ایام شباب ست شراب اولی تر	هر غمزده مست و خراب اولی تر
عالم همه سر بسر خرابست و خراب	در جائے خراب هم خراب اولی تر

رباعیه

سیلاب گرفت گردِ ویرانهٔ عمر	آغاز پرے نهاد پیمانهٔ عمر
بیدار شو اے خواجه که خوش خوش بکشد	حمال زمانه رخت از خانهٔ عمر

رباعیه

در بندش آویختم از روی نیاز	گفتم من سودازده را چاره بساز
گفتا که لبم بگیر و زلفم بگذار	در عیشِ خوش آویز نه در عمر دراز

رباعیه

دوش از غم تو دیده نخفتم تا روز
یاقوت بنوک مژه سفتم تا روز
درد تو بکس نمیتوانم گفتن
هم با دل خویشتن بگفتم تا روز

رباعیه

مردی ز کننده در خیبر پرس
اسرار کرم ز خواجه قنبر پرس
گر تشنه فیض رحمتی ای حافظ
سرچشمه آن ز ساقی کوثر پرس

رباعیه

ای دوست دل از جفای دشمن درکش
با روی نکو شراب روشن درکش
باردی نکو گوی گریبان بگشای
وز نا اهلان تمام دامن درکش

رباعیه

چشم تو که سحر بابل است استادش
یا رب که فسونها نرود از یادش
آن زلف که کرد حلقه در گوش جمال
آویزه در ز نظم حافظ بادش

رباعیه

بنگر ز چمن پامال مست شده گل
از گریه ابر بهمن آگه شده گل
سرو از چه بآزادی خود می نازد
از راستی که داشت شد بنده گل

رباعیه

چون جامه ز تن بکشد آن مشکین خال — حقا که ز نظلیف قمر ندارد دنبال
در سینه دلش ز نازکی بتوان دید — مانند سنگریزه در آب زلال

رباعیه

هرگز نکنی یاد من ای شمع چگل — نزد من اگرچه هست کاری مشکل
دردی که من از غم تو دارم در دل — دل داند و من دانم و من دانم و دل

رباعیه

از یار وفا که دید تا من بینم — راحت ز جفا که دید تا من بینم
تو عمر منی و بیوفائی چکنم — از عمر وفا که دید تا من بینم

رباعیه

آن به که ز جام باده دل شاد کنیم — وز آرزوی گذشته کم یاد کنیم
وین عاریتی روان زندانی را — یک لحظه ز بند عقل آزاد کنیم

رباعیه

آوازه پر مرغ طرب می‌شنوم — یا نغمه گلزار ادب می‌شنوم
یا از حدیثی ز لبش میگوید — اللہ حکایتی عجب می‌شنوم

رباعیه

در هجر تو من ز شمع افزون گریم   مانند صراحی اشک گلگون گریم
چون ساغر باده ام که از دلتنگی   چون نالهٔ چنگ بشنوم خون گریم

رباعیه

جانان چو شبی با تو بروز آوردم   گر بی تو دمی بر آورم نامردم
از بهر نبات تر سبز پس از این کاب حیات   از چشمهٔ نوش آبدارت خوردم

رباعیه

در آرزوی بوس و کنارت مردم   در حسرت لعل آبدارت مردم
قصه چه کنم دراز کوتاه کنم   باز آ باز آ کز انتظارت مردم

رباعیه

من ترک تو ای نگار آسان ندهم   تا پیش لب زمرد خطت جان ندهم
یاقوت لبت که قوت جانست مرا   آن را بدو صد هزار مرجان ندهم

رباعیه

من حاصل عمر خود ندارم جز غم   در عشق تو یار خود ندارم جز غم
یک همدم و همراز ندارم نفسی   یک مونس و غمخوار ندارم جز غم

رباعیہ

اے باد بگو زراہ دلداری من — آن را کہ نباشد غمے از زاری من
تو خفتہ بعہد عیش شبہاے دراز — آیا داری خبر ز بیداری من

رباعیہ

تا کے بود این جور و جفا کردن تو — بیہودہ ہمہ خلائق آزردن تو
تیغ ست بدست اہل دل خون آلود — گر بر تو رسد خون تو بر گردن تو

رباعیہ

گویند کہ فردوس برین خواہد بود — فرداے ناب و حور عین خواہد بود
گر ما مے و معشوقہ گزیدیم چہ باک — چون عاقبت کار چنین خواہد بود

رباعیہ

با آنکہ نہد مہر و مہ از صد تمکین — بر خاک جناب تو شب و روز جبین
از دست دل و دیدہ تنگم نشان — در آتش انتظار و فارغ بنشین

رباعیہ

چون بادہ ز غم چہ بایدت جوشیدن — بالفکر غم چہ بایدت کوشیدن
سبز ست سرت بادہ ازان در ما — می بر سر سبزہ خوش بود نوشیدن

رباعیه

ای شرم زده غنچه دستور از تو
حیران و خجل نرگس مخمور از تو
گل با تو برابری کجا آرد کرد
کو نور ز مه دارد و مه نور از تو

رباعیه

ای رای تو صحرای امل پیمودن
تا چند بآفتاب گل اندودن
گر در دهن شیر شوی بهر طمع
آخر نه شکار گور خواهی بودن

رباعیه

چشمت که ز پیچ رنگ میبارد از و
زنهار که تیغ جنگ میبارد از و
بس خون دو صد کشته از مژگانش
آه از دل تر که سنگ میبارد از و

رباعیه

آن بار لب ستمگار در دستم نه
آن ساغر چون نگار در دستم نه
آن زلف چو زنجیر که پیچید بر خود
دیوانه شدم بیار در دستم نه

رباعیه

ای کاش که بخت سازگاری کردی
با چرخ زمانه بازیاری کردی
از دست جوانیم چو بر بود عنان
پیری چو رکاب پایداری کردی

رباعیه

باشاهد شوخ وشنگ وبا بربط ونی / کنجی و کبابی و کی شیشه می

چون گرم شود ز باده مارا رگ وپی / منت نبرم بیک جو از حاتم طی

رباعیه

آن نام بهشت دو رخ و عقده کشای / ما را بگذار که در آید سم زپای

تا که برد این گرگ ربائی از خاک / سر پنجهٔ دشمن افکن ای شیر خدای

رباعیه

گل را دیدم نشسته بر تخت شهی / گفتا بشنو راستی از مرد رهی

من طلعتم و نگینه مرا سوز مند / ای وای بتو که پیری دیر گنهی

رباعیه

گل گفت اگر دستگهی داشتمی / نگریستمی اگر رهی داشتمی

با نگینی مرا چنین بی سوز نمی / ای بای بن گر گنهی داشتمی

رباعیه

گر همچو من افتادهٔ این دام شوی / ای بس که خراب باده و جام شوی

ما عاشق و رند و مست عالم سوزیم / با ما منشین وگرنه بدنام شوی

رباعیه

حافظ ورق سخن در آلی طی کن — وین خامهٔ تزویر ریائی پی کن

خاموش نشین که وقت خاموشی تست — دم در کش و جام باده را پی کن

آن غزلها و قصائد که در اکثر نسخ نبود و در بعض یافته شد داخل کتاب نکرده علیحده نوشته شد

الغیاث ای مایهٔ جان الغیاث — کفر زلفت برد ایمان الغیاث

ما همه لبیسیم لب از تشنگی — در لبانت آب حیوان الغیاث

ده که باشد شربت دیدار تو — میکشد تلخی هجران الغیاث

ما زگریه غرق در خون گشته‌ایم — لعل تو پیوسته خندان الغیاث

غمزهٔ شوخ تو از راه اجل — میزند در دیده پیکان الغیاث

از خدنگ ناوک مژگان تو — زخمها افتاده در جان الغیاث

چون دو زلفت گرد سرگردان مرا — گردش گردون گردان الغیاث

همچو گوی از زخم چوگان فلک — هر طرف گشتیم غلطان الغیاث

پیچش زلفت تو در جانم فتاد — رشتهٔ تن گشت پیچان الغیاث

چشم بیمارت مرا بیمار کرد — جز لبانت نیست درمان الغیاث

با طناب زلف حافظ را بکش
مانده در چاه زنخدان الغیاث

بازم هوای آن گل رعناست الغیاث
دیگر دلم رسیده و شیداست الغیاث

آن دل که کنج عافیتی برگزیده بود
این دم بعزم درد و بلاست الغیاث

صوفی که جام صاف دمادم همی کشید
حیران بکوی او شده رسواست الغیاث

عارف که غرق بود بناموس و ننگ و نام
افتاده در ملامت و سوداست الغیاث

از جان زار حافظ سرگشتگان شوق
فریاد و شور و ولوله برخاست الغیاث

از من سوخته آن یار نمی پرسد هیچ
خبری زین دل افگار نمی پرسد هیچ

او طبیب من و من خسته و بیمار غمش
چه طبیبی ست که بیمار نمی پرسد هیچ

دی طبیبی بسرم آمد و احوالم دید
گفت چونست ترا یار نمی پرسد هیچ

گفتمش بخت من و طالع شوریده من
خفته می بینم و بیدار نمی پرسد هیچ

جانم از فرقت رویش بلب آمد صد بار
که ازین دلشده آن یار نمی پرسد هیچ

دوش در خواب چو من ماه رخ او دیدم
گفت که گاه ترا یار نمی پرسد هیچ

ای طبیب ار بلی یک نظری کن ما را
حافظ سوخته را یار نمی پرسد هیچ

سپیده دم که صبا بوی بوستان گیرد
چمن ز لطف هوا نکهت جنان گیرد

نوای چنگ بدانسان زند صلای صبوح
که پیر صومعه راه در مغان گیرد

شه سپهر چو زرین سپر کشد بر دوش
به تیغ صبح دم و وافق جهان گیرد

برغم زاغ سیه شاهباز سدره نشین
درین مقرنس زنگاری آشیان گیرد

بزمگاه چمن رو که خوش تماشاییست
که لاله کاسه نسرین ز ارغوان گیرد

چه حالتیست که گل در سحر نماید رخ
چه آتشیست که در مرغ صبح خوان گیرد

چه پرتویست که نور چراغ صبح دهد
چه شعله ایست که در شمع آسمان گیرد

خیال شاهی اگر نیست در سر حافظ
چرا به تیغ سخن عرصه جهان گیرد

ای ذوق شهد لعل تو در کام من لذیذ
حلوای قند گرسنه را در دهن لذیذ

دندان یار در دهن تنگ خوش نمود
در کام عشقه دانه در عدن لذیذ

شهد و شکر هر آنچه ببازار عالم است
شیرین‌تر از دست در دهنم این سخن لذیذ

شغلی دهد عبیر زلفت دماغ را
باشد بمغز نافهٔ مشک ختن لذیذ

اما بکام دیده ز اشک سفید و سرخ
خوش نیست چون بباغ گل یاسمن لذیذ

گر عاشق را بکام لب و لذت ازو نهی
بیمار عشق را شده سیب ذقن لذیذ

عشق رخت بخاطر حافظ ز جلوه
در مغز بلبل از همه بوی چمن لذیذ

ای گفتگوی لعل تو در کام جان لذیذ — شکر لبت چو طعم شکر در دهان لذیذ
دندان تست قطرهٔ شیر و شکر لبت — در کام ماست شیر و شکر هر آن لذیذ
خون دل و کباب جگر هر دو بهر تست — باشد بهم کباب و می ارغوان لذیذ
گفتم حدیث لطف تو آمد سخن لطیف — کردم بیان وصف لبت شد بیان لذیذ
دل ناوک تو خواست که باشد همای را — نسبت بطعمهای دگر استخوان لذیذ
او راز بسکه چاشنی حسن دلبریست — پیوسته حرف او گذرد در زبان لذیذ

حافظ بسی ز شیرهٔ جان پخت حلوه
در آرزوی آن لب و نام جنان لذیذ

ای که شور افگندهٔ در بزم شاهان از نمک — داده مستان لبت از خنده بستان از نمک
می برد آب گهر لعلت بدریاشی و لطف — میکند نرخ شکر یاقوت ارزان از نمک
از نمک خندان کنی هر دم بنوعی پسته را — دیده آن را که گردد پسته خندان از نمک
شور می بینم از آن جادوی مست دلربا — ذوق می یابم در آن چاه زنخدان از نمک
گر نباتت سیر باید جان بشیرینی و لطف — قند شورانگیز لعلت میدهد جان از نمک

دم ریش از لب شور شیرینت دلے	میکند زخم مرا پر خنده دهان از نمک

آب حیوان یافت حافظ از نمکدان لبت
گرچه هرگز کس نیابد آب حیوان از نمک

قصائد

مقدری که ز آثار صنع کرد اظهار	سپهر و مهر و مه و سال و ماه و لیل و نهار
مدار سیر کواکب بامر کن فیکون	قرار داد درین طاق گنبد دوار
ز هفت کوکب سیاره و دوازده برج	کنند سیر مخالف کواکب سیار
نه آسمان ز ملائک بامر حق مشغول	بسجده درگه تسبیح و ذکر و استغفار
چهار عنصر از و مختلف پدید آورد	مدار آتش و آب و غبار و خاک مجار
قرار داد ببالای خاک باد آتش	گرفته کوه و زمین در میان آب قرار
بدوستی نبی و ولی اساس نهاد	جهان و هرچه درو هست خالق جبار
اگر نه ذات نبی و ولی بدی مقصود	جهان بکتم عدم رفتی همچو اول بار
نوشته بر در فردوس کاتبان قضا	نبی رسول و لیعهد حیدر کرار
امام جنی و انسی وصی بود علی	ز کل خلق فزون است از صغار و کبار
ز نام اوست معلق بماد کرسی و عرش	ز ذات اوست طبق زمین بدین هنجار

علی امام و علی امین و علی ایمان
علی امین و علی سرور و علی سردار

علی علیم و علی عالم و علی اعلم
علی حکیم و علی حاکم و علی گفتار

علی نصیر و علی ناصر و علی منصور
علی مظفر و غالب علی سر و سردار

علی عزیز و علی عزت و علی افضل
علی لطیف و علی انور و علی انوار

علی ست فتح فتوح و علی ست جنت روح
علی ست فاضل و افضل علی سر سردار

علی سلیم و علی سالم و علی مسلم
علی قسیم قصور و علی ست قاسم نار

علی صفی و علی صافی و علی صوفی
علی وفی و علی صفدر و علی سردار

علی نعیم و علی ناعم و علی منعم
علی بود اسد اللہ قاتل کفار

علی ز بعد محمد ز ہر چہ ہست بہ ست
اگر تو مومن پاکی نظر دریغ مدار

بحق نور محمد و بآدم و بخلیل
بحق شیث و شعیب و بہود کم آزار

بحق یوسف و یعقوب و یحییٰ و لقمان
بحق نوح نجے درمیان دریابار

بحق عزت توریت و حرمت انجیل
بحق جمع زبور و بحق روز شمار

بحق دانش اسحق و شوق اسمعیل
کہ در رضای خدا کرد جان خویش نثار

بحق یوشع و الیاس و لوط و اسکندر
بحق نغمہ داود و صوت خوش گفتار

بحق مہر سلیمان و زہد ابراہیم
بحق عیسیٰ و موسیٰ و یونس غمخوار

بحق قوت جبرئیل و صور اسرافیل — بحق قابض ارواح در یمین و یسار

بحق حامل عرش و بقرب میکائیل — بحق چار کتاب ستوده جبار

بحق جمله قرآن و صحف ابراهیم — بحق جمله مردان واقف اسرار

بحق سوز فقیران بیگنه در بند — بحق زاری رنجور بیکس و بی یار

بحق چهره زرد فقیر سرگردان — بحق درد اسیران خانمان بیزار

بحق ضرب جوانان راه دین با کفر — بحق زاری پیران خوار و زار و نزار

بحق دین محمد بخون پاک حسین — بحق مردم نیک مهاجر و انصار

که نیست دین بدی را بقول پاک رسول — امام غیر علی بعد احمد مختار

زاهدا حسن است و حسین محبت او — مجوس جاهل برین کار مومن دیندار

بجهل غافل مستغرقی بغفلت — ز رنگ می نشناسی سفیدی از زنگار

بجهد و سعی من خسته دل چه سود ترا — اگر ز خواب جهالت همی شوی بیدار

بجهل خیره و بیش آنچنان هستم — که کس مباد چنان که منم در اول بار

سپاس منت و قوت خدای را که نمود — ره نجات و شدم از حیات برخوردار

بجای هفتصد و هشتاد و که در شیراز — تمام گشت بیک روز جمع این اشعار

بهمنان منشین حافظا تو الا کن — نجات خویش طلب کن بجان هشت و چهار

حرام زاده بدفعل بدشوم و بی بنیاد — بیج شاه جهان کے بجا کند اقرار

ستابیت بنافق چو پیسکنی گذر
زیاده گفتن نامش هزار استغفار

قصیده

جوزا سحر نهاد حمائل برابرم — یعنی غلام شاهم و سوگند میخورم

ساقی بیا که از مدد بخت کارساز — کامیکه خواستم ز خدا شد میسرم

جامی بده که باز بشادی روی شاه — پیرانه سر هوای جوانیست بر سرم

راهم مزن بوصف زلال خضر که من — از جام شاه جرعهٔ کش حوض کوثرم

شاها من ار بعرش رسانم سریر فضل — مملوک آن جنابم و مسکین این درم

من جرعه نوش بزم تو بودم هزار سال — کی ترک آبخور کند این طبع خوگرم

گر باورت نمیشود از بنده این حدیث — از گفتهٔ کمال حدیثی بیاورم

گر بر کنم دل از تو و بردارم از تو مهر — آن مهر بر که افکنم آن دل کجا برم

منصور بن محمد غازیست حرز من — وز این خجسته نام بر اعدا مظفرم

عهد الست من همه با مهر شاه بود — در شاهراه عمر از این عهد نگذرم

گردون چه کرد نظم ثریا بنام شاه — من خود چرا چنین نکنم از که کمترم

شاهین صفت چو لمعه چشیدم ز دست شاه ‌‌‌‌   کی باشد التفات بصید کبوترم

ای شاه شیرگیر چه کم گردد ار شود ‌‌‌‌   در سایهٔ تو ملک فراغت میسّرم

بال و پری ندارم و این طرفه ترکه نیست ‌‌‌‌   غیر از هوای منزل سیمرغ در سرم

بر گلشنی اگر بگذشتم چو باد صبح ‌‌‌‌   نی عشق سرو بود و نه شوق صنوبرم

بوی تو می شنیدم و بر یاد روی تو ‌‌‌‌   دادند ساقیان طرب یک دو ساغرم

مستی بآب یک دو قدح وضع بنده نیست ‌‌‌‌   من سالخورده پیر خرابات پرورم

با سیر خسرو فلکم داوری بسیست ‌‌‌‌   انصاف شاه باد درین قصه داورم

شکر خدا که باز درین اوج بارگاه ‌‌‌‌   طاؤس عرش می شنود صیت شهپرم

نامم ز کارخانهٔ عشاق محو باد ‌‌‌‌   گر جز محبت تو بود شغل دیگرم

شبل الاسد بصید دلم حمله کرد و من ‌‌‌‌   گر لاغرم و لیک شکار غضنفرم

ای عاشقان روی تو از ذره بیشتر ‌‌‌‌   من کی رسم بوصل تو کز ذره کمترم

بنما بمن که منکر حسن رخ تو کیست ‌‌‌‌   تا دیده اش بگزلک غیرت برآورم

مقصود ازین معامله بازار تیز نیست ‌‌‌‌   نه جلوه میفروشم و نه عشوه میخرم

برمن فتاده سایهٔ خورشید سلطنت ‌‌‌‌   اکنون فراغتست ز خورشید خاورم

شعرم بیمن مدح تو صد ملک دل گشاد ‌‌‌‌   گویی که تیغ نیست زبان سخنورم

حافظ زجان محب رسول است و آل او | بر این سخن گواست خداوند اکبرم

ایضاً

شد عرصهٔ زمین چو بساط ارم جوان | از پرتو سعادت شاه جهانیان

خاقان شرق و غرب که در غرب و شرق اوست | صاحبقران خسرو و شاه خدایگان

خورشید ملک پرور و سلطان دادگر | دارای عدل گستر و کسری کی نشان

سلطان نشان عرصهٔ اقلیم سلطنت | بالانشین مسند ایوان لامکان

اعظم جلال دولت و دین آنکه رفعتش | دارد همیشه توسن ایام زیر ران

دارای دهر شاه شجاع آفتاب ملک | خاقان کامگار و شهنشاه نوجوان

ماهی که شد ز طلعتش افروخته زمین | شاهی که شد ز همتش افراخته زمان

سیمرغ وهم را نبود قوت عروج | آنجا که باز همت او سازد آشیان

گر در خیال چرخ فتد عکس تیغ او | از یکدگر جدا شود اجزای آسمان

حکمش روان چو باد بر اطراف بحر و بر | مهرش روان چو روح بر اعضای انس و جان

ای صورت تو ملک جمال و جمال ملک | وی طلعت تو جان جهان و جهان جان

تخت تو رشک مسند جمشید و کیقباد | تاج تو عین افسر دارا و اردوان

تو آفتاب ملکی و هر جا که میروی | چو سایه از قفای تو دولت بود روان

ارکان پرور و چو تو داور پنج و شش زن
گردون نیاورد چو تو اختر بصد قران

بی طلعت تو جان نگراید بکالبد
بی قیمت تو مغز نبندد در استخوان

هر دانشی که در دل دفتر نیامده است
داده چو آب خامهٔ تو بر سر زبان

دست ترا با بر که آرد تشبیه کرد
چون هست بدره این و قطره قطره آن

با پایهٔ جلال تو افلاک پایمال
وز بحر جود دست تو در دهر داستان

علم از تو با کرامت و عقل از تو با فروغ
شرع از تو در حمایت و دین از تو در امان

بر چرخ علم ماهی و بر فرق ملک تاج
در چشم فضل نوری و در جسم ملک جان

ای خسرو رفیع جناب و رفیع قدر
وی داور عدیم مثال و عظیم شان

ای آفتاب ملک که در جنب همتت
چون ذرهٔ حقیر بود گنج شایگان

در جنب بحر جود تو از ذره کمتر است
صد گنج شایگان که ببخشی برایگان

گردون برای خیمهٔ خورشید فلک ات
از کره ابر ساخته تا زیر سایبان

این اطلس منقش چه توسن زرنگار
چتر بلند بر سر خرگاه خویش دان

بودی درون گلشن و از زلزال تو
در هند بود غلغل و در زنگ و بد فغان

در دشت روم خیمه زدی تا نزول کوس
در دشت سند رفت بیابان سیستان

تا قیصر روم تا ختن لرزه اوفتاد
در قصرهای قیصر و در خانهای جان

آن کیست کو بملک کند با تو همسری — از مصر تا بروم و ز چین تا بقیروان

تو شاکری ز خالق و خلق از تو شاکرند — تو شادمان بدولت و ملک از تو شادمان

اینک بطرف گلشن و بستان همی‌روی — با بندگان سمند سعادت بزیر ران

ای ملهمی که در صفت گوهر بیان قدس — فیضی رسد بخاطر پاکت زمان زمان

داده فلک عنان ارادت بدست تو — یعنی که من کیم بمراد خودم رسان

خصمت کجاست در ته پای خودت فگن — یار تو کیست بر سر و چشمم مفرش نشان

هم کام من بخدمت تو گشته منتظم
هم نام من بمدحت تو گشته جاودان

ایضاً

سپیده دم که صبا بوی بوستان گیرد — چمن ز لطف هوا نکته بر جنان گیرد

هوا ز نکهت گل در چمن تتق بندد — افق ز رنگ شفق رنگ گلستان گیرد

هوای چنگ بانسان بزد صلای صبوح — که پیر صومعه راه در مغان گیرد

شه سپهر چو زرین سپر کشد بر سر — بتیغ صبح دمیده افق جهان گیرد

بر غم زاغ سیه شاهباز زرین بال — درین مقرنس زنگاری آشیان گیرد

بجز نگاه چمن رو که خوش تماشا نیست — چو لاله کاسهٔ زرین ارغوان گیرد

چو شهسوار فلک بنگرد بجام صبوح
ز خور کشید خود مهر خاوران گیرد

صبا نگر که دمادم چو رند شاهد باز
گهی لب گل و گه زلف ضیمران گیرد

ز اتحاد هیولی و اختلاف صور
خرد ز هر گل نقش رخ بتان گیرد

من اندران که دم کیست آن مبارک دم
که وقت صبح درین تیره خاکدان گیرد

چه حالتست که گل در چمن نماید روی
چه آتشست که در مرغ صبح خوان گیرد

چه پرتوست که نور چراغ صبح دهد
چه شعله است که در ماه و آسمان گیرد

ضمیر دل نگشایم بکس مرا آن به
که روزگار غیورست و ناگهان گیرد

چو شمع هر که بافشای راز شد مشغول
لبش زمانه چو مقراض در میان گیرد

کجاست ساقی مه روی من که از سر مهر
چو چشم مست خودش ساغر گران گیرد

پیامی آورد از یار لاله پوش بات
بشادی رخ آن ماه مهربان گیرد

نوای نغمه نی را چو برکشد مطرب
گهی عراق زند گاه اصفهان گیرد

چرا بجد غم و حسرت سپهر دایره شکل
مرا چو نقطه پرگار در میان گیرد

فرشته ایست حقیقت سروش عالم غیب
که روشنی گهرش نکته بر زبان گیرد

سکندری که مقیم حریم او چون خضر
ز فیض خاک درش عمر جاودان گیرد

جمال چهره اسلام شیخ ابو اسحق
که ملک در قدمش زیب بوستان گیرد

سگی که بر فلک سروری عروج کند — نخست پایهٔ خود فرق فرقدان گیرد

چراغ دیدهٔ محمود آنکه دشمن را — ز برق تیغ چو آتش بدودمان گیرد

باوج ماه رسد شرح خون ز تیغ کشد — به تیغ چرخ برد حمله چون کمان گیرد

عروس خاوری از شرع رای او زشاه — بجای خود بود از راه قیروان گیرد

زهی عظیم وقاری که هر که بندهٔ تست — ز رفع قدر بکبر چند توامان گیرد

رسد ز چرخ عطارد هزار تهنیت — چو فکرتت صفت امر کن فکان گیرد

مدام در پی طفل ست در جهود عدو — سماک رمح ازان روز و شب عنان گیرد

فلک چو جلوه کنان بنگرد سمند ترا — کمینه پایگهش اوج کهکشان گیرد

ملامتی چه کشیدی سعادتمند — که مشتری نسق کار خود ازان گیرد

ز امتحانات تو ایام را غرض نیست — که از صفای رای ضد لت نشان گیرد

دگرنه پایهٔ مصحف ازان بلندترست — که روزگار بران حرف امتحان گیرد

ز عمر برخورد آن کس که در همه صفتی — نخست بنگرد آنگه طریق آن گیرد

مذاق جانش ز تلخی غم شود ایمن — کسیکه شکر شکر تو در دهان گیرد

چه جای جنگ پسندی بجام یار دوست — چو وقت کار بود تیغ جانستان گیرد

ز لطف غیب جنتی سرخ امید — که مغز نغز مقام اندر استخوان گیرد

ساقیا مژده که رندیهای حافظ گشته گو — نوک کلک خوش ادا بر منشور حافظ زد رقم

خواجه توران شاه عادل جلال ملک و دین — در آفاق علی عون الورے غوث الامم

صورت جاه و جلال مقصد فضل و کمال — منظر انوار رحمت مبصر حسن شیم

کان مردی و مروت معدن صدق و صفا — جوهر عدل و سیاست عنصر لطف و کرم

رافع اوضاع بدعت ناصر اعلام دین — ماحی آثار طغیان قاطع ظلم و ستم

آستانت موضع دولت تا گذشت و پس — دارد این قصر معلی نقش تاریخ قدم

بخت بیدارت چو می‌آید بصحرای وجود — خفته بد گردون هنوز اندر شبستان عدم

قلب بدخواهان شکستی حال بر جای تو — هر کرا دل بشکند فیروز گردد لاجرم

این نپنداری که تنها میزنی بر قلب خصم — اتی — همت ارباب دل هست ازین باب کرم

شرح احوال تو الحق بو العجایب قصه‌ایست — بنده یا رب کی تواند کرد شکر این نعم

تا الم مجبور بود از خاک بوس درگهت — درد و نوش درد بود هم با ندیمان ندم

با شما اخلاص بی کمیابت تقریبیست — علم جمشید دیده باشد سالها در جام جم

تا جهان باشد نیکی در جهانت باد نام
این دعا بر انس و جان گشت از دل و جان فرض هم

تمت

خاتمه

[illegible]

الحمد لله علی احسانه که دیوان نسخه ایوان اکمل العرفاء المحققین و افضل الشعراء المتقین عارف حقائق فنون سخن پروری واقف دقائق نظم گستری سیاح بحر فصاحت و سیاح اقلیم بلاغت حضرت لسان الغیب خواجه شمس الدین محمد ملقب به حافظ شیرازی طاب الله ثراه و جعل الجنة مثواه ببمبئی در اهتمام خاکسار محمد رحمت الله رعد در شهر محرم الحرام ۱۳۲۳ هجری نبوی مطابق ماه اپریل ۱۹۰۵ عیسوی در بلده کانپور بطبع نامی رحمت المطابع پذیرفت و انشاء الله العزیز بعد اشاعت این دیوان که متن محض است مترجم ببیان حاوی رموزات و اصطلاحات صوفیانه کرام از حلیه طبع آراسته شده نذر ناظرین خواهد شد.

[illegible]